www.dawateislami.net

سلسلہ: رسائلِ فتاویٰ رضویہ

جلد: انتیسویں

رسالہ نمبر 3

التحبیر باب التدبیر

آرائش کلام مسئلہ تدبیر کے بارے میں

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
التحبیر بباب التدبیر ۱۳۰۵ھ
(آرائش کلام مسئلہ تدبیر کے بارے میں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۱۲۲: مسئولہ مولوی الٰہ یار خان صاحب ۲۰ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ خالد یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جو کچھ کام بھلا یا بُرا ہوتا ہے سب خدا کی تقدیر سے ہوتا ہے۔اور تدبیرات کو کارِ دنیوی واُخروی میں امر مستحسن اور بہتر جانتا ہے۔

ولید خالد کو بوجہ مستحسن جاننے تدبیرات کے کافر کہتا ہے،بلکہ اسے کافر سمجھ کر سلام وجواب سلام بھی ترک کردیا اور کہتا ہے کہ تدبیر کوئی چیز نہیں،بالکل واہیات ہے،اور جو اشخاص اپنے اطفال کو پڑھاتے لکھاتے ہیں۔(خواہ عربی خواہ انگریزی) وہ جھک مارتے ہیں،گوہ کھاتے ہیں،کیونکہ پڑھنا لکھنا تدبیر میں داخل ہے۔

پس ولید نے خالد کو جو کافر کہا تو وہ کافر ہے یا نہیں؟ اور نہیں ہے تو کہنے والے کے لیے کیا گناہ و تعزیر ہے۔ بَیِّنُوْا تُوجرُوا (بیان فرماؤ اجر دیئے جاؤ گے ت)

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ الذی قدّر الکائنات وربط بالاسباب المسببّات والصلوۃ و السلام علٰی سید المتوکلین سرًّا و جھرًا، وامام العالمین والمدبرات امرًا وعلٰی اٰلہ و صحبہ الذین باطنھم توکل، وظاھرھم فی الکدّ والعمل۔	تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے تمام ہونے والی چیزیں مقدر فرمائیں اور مسببّات کا اسباب سے ربط رکھا اور درود و سلام خفیہ اور علانیہ توکل کرنے والوں کے سردار اور تمام عالموں کے امام پر اور ان پر جو کام کی تدبیر کرنے والے ہیں اور ان کی آل و اصحاب پر جن کا باطن متوکل ہے اور ان کا ظاہر محنت و عمل میں لگا ہوا ہے۔ (ت)

بے شک خالد سچا، اور اس کا یہ عقیدہ خاص اہلِ حق کا عقیدہ ہے۔ فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ جل جلالہ کی تقدیر سے ہے۔ قال تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا):

"کُلُّ صَغِیۡرٍ وَّ کَبِیۡرٍ مُّسۡتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ "[1]۔	ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ ت)

وقال تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا):

"وَکُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۲﴾ "[2]۔	اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں، (ت)

وقال تعالٰی (اور اللہ تعالٰی نے فرمایا):

"وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۵۹﴾ "[3]۔	اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔ (ت)

الٰی غیر ذٰلک من الاٰیات والاحادیث (اس کے علاوہ اور بھی آیات و احادیث ہیں۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵۴/ ۵۳

[2] القرآن الکریم ۳۶/ ۱۲

[3] القرآن الکریم ۶/ ۵۹

مگر تدبیر زنہار معطل نہیں۔ دنیا عالمِ اسباب ہے۔ رب جل مجدہ نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اس میں مسببات کو اسباب سے ربط دیا۔ اور سنتِ الٰہیہ جاری ہوئی کہ سبب کے بعد مسبّب پیدا ہو۔

جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر پر پھولنا کفار کی خصلت ہے یونہی تدبیر کو محض عبث و مطرود وفضول و مردود بتانا کسی کھلے گمراہ یا سچے مجنون کاکام ہے جس کی رو سے صدہا آیات واحادیث سے اعراض اور انبیاء وصحابہ وائمہ واولیاء سب پر طعن واعتراض لازم آتا ہے۔ حضرات مرسلین صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہم اجمعین (اللہ کے درود وسلام ہوں ان سب پر) سے زیادہ کس کا توکل اور ان سے بڑھ کر تقدیر الٰہی پر کس کا ایمان۔ پھر وہ بھی ہمیشہ تدبیر فرماتے اور اس کی راہیں بتاتے اور خود کسب حلال میں سعی کرکے رزقِ طیب کھاتے۔

(۱) داؤد علیہ السلام زرہیں بناتے۔ **قال اللہ تعالٰی** (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ ت)

"وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝۸۰ "[4]۔	اور ہم نے اُسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں تمہاری آنچ سے بچائے، تو کیا تم شکر کروگے۔ ت)

(۲) **وقال تعالٰی** (اور اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ ت)

"وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝۱۰ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًاؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۱۱ "[5]۔	اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کیا کہ وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ اور تم سب نیکی کرو بے شک میں تمہارے کام دیکھ رہا ہوں (ت)

(۳) موسٰی علیہ السلام نے دس برس شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بکریاں اجرت پر چرائیں۔ **قال تعالٰی** (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ ت)

"قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَۚ وَ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَؕ سَتَجِدُنِيْۤ	کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو، پھر اگر پورے دس برس کرلو تو تمہاری طرف سے ہے اور تمہیں مشقت میں ڈالنا

[4] القرآن الکریم ۸۰/۲۱

[5] القرآن الکریم ۳۴/ ۱۰و۱۱

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ "الاٰیۃ[6]۔	نہیں چاہتا قریب ہے اِن شاء اللہ تم مجھے نیکوں میں پاؤ گے۔ موسٰی نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کردوں تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے پھر جب موسی نے اپنی میعاد پوری کردی اور اپنی بیوی کو لے کر چلا۔ (ت)

خود حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضرت امّ المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مال بطور مضاربت لے کر شام کو تشریف فرما ہوئے۔ حضرت امیر المومنین عثمان غنی وحضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہما بڑے نامی گرامی تاجر تھے۔ حضرت امام اعظم قدس سرہ الاکرم بزاری کرتے، بلکہ ولید منکر تدبیر خود کیا تدبیر سے خالی ہوگا ہم نے فرض کیا کہ وہ زراعتِ تجارت، نوکری حرفت کچھ نہ کرتا ہو آخر اپنے لیے کھانا پکاتا یا پکواتا ہوگا۔ آٹا پیسنا، گوندھنا، پکانا یہ کیا تدبیر نہیں؟ یہ بھی جانے دیجئے اگر بغیر اس کے سوال یا اشارہ وایماکے خود بخود پکی پکائی اسے مل جاتی ہو، تاہم نوالہ بنانا، منہ تک لانا، چبانا نگلنا یہ بھی تدبیر، تدبیر کو معطل کرے تو اس سے بھی باز آئے کہ تقدیر الٰہی میں زندگی لکھی ہے بے کھائے جئے گا یا قدرتِ الٰہی سے پیٹ بھر جائے گا یا خود بخود کھانا معدے میں چلا جائے گا۔ ورنہ ان باتوں سے بھی کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کہ مذہب اہلسنت میں نہ پانی پیاس بجھاتا ہے۔ نہ کھانا بھوک کھوتا ہے۔ بلکہ یہ سب اسباب عادیہ میں ہیں جن سے اللہ تعالٰی نے مسببات کو مربوط فرمایا اور اپنی عادت جاریہ ک مطابق ان کے بعد سیری وسیرابی فرماتا ہے۔ وہ نہ چاہے تو گھڑے چڑھائے، دھڑیوں کھا جائے۔ [عـــہ۱] کچھ مفید نہ ہوگا۔ آخر مرضِ استسقاء وجوع البقر [عـــہ۲] میں کیا ہوتا ہے۔ وہی کھانا، پانی جو پہلے سیر و سیراب کرتا تھا اب کیوں محض بے کار ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو بے کھائے پئے بھوک پیاس پاس نہ آئے، جیسے زمانہ دجال میں اہل ایمان کی پرورش فرمائے گا۔ اور ملائکہ کا بے آب وغذا زندگی کرنا کسے نہیں معلوم۔ مگر یہ انسان میں خَرقِ عادت ہے جس پر

عـــہ۱: دھڑی: دس سیر یا پانچ سیر کا وزن ۱۲ مصباحی۔

عـــہ۲: جوع البقر: اس بیماری میں کتنا بھی کھائے بھوک نہیں جاتی جس طرح استسقاء میں جس قدر بھی پئے پیاس نہیں جاتی۔ م

---

[6] القرآن الکریم ۲۸/ ۲۷تا۲۹

ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنا جہل و حماقت، یہاں تک کہ اگر تقدیر پر بھروسہ کا جھوٹا نام کرکے خورد و نوش کا عہد کرے اور بھوک پیاس سے مرجائے، بے شک حرام موت مرے اور اللہ تعالٰی کا گنہگار ٹھہرے۔ مرگ بھی تو تقدیر سے ہے، پھر اللہ تعالٰی نے کیوں فرمایا۔

"وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ "۔[7]	اپنے ہاتھوں اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالو۔

گرچہ مردن مقدر است ولے   تو مرو در دہان اژدہا[8]

(اگرچہ موت مقدر ہے لیکن از خود اژدہوں اور سانپوں کے منہ میں نہ جا۔ت)

ہم نے مانا کہ ولید اپنے دعوے پر ایسا مضبوط ہو کہ یک لخت ترک اسباب کرکے پیمانِ واثق (پکا عہد) کرلے کہ اصلاً دست و پا نہ ہلائے نہ اشارۃً نہ کنایۃً کسی تدبیر کے پاس جائے گا خدا کے حکم سے پیٹ بھرے تو بہتر ورنہ مرنا قبول، تاہم اللہ تعالٰی سے سوال کرے گا یہ کیا تدبیر نہیں کہ دعا خود موثر حقیقی کب ہے؟ صرف حصول مراد کا ایک سبب ہے، اور تدبیر کا ہے کا نام ہے۔ رب جل جلالہ فرماتا ہے:

(۵) "وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ "۔[9]	تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

وہ قادر تھے کہ بے دعا مراد بخشے، پھر اس تدبیر کی طرف کیوں ہدایت فرمائی؟ اور وہ بھی اس تاکید کے ساتھ کہ حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔

حدیث ا:

مَنْ لَّمْ یَدْعُ اللہ غَضِبَ علیہ[10]۔	جو اللہ سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالٰی اس پر غضب

---

[7] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵

[8]

[9] القرآن الکریم ۴۰/ ۶۰

[10] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الدعاء باب فی فضل الدعا حدیث ۹۲۱۸ ادارۃ القرآن کراچی ۱۰/ ۲۰۰، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۴۳، جامع الترمذی ابواب الدعوات باب منہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۷۳، سنن ابن ماجہ ابواب الدعاء باب فضل الدعاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۰، المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باب من لم یدع اللہ الخ دار الفکر بیروت ۱/ ۴۹۱

رواہ الائمۃ احمد فی المسند وابو بکر بن ابی شیبۃ و اللفظ لہ فی المصنف و البخاری فی الادب المفرد و الترمذی فی الجامع و ابن ماجۃ فی السنن والحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	فرمائے گا۔(اس کو ائمہ نے روایت کیا احمد نے مسند میں، ابو بکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں اور لفظ اسی کے ہیں، بخاری نے ادب المفرد میں ترمذی نے جامع میں، ابن ماجہ نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں ابوہریرہ سے۔اللہ تعالٰی ان پر راضی ہو۔ت)

بلکہ خلافت و سلطنت و قضاو جہاد وحدود قصاص وغیرہا یہ تمام امور شرعیہ عین تدبیر ہیں کہ انتظام عالم وترویج دین و دفع مفسدین کے لیے اس عالم اسباب میں مقرر ہوئے۔

(۶)وقال تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت)

"اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ"[11]۔	حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور انکا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ت)

(۷)وقال تعالٰی (اور اللہ تعالٰی نے فرمایا۔(ت)

"وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ"[12]۔	اور اُن سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہی اور سارا دین اللہ کا ہو جائے۔(ت)

(۸)وقال تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت)

"وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ﴿۲۵۱﴾"[13]۔	اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے۔(ت)

(۹)وقال تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت)

"وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا	اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام

[11] القرآن الکریم ۴/ ۵۹

[12] القرآن الکریم ۸/ ۳۹

[13] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۱

اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ "[14]۔	لیا جاتا ہے۔(ت)

دیکھو صاف ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ جہاد اسی لیے مقرر ہوا کہ فتنے فرو ہوں اور دین حق پھیلے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو زمین تباہ ہو جاتی اور مسجدیں اور عبادت خانے ڈھائے جاتے۔ **(۱۰) وقال تعالٰی** (اور اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت)

"اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ ؕ "[15]۔	ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔(ت)

فتنہ کفر کی قوت، اور فساد کبیر ضعف اسلام۔

(۱۱) وقال تعالٰی (اور اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت)

"وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ "[16]۔	اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو کہ تم کہیں بچو۔ت)

یعنی خون کے بدلے خون لوگے تو مفسدوں کے ہاتھ رکیں گے اور بے گناہوں کی جانیں بچیں گی، اور اسی لیے حد جاری کرتے وقت حکم ہوا کہ مسلمان جمع ہو کر دیکھیں تاکہ موجب عبرت ہو۔ **(۱۲) قال تعالٰی** (اللہ تعالٰی نے فرمایا ت)

"وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ "[17]۔	اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔(ت)

بلکہ اور ترقی کیجئے تو نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہا تمام اعمالِ دینیہ خود ایک تدبیر، اور رضائے الٰہی و ثواب نامتناہی ملنے اور عذاب و غضب سے نجات پانے کے اسباب ہیں۔ **(۱۳) قال تعالٰی** (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت)

"وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا "[18]۔	اور جو آخرت چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا، تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی۔(ت)

اگرچہ ازل میں ٹھہر چکا کہ:

[14] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۰

[15] القرآن الکریم ۸/ ۷۳

[16] القرآن الکریم ۲/ ۱۷۹

[17] القرآن الکریم ۲۴/ ۲

[18] القرآن الکریم ۱۷/ ۱۹

"فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ ۟" [19]۔	ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔ (ت)

پھر بھی اعمال فرض کیے کہ جس کے مقدر میں جو لکھا ہے اسے وہی راہ آسان، اور اسی کے اسباب مہیا ہو جائیں۔

قال تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ ت)

"فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی ۟ؕ" [20]۔	تو بہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کردیں گے۔ (ت)

وقال تعالٰی (اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا۔ ت)

"فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ۟ؕ" [21]۔	تو بہت جلد ہم اُسے دشواری مہیا کردیں گے۔ (ت)

حدیث ۲: اسی لیے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخی، جنتی سب لکھے ہوئے ہیں، اور صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! پھر ہم عمل کاہے کو کریں، ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھیں۔ کہ جو سعید ہیں آپ ہی سعید ہوں گے اور جو شقی ہیں ناچار شقاوت پائیں گے۔ فرمایا: نہیں بلکہ عمل کیے جاؤ کہ ہر ایک جس گھر کے لیے بنا ہے اُسی کا راستہ اُسے سہل کر دیتے ہیں، سعید کو اعمالِ سعادت کا اور شقی کو افعالِ شقاوت کا۔ پھر حضور نے یہی دو آیتیں تلاوت فرمائیں۔

اخرجہ الائمۃ احمد والبخاری و مسلم وغیرہم عن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ قال: کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی جنازۃ فاخذ شیئا فجعل ینکت بہ الارض فقال ما منکم من احد الا وقد کتب مقعدہ من النار ومقعدہ من الجنۃ قالوا یارسول اللہ! افلا نتکل علی کتابنا وندع	امام احمد، بخاری اور مسلم وغیرہ نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک جنازہ میں شریک تھے، آپ نے کوئی چیز پکڑی اور زمین کو کریدنے لگے اور فرمایا تم میں ایسا کوئی نہیں جس کا ایک ٹھکانہ دوزخ میں اور ایک ٹھکانہ جنت میں نہ لکھا جاچکا ہو۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم تحریر پر بھروسہ کرکے عمل کو چھوڑ نہ دیں۔

[19] القرآن الکریم ۴۲/ ۷

[20] القرآن الکریم ۹۲/ ۷

[21] القرآن الکریم ۹۲/ ۱۰

العمل(زادفی روایة فمن کان من اھل السعادة فسیصیر الی عمل اھل السعادة ومن کان من اھل الشقاء فسیصیر الی عمل اھل الشقاوة)قال اعملوا فکل میسر لما خلق له امّا من کان من اھل السعادة فییسر لعمل اھل السعادة واما من کان من اھل الشقاء فییسر لعمل الشقاوة ثمّ قراء فاما من اعطی واتقی وصدّق بالحسنٰی الایة[22]۔	(ایک روایت میں یہ زائد ہے کہ جو اہلِ سعادت میں سے ہے وہ عنقریب اہل سعادت کے عمل کی طرف اور جو اہل شقاوت میں سے ہے وہ عنقریب اہلِ شقاوت کے عمل کی طرف راغب ہوگا) آپ نے فرمایا: عمل کرتے رہو ہر کسی کو وہی میسر ہوگا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا، جو اہلِ سعادت میں سے ہوگا اس کو اہلِ سعادت کا عمل اور جو اہل شقاوت میں سے ہوگا اس کو اہلِ شقاوت کا عمل میسر ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی چیز کو سچ مانا (ت)

یہاں سے ظاہر ہوا کہ اگر تدبیر مطلقاً مہمل (بے کار) ہو تو دین و شرائع (قوانین شرع) وانزالِ کتب (کتابیں اتارنا) وارسال رُسل (رسولوں کو بھیجنا) و اتیانِ فرائض (فرائض کا کرنا) واجتناب محرمات (حرام کاموں سے بچنا) معاذ اللہ ! سب لغو وفضول وعبث ٹھہریں۔ آدمی کی رسی کاٹ کر بجار (آزاد چھوٹا ہوا سانڈ) کردیں۔ دین و دنیا سب یکبارگی برہم ہو جائیں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بُلندی وعظمت والے خدا کی طرف سے، ت)

نہیں نہیں بلکہ تدبیر بے شک مستحسن ہے، اور اُس کی بہت صورتیں مندوب و مسنون ہیں، جیسے دُعا و دَوا۔

حدیث ۳: دُعا کی حدیثیں تو خود متواتر ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ حضور نے یہ ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

[22] صحیح البخاری کتاب القدر باب قولہ تعالٰی وکان امر اللہ قدرا مقدوراً قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۷۷، صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الادمی فی بطن امہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۳۳، مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۴۰، سنن ابن ماجہ باب فی القدر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹، مشکوۃ المصابیح باب الایمان بالقدر الفصل الاول اصح المطابع کراچی ص ۲۰

لَایَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ ،رواہ الترمذی و ابن ماجه[23] ـ والحاکم بسند حسن عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	(تقدیر کسی چیز سے نہیں ٹلتی مگر دعا سے (یعنی قضا معلق) (اس کو ترمذی ابن ماجہ اور حاکم نے سند حسن کے ساتھ سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(حدیث ۴): دوسری حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایغنی حذر من قدر، والدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل ان البلاء ینزل فیتلقاہ الدّعاء فیعتلجان الٰی یوم القیمة رواہ الحاکم[24] والبزار والطبرانی فی الاوسط عن ام المومنین الصدیقة رضی اللہ تعالٰی عنہا قال الحاکم صحیح الاسناد وکذا قال[25]۔	تقدیر کے آگے احتیاط کی کچھ نہیں چلتی، اور دعا اس بلا سے جو اتر آئی اور جو ابھی نہیں اتری دونوں سے نفع دیتی ہے، اور بے شک بلا اترتی ہے دعا اس سے جا ملتی ہے دونوں قیامت تک کشتی لڑتی رہتی ہیں، یعنی بلا کتنا ہی اترنا چاہے دعا اسے اترنے نہیں دیتی۔(اس کو حاکم، بزار اور طبرانی نے اوسط میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ حاکم نے کہا اس کا اسناد صحیح ہے اور یونہی ہے کہا۔(ت)

جسے دعا کے بارے میں احادیث مجملہ ومفصلہ وکلیہ وجزئیہ دیکھنا ہوں وہ کتاب الترغیب وحصن وعدہ وصلاح وغیرہا تصانیف علماء کی طرف رجوع کرے۔

(حدیث ۵) اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

تداووا عباد اللہ فان اللہ	خدا کے بندو! دوا کرو کہ اللہ تعالٰی نے کوئی بیماری

[23] جامع الترمذی ابواب القدر باب ماجاء لایرد القدر الاّ الدعاء امین کمپنی دہلی ۲/ ۳۶، سنن ابن ماجہ باب فی القدر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰، المستدرک للحاکم کتاب الدعا لایرد القدر الا الدعا دار الفکر بیروت ۱/ ۴۹۳

[24] المستدرک للحاکم کتاب الدعاء ینفع الخ دار الفکر بیروت ۱/ ۴۹۲، المعجم الاوسط حدیث ۲۵۱۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۳/ ۲۴۲

[25] المستدرک للحاکم کتاب الدعا الدعاء ینفع الخ دار الفکر بیروت ۱/ ۴۹۲

لم یضع داء اِلاّ وضع له دواء غیر داءٍ واحد الهرم، اخرجه احمد وابو داؤد[26] والترمذی والنسائی وابن ماجة وابن حبان والحاکم عن اسامة بن شریك رضی الله تعالٰی عنه بسند صحیح۔	ایسی نہ رکھی جس کی دوانہ بنائی ہو مگر ایک مرض یعنی بڑھاپا، (اس کو احمد، ابوداؤد، ترمذی نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔ت)

اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا استعمالِ دوا فرمانا اور امت مرحومہ کو صدہا امراض کے علاج بتانا بکثرت احادیث میں مذکور، اور طبِّ نبوی و سِیَر وغیرہما فنون حدیثیہ میں مسطور (لکھاہوا) اور تدبیر کی بہت صورتیں فرض قطعی ہیں، جیسے فرائض کا بجالانا، محرمات سے بچنا، بقدر سدرمق (جان بچانے کی مقدار) کھانا کھانا، پانی پینا، یہاں تک کہ اس کے لیے بحالتِ مخمصہ (جان لیوا بھوک) شراب و مردار کی اجازت دی گئی۔

(حدیث ٦): اسی طرح جان بچانے کی کل تدبیریں اور حلال معاش کی سعی و تلاش جس میں اپنے اور اپنے متعلقین کے تن پیٹ کی پرورش ہو۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَةٌ بَعْدَ الفریضةِ اخرجه الطبرانی فی الکبیر[27] والبیهقی فی شعب الایمان و الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن مسعود	آدمی پر فرض کے بعد دوسرا فرض یہ ہے کہ کسبِ حلال کی تلاش کرے (طبرانی نے کبیر میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی نے مسندِ فردوس میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ

[26] جامع الترمذی ابواب الطب باب ماجاء فی الدداء والحث علیه امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۵، سنن ابی داؤد کتاب الطب باب الرجل یتداوی آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۸۳، سنن ابن ماجه ابواب الطب باب ما انزل الله داء الا انزل له شفاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۵۳، مسند احمد بن حنبل حدیث اُسامة بن شریک المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۷۸، موارد الظمآن کتاب الطب حدیث ۱۳۹۵ المطبعة السلفیة ص ۳۳۹

[27] شعب الایمان حدیث ۸۷۴۱ دار المعرفة بیروت ۶/ ۴۲۰، الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۳۹۱۸ دار الکتب العلمیة بیروت ۲/ ۴۴۱، کنز العمال برمز طب، ق حدیث ۹۲۳۱ مؤسسة الرسالة بیروت ۴/ ۹

رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	تعالٰی عنہ سے اس کی تخریج فرمائی (ت)۔

(حدیث ۷): اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اخرجہ الدیلمی[28] بسندٍ حسنٍ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	طلبِ حلال ہر مسلمان پر واجب ہے (دیلمی نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کی تخریج کی۔ت)

حدیث ۸: اسی لیے احادیث میں حلال معاش کی طلب وتلاش کی بہت فضیلتیں وارد۔

مسند احمد وصحیح بخاری میں ہے حضور پُرنور سید الکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اکل احد طعاما قط خیرًا من ان یاکل من عمل یدہ و ان نبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدہ، و اخرجاہ عن مقدام[29] بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	کبھی کسی شخص نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر نہ کھایا اور بے شک نبی اللہ داؤد علیہ الصلوۃ والسلام اپنی دستکاری کی اُجرت سے کھاتے (ان دونوں نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کی تخریج کی۔ت)

حدیث ۹: اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان اطیب ما اکلتم من کسبکم اخرجہ البخاری فی التاریخ[30] والدارمی وابوداؤد والترمذی والنسائی عن ام المؤمنین الصدیقۃ بسندٍ صحیح۔	سب سے زیادہ پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھاؤ۔ (امام بخاری نے تاریخ، دارمی، ترمذی اور نسائی نے سندِ صحیح کے ساتھ ام المومنین سیدّہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے اس کی تخریج کی۔ت)

[28] کنز العمال برمز فرعن انس حدیث ۹۲۰۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۵

[29] صحیح البخاری کتاب البیوع باب کسب الرجل وعملہ بیدہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۷۸، مسند احمد بن حنبل حدیث المقدام بن معدیکرب المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۳۱ و ۱۳۲

[30] جامع الترمذی ابواب الاحکام باب ماجاء ان الوالدیا خذ من مال ولدہ امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۶۲، سُنن ابی داؤد کتاب البیوع باب الرجل یاکل من مال ولدہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۴۱، التاریخ الکبیر ترجمہ ۱۳۰۱ دار البازمکۃ المکرمۃ ۱/ ۴۰۷، سُنن الدارمی کتاب البیوع حدیث ۲۵۴۰ نشر السنۃ ملتان ۲/ ۱۶۲

حدیث ۱۰تا ۱۳: کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ !اَیُّ الکسبِ افضل ؟ سب سے بہتر کسب کون سا ہے ؟ فرمایا: **عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور۔** اپنے ہاتھ کی مزدوری اور ہر مقبول تجارت کہ مفاسد شرعیہ سے خالی ہو۔

اخرجہ الطبرانی [31]۔ فی الاوسط والکبیر بسند الثقات عن عبد اللہ بن عمر ،وھو فی الکبیر واحمد والبزار عن ابی بردۃ بن خیار ،وایضًا ھٰذان عن رافع بن خدیج ،والبیہقی عن سعید بن عمیر مرسلًا والحاکم عن امیر المومنین عمر الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہم اجعین۔	اس کی تخریج کی سند ثقات کے ساتھ طبرانی نے اوسط وکبیر میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ،اور طبرانی نے ہی کبیر میں اور احمد وبزار نے ابوبردہ بن خیار سے ، نیز ان دونوں نے رافع بن خدیج سے اور بیہقی نے سعید بن عمیر سے مرسلًا اور حاکم نے اُسی سے بحوالہ امیر المومنین عمر فاروق روایت کیا رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین (ت)

حدیث ۱۴: اور وارد کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان اللہ یحب المومن المحترف۔ اخرجہ الطبرانی فی الکبیر [32]۔ والبیہقی فی الشعب وسیدی محمد الترمذی فی النوادر عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	بے شک اللہ تعالٰی مسلمان پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے۔ (طبرانی نے کبیر ، بیہقی نے شعب اور سید محمد ترمذی نے نوادر میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس کی تخریج کی۔ت)

حدیث ۱۵ ، ۱۷: اور مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من امسٰی کالّا من عمل یدہ امسٰی مغفورالہ اخرجہ الطبرانی۔ [33] فی الاوسط عن ام المومنین الصدیقۃ	جسے مزدوری سے تھک کر شام آئے اس کی وہ شام شامِ مغفرت ہو۔ اس کی تخریج کی طبرانی نے اوسط میں ام المومنین سیدہ صدیقہ

[31] الترغیب والترہیب کتاب البیوع الترغیب فی الاکتساب بالبیع مصطفی البابی مصر ۲/ ۵۲۳ الدر المنثور تحت آیۃ ۲/ ۲۶۸ منشورات مکتبہ آیۃ العظمی قم ایران ۱/ ۳۶۵ ،شعب الایمان حدیث ۱۲۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۸۴

[32] شعب الایمان حدیث ۱۲۳۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۸۸

[33] المعجم الاوسط حدیث ۷۵۱۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/ ۲۵۷

ومثل ابی القاسم الاصبہانی عن ابن عباس و ابن عساکر عنہ وعن انس رضی اللہ تعالٰی عنہم۔	سے اور مثل ابوالقاسم اصبہانی نے ابن عباس سے، اور ابن عساکر نے ابن عباس اور انس سے، اللہ تعالٰی ان سب پر راضی ہو۔ت)

حدیث ۱۸: اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

طوبٰی لمن طاب کسبہ، الحدیث، اخرجہ البخاری فی التاریخ والطبرانی فی الکبیر[34] والبیہقی فی السنن و البغوی و الباوردی وابناء قانع و شاہین ومندۃ کلھم عن رکب المصری رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حدیث طویل قال ابن عبدالبر حدیث حسن قلت ای لغیرہ۔	پاک کمائی والے کے لیے جنت ہے(اس کی تخریج کی بخاری نے تاریخ میں، طبرانی نے کبیر میں، بیہقی نے سنن میں اور بغوی و باوردی اور قانع، شاہین و مندہ کے بیٹوں نے رُکب مصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک طویل حدیث میں اس کو روایت کیا، ابن عبدالبر نے کہا یہ حدیث حسن ہے، میں کہتا ہوں یعنی حسن لغیرہ ہے۔ت)

حدیث ۱۹و۲۰: ایک حدیث میں آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

الدنیا حُلوۃ خضرۃ، من اکتسب منہا مالًا فی حِلّہ و انفقہ فی حقّہ اثابہ اللہ علیہ واوردہ جنّتہ الحدیث، اخرجہ البیہقی فی الشعب[35] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما **قلت** والمتن عندالترمذی عن خولۃ بنت قیس امراءۃ سیّدنا حمزۃ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہم بلفظ ان ھٰذاالمال خضرۃ	دنیا دیکھنے میں ہری، چکھنے میں میٹھی ہے یعنی بظاہر بہت خوشنما وخوش ذائقہ معلوم ہوتی ہے جو اسے حلال وجہ سے کمائے اور حق جگہ پر اٹھائے اللہ تعالٰی اسے ثواب دے اور اپنی جنت میں لے جائے(اس کی تخریج کی بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے، میں کہتا ہوں اور متن ترمذی کے نزدیک خولہ بنت قیس زوجہ سید نا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ان لفظوں کے ساتھ ہے کہ یہ مال سبز و میٹھا

[34] الترغیب والترھیب کتاب البیوع الترغیب فی طلب الحلال مصطفٰی البابی مصر ۲/ ۵۴۷

[35] شعب الایمان حدیث ۵۵۲۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۳۹۶

حُلوۃ فمن اصابہ بحقّہ بُورک لہ فیہ.الحدیث قال الترمذی حسن صحیح۔[36] **قلت** واصلہ عن خولۃ عند البخاری مختصرًا۔	دکھائی دیتا ہے، چنانچہ جواُسے حق جگہ پر پہنچائے اس کے لیے اس میں برکت دی جاتی ہے،الحدیث۔ترمذی نے کہا یہ حسن صحیح ہے، **میں کہتا ہوں** اس کی اصل بخاری کے نزدیک خولہ سے ہے۔اختصار۔ت)

حدیث ۲۱: اور مذکور کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان من الذنوب ذنوبا لایکفر ھا الصّلوۃ ولا الصیام ولا الحج ولا العمرۃ.یکفرھا الھموم فی طلب المعیشۃ، رواہ ابن عساکر وابو نعیم۔[37] فی الحلیہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ نہ نماز ہو نہ روزے نہ حج نہ عمرہ، ان کا کفارہ وہ پریشانیاں ہوتی ہیں جو آدمی کو تلاشِ معاشِ حلال میں پہنچتی ہیں۔(اس کو روایت کیا ابن عساکر نے اور ابونعیم نے حلیہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ت)

حدیث ۲۲: صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم نے ایک شخص کو دیکھا کہ تیز وچُست کسی کام کو جارہا ہے عرض کی: یارسول اللہ ! کیا خوب ہوتا اگراس کی یہ تیزی وچستی خدا کی راہ میں ہوتی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان کان خرج یسعٰی علٰی نفسہ یعفھافھو فی سبیل اللہ،وان کان خرج یسعٰی علٰی ولدہ صغارا فھو فی سبیل اللہ۔وان کان خرج یسعٰی علی ابوین شیخین کبیرین فھوفی سبیل اللہ،وان کان خرج یسعٰی ریاءً ومفاخرۃ فھوفی سبیل الشیطان،رواہ الطبرانی[38] عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ و	اگر یہ شخص اپنے لئے کمائی کو نکلا ہے کہ سوال وغیرہ کی ذلت سے بچے تو اس کی یہ کوشش اللہ ہی کی راہ میں ہے،اور اگر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے خیال سے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے اور اگر اپنے بوڑھے ماں باپ کے لیے نکلا ہے جب بھی خدا کی راہ میں ہے،ہاں اگر ریاء وتفاخر کے لیے نکلا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے۔(اس کو طبرانی نے کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور اس کے

[36] جامع الترمذی ابواب الزہد باب ماجاء فی اخذ المال امین کمپنی دہلی ۲/ ۶۰

[37] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۸۶ مالک بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ دار الکتاب العربی بیروت ۳۳۵/۶

[38] المعجم الکبیر حدیث ۲۸۲ المکتبہ الفیصلیہ بیروت ۱۹/ ۱۲۹

رجالہ رجال الصحیح۔	رجال صحیح کے رجال ہیں۔ت)

حدیث ۲۳: اسی لیے ترک کسب سے صاف ممانعت آئی ہے حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس بخیرکم من ترك دنیاہ لِاٰخرتہ ولا اٰخرتہ لِدنیاہ حتی یصیب منھما جمیعًا فان الدنیا بلاغ الی الاٰخرۃ ولاتکونوا کلاّ علی الناس رواہ ابن عساکر۔[39] عن ابن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	تمہارا بہتر وہ نہیں ہے جو اپنی دنیا آخرت کے لیے چھوڑ دے اور نہ وہ جو اپنی آخرت دنیا کے لیے ترک کرے، بہتر وہ ہے جو دونوں سے حصہ لے کہ دنیا آخرت کا وسیلہ ہے، اپنا بوجھ اوروں پر ڈال کر نہ بیٹھ رہو۔(اس کو ابن عساکر نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

انہیں احادیث سے ثابت ہوا کہ تلاش حلال و فکرِ معاش و تعاطی اسباب ہر گز منافی توکل نہیں بلکہ عین مرضی الٰہی ہے کہ آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے۔

حدیث ۲۴ و ۲۵: اسی لیے جب ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی اپنی اونٹنی یونہی چھوڑ دوں اور خدا پر بھروسہ رکھوں یا اُسے باندھوں اور خدا پر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا قَیِّد و تَوَکّل باندھ دے اور تکیہ خدا پر رکھ۔

بر توکل زانوے اشتر ببند

(اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اونٹنی کے گھٹنے باندھ (ت)

اخرجہ البیھقی۔[40] فی الشعب بسند جیّد عن عمرو بن امیّۃ الضمری والترمذی فی الجامع عن انس رضی اللہ تعالٰی عنھما واللفظ عندہ اعقلھا وتوکل[41]۔	اس کی تخریج کی بیہقی نے شعب میں سند جید کے ساتھ عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ترمذی نے جامع میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، اس کے نزدیک لفظ یہ ہیں، اعقلھا وتوکل۔

[39] کنزالعمال برمز ابن عساکر عن انس حدیث ۶۳۳۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳/ ۲۴۰

[40] کنزالعمال برمز ھب عن عمرو بن امیہ حدیث ۵۶۸۸۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳/ ۱۰۳

[41] جامع الترمذی ابواب صفۃ یوم القیمۃ باب منہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۷۴

دیکھو کیسا صاف ارشاد ہے کہ تدبیر کرو مگر اس پر اعتماد نہ کرلو۔دل کی نظر تقدیر پر رہے۔

مولانا قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

توکل کن بجنباں پا ودست رزق تو برتو زتو عاشق تراست [42]

(توکل کر اور ہاتھ پاؤں حرکت میں لا کہ تیرا رزق تجھ پر تجھ سے زیادہ عاشق ہے۔ت)

خود حضرت عزت جل مجدہ نے قرآن عظیم میں تلاش وتدبیر اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کی ہدایت فرمائی۔(۱۴)**قال تعالٰی** (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت)

"وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی ۫ وَاتَّقُوْنِ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ" [43]۔	اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے،اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ت)

یمن کے کچھ لوگ بے زادِ راہ لیے حج کو آتے اور کہتے ہم متوکل ہیں،ناچار بھیک مانگنی پڑتی،حکم آیا توشہ ساتھ لیا کرو۔کچھ اصحاب کرام نے موسمِ حج میں تجارت سے اندیشہ کیا کہ کہیں اخلاصِ نیت میں فرق نہ آئے۔فرمان آیا کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل ڈھونڈو۔اسی طرح تلاشِ فضلِ الٰہی کی آیتیں بکثرت ہیں۔(۱۵)**وقال تعالٰی** (اور اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت)

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾" [44]۔	اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ت)

صاف حکم دیتے ہیں کہ رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈو تاکہ مراد کو پہنچو۔اگر تدبیر واسباب معطل ومُہمل ہوتے تو اس کی کیا حاجت تھی۔

بلکہ انصاف کیجئے تو تدبیر کب تقدیر سے باہر ہے،وہ خود ایک تقدیر ہے،اور اس کا بجالانے والا

[42]

[43] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۷و۱۹۸

[44] القرآن الکریم ۵/ ۳۵

ہر گز تقدیر سے رُو گرداں نہیں۔

حدیث ۲۶: حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی گئی، دوا تقدیر سے کیا نافع ہو گی؟ فرمایا:

الدّوامن القدر ،ینفع من یشاء بماشاء رواہ ابن السنی[45]۔فی الطب والدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما وصدرہ عنہ عندابی نعیم والطبرانی فی المعجم الکبیر۔	دوا خود بھی تقدیر سے ہے، اللہ تعالٰی جسے چاہے جس دوا سے چاہے نفع پہنچادیتا ہے۔(اس کو روایت کیا ہے ابن سنی نے طب میں اور دیلمی نے مسند فردوس میں اور اس کی ابتداء ابن عباس سے ابو نعیم کے نزدیک ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس کو روایت کیا۔ت)

حدیث ۲۷: امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جب بقصدِ شام وادی تبوک میں قریہ سَرغ تک پہنچے سردارانِ لشکر ابو عبیدہ بن الجراح وخالد بن الولید وعمرو بن العاص وغیرہم رضوان اللہ تعالٰی علیہم انہیں ملے اور خبر دی کہ شام میں وبا ہے، امیر المومنین نے مہاجرین وانصار وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو بُلا کر مشورہ لیا، اکثر کی رائے رجوع پر قرار پائی امیر المومنین نے بازگشت کی منادی فرمائی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا: اِفرارا من اللہ کیا اللہ تعالٰی کی تقدیر سے بھاگنا؟ فرمایا:

لو غیرك قالہا یاابا عبیدۃ ،نعم ،نفر من قدر اللہ الٰی قدر اللہ ارایت لوکان لك ابل ھبطت وادیالہ عدوتان احدھما خصبۃ والاخرٰی جدبۃ الیس ان رعیت الخصبۃ رعیتہا بقدر اللہ وان رعیت الجدبۃ رعیتہا بقدر اللہ۔	کاش اے ابو عبیدہ! یہ بات تمہارے سوا کسی اور نے کہی ہوتی (یعنی تمہارے علم وفضل سے بعید تھی) ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف بھاگتے ہیں، بھلا بتاؤ تو اگر تمہارے کچھ اونٹ ہوں انہیں لے کر کسی وادی میں اترو جس کے دو کنارے ہوں، ایک سرسبز، دوسرا خشک، تو کیا یہ بات نہیں ہے کہ اگر تم شاداب میں چراؤگے تو خدا کی تقدیر سے اور خشک میں چراؤگے تو خدا کی تقدیر سے۔

[45] کنز العمال برمز ابن سنی عن ابن عباس حدیث ۲۸۰۸۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵

اخرجه الائمة مالك [46] واحمد والبخاری ومسلم وابو داؤدوالنسائی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	اس کی تخریج کی ہے ائمہ یعنی مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے (ت)

یعنی باآنکہ سب کچھ تقدیر سے ہے پھر آدمی خشک جنگل چھوڑ کر ہرا بھرا چرائی کے لیے اختیار کرتا ہے، اس سے تقدیر الٰہی سے بچنا لازم نہیں آتا، یونہی ہمارا اُس زمین میں نہ جانا جس میں وبا پھیلی ہے یہ بھی تقدیر سے فرار نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ تدبیر ہر گز منافی توکل نہیں، بلکہ اصلاح نیت کے ساتھ عین توکل ہے۔ ہاں یہ بے شک ممنوع و مذموم ہے کہ آدم ہمہ تن تدبیر میں منہمک ہو جائے اور اس کی درستی میں جاوبیجا و نیک و بد و حلال و حرام کا خیال نہ رکھے۔ یہ بات بیشک اُسی سے صادر ہو گی جو تقدیر کو بھول کر تدبیر پر اعتماد کر بیٹھا، شیطان اُسے ابھارتا ہے کہ اگر یہ بن پڑی جب تو کار برآری ہے ورنہ مایوسی و ناکامی، ناچار سب این وآں سے غافل ہو کر اس کی تحصیل میں لہو پانی ایک کر دیتا ہے، اور ذلت و خواری، خوشامد و چاپلوسی، مکر و دغا بازی جس طرح بن پڑے اس کی راہ لیتا ہے، حالانکہ اس حرص سے کچھ نہ ہو گا۔ ہونا وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہے۔ اگر یہ علوہمت و صدقِ نیت و پاسِ عزت و لحاظ شریعت ہاتھ سے نہ دیتا رزق کہ اللہ عزوجل نے اپنے ذمے لیا جب بھی پہنچتا، اس کی طمع نے آپ اس کے پاؤں میں تیشہ مارا اور حرص و گناہ کی شامت نے "خَسِرَ الدُّنْيَاوَ الْاٰخِرَةَ" [47]۔ (دنیا و آخرت دونوں کے اندر گھاٹے میں رہا۔ ت) کا مصداق بنایا، اور اگر بالفرض آبرو کھو کر گناہ گار ہو کر دو پیسہ پائے بھی تو ایسے مال پر ہزار تف۔

بئس المطاعم حین الذل تکسبها القدر منتصب والقدر مخفوض [48]

(بُری خوراک وہ جسے ذلت کی حالت میں حاصل کرو قسمت بُلند بھی ہے اور قسمت پست بھی۔ (ت)

حدیث ۲۸: اسی لیے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[46] صحیح البخاری کتاب الطب باب مایذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۳، صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۹، مؤطا الامام مالک کتاب الجامع باب ماجاء فی الطاعون میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۶۹۹ و ۷۰۰

[47] القرآن الکریم ۲۲/ ۱۱

48

اَجۡمِلُوۡا فی طَلَب الدُّنۡیَا فانّ کُلًّا مُیَسَّر لِمَا کُتِبَ لَه مِنۡهَا رواہ ابن ماجۃ[49]۔ والحاکم والطبرانی فی الکبیر و البیہقی فی السنن وابو الشیخ فی الثواب عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ باسنادٍ صحیح واللفظ للحاکم۔	دنیا کی طلب میں اچھی روش سے عدول نہ کرو کہ جس کے مقدر میں جتنی لکھی ہے ضرور اس کے سامان مہیا پائے گا۔ (اس کو روایت کیا ابن ماجہ، حاکم) طبرانی نے کبیر میں، بیہقی نے سُنن میں اور ابوالشیخ نے ثواب میں صحیح اسناد کے ساتھ ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور لفظ حاکم کے ہیں۔ت)

حدیث ۲۹و۳۰: اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

یا ایھا الناس اتقوا واجملوا فی الطلب فانّ نفسًا لن تموت حتی تستوفی رزقھا فان ابطأمنھا فاتقوا اللہ و اجملوا فی الطلب خذوا ماحلّ ودَعُوا ماحرم ،رواہ ابن ماجۃ [50] واللفظ لہ والحاکم وقال صحیح علٰی شرطھما وبسندٍاٰخر صحیح علٰی شرط مسلم [51] وابن حبّان فی صحیحہ کلھم عن جابر بن عبداللہ	اے لوگو! اللہ سے ڈرواور طلبِ رزق نیک طور پر کرو کہ کوئی جان دنیا سے نہ جائے گی، جب تک اپنا رزق پورا نہ لے لے، تو اگر روزی میں دیر دیکھو تو خدا سے ڈرواور رَوش محمود پر تلاش کرو، حلال کرلو اور حرام کو چھوڑو۔ (اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور لفظ اُسی کے ہیں، اور حاکم نے روایت کرکے کہا کہ یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور ایک دوسری سند کے ساتھ کہاز کہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ سب نے

[49] المستدرک للحاکم کتاب البیوع لاباْس بالغنی لمن اتقی دارالفکر بیروت ۲/ ۳، سنن ابن ماجہ ابواب التجارات باب الاقتصاد فی طلب المعیشۃ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۵۶، السنن الکبرٰی کتاب البیوع باب الاجمال فی طلب الدنیا دارصادر بیروت ۵/ ۲۶۴، کنزالعمال عن ابی حمید ساعدی حدیث ۹۲۹۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۲۰، الترغیب والترہیب الترغیب فی الاقتصاد فی طلب الرزق الخ مصطفی البابی مصر ۲/ ۵۳۴

[50] سنن ابن ماجہ ابواب التجارات باب الاقتصاد فی طلب المعیشہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۵۶، المستدرک للحاکم کتاب البیوع لاباْس بالغنی لمن اتقی الخ دارالفکر بیروت ۲/ ۴

[51] المستدرک للحاکم کتاب البیوع لاباْس بالغنی لمن اتقی الخ دارالفکر بیروت ۲/ ۴

وبمعناہ عندابی یعلی بسند حسن ان شاء اللہ تعالٰی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم۔	حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور اس کے ہم معنٰی ابویعلٰی کے نزدیک اِن شاء اللہ تعالٰی سندِ حسن کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے۔ت)

حدیث ۳۱ تا ۳۴: اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان روح القدس نفث فی روعی ان نفسًا لن تموت حتی تستکمل اجلھا وتستوعب رزقھا فاتقوا اللہ واجملوا فی الطلب ولا یحملن احدکم استبطاء الرزق ان یطلبہ بمعصیۃ اللہ، فان اللہ تعالٰی لایُنال ماعندہ الا بطاعتہ، اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ[52]۔ واللفظ لہ عن ابی امامۃ الباھلی، والبغوی فی شرح السُّنۃ و البیھقی فی الشعب والحاکم فی المستدرك عن ابن مسعود، و البزار عن حذیفۃ الیمان ونحوہ للطبرانی فی الکبیر عن الحسن بن علی امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین غیر ان الطبرانی لم یذکر جبریل علیہ الصلوۃ السلام۔	بے شک رُوح القدس جبریل نے میرے دل میں ڈالا کہ کوئی جان نہ مرے گی جب تک اپنی عمر اور اپنا رزق پورا نہ کرلے، توخدا سے ڈرو اور نیک طریقے سے تلاش کرو، اور خبردار رزق کی درنگی تم میں کسی کو اس پر نہ لائے کہ نافرمانی خدا سے اُسے طلب کرے کہ اللہ کا فضل تو اس کی طاعت ہی سے ملتا ہے۔(ابونعیم نے حلیہ میں اس کی تخریج کی اور لفظ اسی کے ہیں، بغوی نے شرح السنہ میں، بیہقی نے شعب میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نیز بزار نے حذیفہ بن الیمان سے اور اسی کی مثل طبرانی کی کبیر میں حسن بن امیر المومنین علی سے مروی ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین مگر طبرانی نے جبریل علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر نہیں کیا۔ت)

حدیث ۳۵: اور مروی ہوا، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اُطلبُوا الحوائج بعزّۃ الانفس فانّ الامور تجری بالمقادیر رواہ تمام	حاجتیں عزت نفس کے ساتھ طلب کرو کہ سب کام تقدیر پر چلتے ہیں۔(اس کو تمام نے

[52] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۴۵۷ احمد بن ابی الحواری دار الکتاب العربی بیروت ۱۰/ ۲۷، شرح السنۃ باب التوکل علی اللہ حدیث ۴۱۱۱ المکتب الاسلامی بیروت ۱۴/ ۳۰۴

فی فوائدہ وابن عساکر [53] فی تاریخہ عن عبداللہ بن بُسرر ضی اللہ تعالٰی عنہ۔	فوائد میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

ان سب حدیثوں میں بھی تلاش وتدبیر کی طرف ہدایت فرمائی مگر حکم دیا کہ شریعت وعزت کا پاس رکھو، تدبیر میں بے ہوش ومدہوش نہ ہوجاؤ، دست درکار ودل بایار، تدبیر میں ہاتھ، دل تقدیر کے ساتھ، ظاہر میں ادھر باطن میں ادھر، اسباب کا نام، مسبّب سے کام، یوں بسر کرنا چاہیے، یہی روش ہُدی ہے، یہی مرضی خدا، یہی سنتِ انبیاء، یہی سیرت اولیاء **علیھم جمیعا الصلوۃ والثناء** (ان سب کے لیے درود اور ثناء ہو۔ت)

بس اس بارے میں یہی قولِ فیصل وصراطِ مستقیم ہے، اس کے سوا تقدیر کو بھولنا یا حق نہ ماننا، یا تدبیر کو اصلاً مہمل جاننا دونوں معاذاللہ گمراہی ضلالت یا جنون وسفاہت، **والعیاذ باللہ رب العٰلمین**۔

باب تدبیر میں آیات واحادیث اتنی نہیں جنہیں کوئی حصر کرسکے۔ فقیر غفراللہ تعالٰی لہ دعوی کرتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالٰی اگر محنت کی جائے تو دس ہزار سے زائد آیات واحادیث اس پر ہوسکتی ہیں مگر کیا حاجت کہ۔ ع

آفتاب آمد دلیل آفتاب

(سورج کی دلیل خود سورج ہے۔ت)

جس مسئلہ کے تسلیم پر تمام جہان کے کاروبار کا دار ومدار، اس میں زیادہ تطویل عبث وبیکار، اسی تحریر میں کہ فقیر نے پندرہ آیتیں اور پینتس حدیثیں جملہ پچاس ۵۰ نصوص ذکر کیے اور صدہا بلکہ ہزار ہاکے پتے دیئے، یہ کیا تھوڑے ہیں، انہیں سے ثابت کہ انکارِ تدبیر کس قدر اعلٰی درجہ کی حماقت، اخبث الامراض، اور قرآن وحدیث سے صریح اعراض اور خدا ورسول پر کھلا اعتراض **ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

ولید پر فرض ہے کہ تائب ہو، اور کتاب وسنت سے اپنا عقیدہ درست کرے، ورنہ بدمذہبی کی شامت سخت جانکاہ ہے **والعیاذ باللہ رب العلمین**، باقی رہا اس کا عربی پڑھانے، علم سکھانے کی نسبت وہ شنیع لفظ کہنا، اگر اِس تاویل کا درمیان نہ ہوتا کہ شاید وہ ان لوگوں پر معترض ہے جو

[53] کنزالعمال برمز تمام وابن عساکر عن عبداللہ بن بسر حدیث ۱۶۸۰۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵۱۸/۶

دنیا کے لیے علم پڑھاتے ہیں، اور ایسے لوگ بے شک لائقِ اعتراض ہیں، تو صریح کلمہ کفر تھا کہ اس نے علمِ دین کی تحقیر و توہین کی، اور اس سے سخت تر ہے اُس کا خالد کو اس بناپر کافر کہنا کہ وہ باوجود ایمان تقدیر، تدبیر کو بہتر و مستحسن جانتا ہے، حالانکہ جو اُس کا عقیدہ ہے وہی حق و صحیح ہے، اور ولید کا قول خود باطل و قبیح، مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں۔

(حدیث۳۶تا۳۹): صحیح حدیثوں میں فرمایا کہ جو دوسرے کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ تھا یہ کافر ہو جائے۔

کما اخرجه الائمة مالك واحمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی عن عبدالله بن عمر، والبخاری عن ابی هريرة[54] واحمد والشيخان عن ابی ذر وابن حبان بسند صحيح عن ابی سعيد الخدری رضی الله تعالٰی عنهم باسانيد عديدة والفاظ متبائنة ومعانی متقاربة۔	جیسا کہ اس کی تخریج کی ہے ائمہ کرام یعنی امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، اور ترمذی نے عبداللہ بن عمر سے اور بخاری نے ابوہریرہ سے اور احمد اور شیخین نے ابوذر سے اور ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ ابوسعید خدری سے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین متعدد سندوں کے ساتھ جن کے الفاظ مختلف مگر معانی قریب ہیں۔ (ت)

اور اگرچہ اہلِ سنت کا مذہب محقق و منقح یہی ہے کہ ہمیں تاہم احتیاط لازم اور اتنی بات پر حکم تکفیر ممنوع و نالائم، اور احادیث مذکورہ میں تاویلاتِ عدیدہ کا احتمال قائم۔ مگر پھر بھی صدہا ائمہ مثل امام ابوبکر اعمش و جمہور فقہاء بلخ وغیرہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم ظاہر احادیث ہی پر عمل کرتے، اور مسلمان کے مکفر کو مطلقاً کافر کہتے ہیں، کما فصّلناه كل ذلك فی رسالتنا. النهی الاكيد عن الصلوٰة وراء عدی التقليد (جیسا کہ ہم نے اس تمام کی تفصیل اپنے رسالہ النھی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید میں کردی ہے۔ ت)

تو ولید پر لازم کہ از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اگر صاحبِ نکاح ہو تو اپنی زوجہ سے تجدید نکاح کرے۔

[54] صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۰۱، صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یاکفر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷، مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۱۱۳

فی الدُّرِّ المختار عن شرح الوھبانیۃ للعلامۃ حَسَنِ الشُّرُنبُلالی مایکون کفرًا اتفاقًا یبطل العمل و النکاح واولادہ اولادُ زنا و ما فیہ خِلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح[55]۔	دُر مختار میں علامہ حسن شُرنبلالی کی شرح وہبانیہ سے منقول ہے جو بالاتفاق کفر ہو اس سے عمل اور نکاح باطل ہوجائیں گے بلا تجدید ایمان و نکاح اس کی اولاد اولادِ زنا ہوگی، اور جس میں اختلاف ہے قائل کو استغفار، توبہ، تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ (ت)

حدیث ۴۰: اور جس طرح یہ کلماتِ شنیعہ علانیہ کہے یونہی توبہ و تجدید ایمان کا بھی اعلان چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذاعملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السرّ بالسّرو العلانیۃ بالعلانیۃ رواہ الامام احمد فی کتاب الزھد[56] والطبرانی فی المعجم الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔	جب تو کوئی گناہ کرے تو فورًا ازسر نو توبہ کر، پوشیدہ کی پوشیدہ، اور آشکارا کی آشکارا (اس کو امام احمد نے کتاب الزہد میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں سند حسن کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ت۔)۔

واللہ تعالٰی اعلم

رسالہ التحبیر بباب التدبیر ختم ہوا۔

مسئلہ ۱۲۳: از قصبہ مؤناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ مدرسہ دارالعلوم مرسلہ عبدالرحیم خان ۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روح پاک ہے یا ناپاک؟ اگر پاک ہے تو بعد مُردن عذاب کیوں ہوتا ہے؟ اور اگر ناپاک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر میں کیوں داخل ہوا؟

[55] الدرالمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹

[56] الزھد لاحمد بن حنبل حدیث ۱۴۱ دارالکتاب العربی بیروت ص ۴۹، المعجم الکبیر حدیث ۳۳۱ المکتبۃ الفیصیلۃ بیروت ۲۰/ ۱۵۹

الجواب:

روح اصل خلقت میں پاک ہے، پھر اگر بداعتقاد بداعمال اختیار کیے تو ان سے ناپاک ہوجاتی ہے، جس کے سبب مستحق عذاب ہوتی ہے۔واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۲۴: از سہاور ۲۴صفر ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اندریں باب کہ ایک صاحب نے دو مضامین ذیل بحوالہ حدیث بیان فرمائے اور اول کو حدیث قدسی کہا مضمون اول یہ ہے کہ اگر تمام مخلوقات کے قلب مثل قلب حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والطیبات کے ہوجائیں یا مثل شیطان لعین کے ہوجائیں تواللہ تعالٰی فرماتاہے، کہ مجھ کو مطلق پروانہیں۔

دوسرا مضمون یہ ہے کہ بروزِ قیامت جنت ودوزخ میں حجت ہوگی۔ دوزخ کہے گی کہ میں محلِ جبابرہ وافاخرہ ہوں اور تو محلِ مساکین وغرباء ہے اس لیے میں افضل ہوں یا مستحق اس کی ہوں کہ تمام بنی آدم میرے حوالے ہوں۔ جنت کچھ جواب نہ دے گی، مکالمہ میں کمزور پڑے گی، پس اللہ تعالٰی فیصلہ فرمائے گا کہ تم دونوں کو استحقاق حجت کسی طرح نہیں ہے میں جس کو جہاں چاہوں گا بھیجوں گا۔ پس سوال یہ ہے کہ آیا یہ دونوں مضمون اُن صاحب کے صحیح موافق حدیث کے ہیں یا نہیں؟ اور برتقدیر اول یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ کوئی دوسرا قلب مثل قلب مبارک حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہوجائے، علماء نے تو ایسی احادیث کو جو صاحبِ درمنثور وغیرہ نے حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے درجہ اعتبار سے گرایا ہے، اور نیز دوسرے مضمون میں جبابرہ وافاخرہ کا ہونا دوزخ کے لیے کب موجبِ فضیلت وفوقیت ہوسکتا ہے کہ وہ مشرکین وکفار ہوں گے، امید کہ جواب باصواب عنایت ہو کہ ایک جماعت مسلمین کا شک رفع ہو، بینوا توجروا، (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ت)

الجواب:

حدیث اول میں ہرگز نامِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہیں بلکہ یوں ہے کہ:

علی اتقی قلب رجل واحد منکم[57]۔	تم میں کا جو بڑا پرہیزگار شخص ہو اس کے دل پر ہوجائیں۔

[57] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۹

اور فرض کے لیے امکان شرط نہیں۔قال اللہ تعالٰی:

"قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ۝" [58]۔	تم فرماؤ اگر بفرضِ محال رحمٰن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا(ت)

حدیث تو لفظ لَو سے ہے کہ:

لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی [59]۔	اگر تمہارے پہلے، پچھلے انسان،اور جن سب سے بڑے پرہیزگار کے دل پر ہو جائیں۔الخ(ت)

اور آیہ کریمہ میں تو لفظ ان ہے،بیان حدیث دوم میں غلط ہے کہ حجت روزِ قیامت ہوگی اور یہ بھی غلط کہ تمام بنی آدم میرے حوالہ ہوں اور یہ بھی غلط کہ جنت کچھ جواب نہ دے گی یا کمزور پڑے گی،اسی طرح بیان حدیث اول میں متعدد اغلاط تھے۔یہ حدیث یوں ہے:

تحاجت الجنة والنار فقالت النار اوثرت بالمتکبرین والمتجبرین وقالت الجنة فمالی لایدخلنی الا ضعفاء الناس [60]۔الحدیث۔	جنت اور دوزخ میں جھگڑا ہوا تو دوزخ نے کہا مجھے متکبروں اور جابروں کے سبب ترجیح دی گئی اور جنت نے کہا مجھے کیا ہے کہ میرے اندر صرف کمزور لوگ داخل ہوتے ہیں،الحدیث (ت)

یہ گزشتہ کی حکایت ہے اُس وقت نار کا علم اُسے محیط ہونا کیا ضرور کہ اس کے لیے کفار و مشرکین ہیں جس طرح جنت کا یہ کہنا بتارہا ہے کہ اُسے ان کمزوروں کا فضل و تقرب معلوم نہ تھا جب سے معلوم ہوا خود ان کی مشتاق ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۲۵: از بلوچستان مرسلہ قادر بخش ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

اندریں حکایت علمائے کرام چہ می فرمایند کہ قولے معتبر است آیا واعظ ذکر بکند یا حقیقت است در کدام کتاب	اس حکایت کے بارے میں علمائے کرام کیا فرماتے ہیں کہ کیا یہ کسی معتبر قول سے منقول ہے وعظ کرنے والا اس کو اپنے وعظ میں بیان کرسکتا ہے؟

---

[58] القرآن الکریم ۴۳/۸۱

[59] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۹

[60] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ ق قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۱۹، صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب جہنم اعاذنا اللہ منہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۸۱

ایں نقل است، آن حکایت این است۔	اس کی کوئی حقیقت ہے؟ کون سی کتاب میں منقول ہے؟ حکایت یہ ہے۔

(۱) یک حکایت یاد دارم از رسول — باد مقبول ھمہ اہل قبول
(۲) تاکہ معلوم تو گردد ہمتش — تاچہ حد است امتاں را شفقتش
(۳) بعد ازاں آیم بمدح چار یار — اے برادر یک زمان گوش دار
(۴) جملہ شبہا مصطفٰی بیدار بود — اتفاقاً یک شبے خوابش ربود
(۵) بود اندر خواب تا وقتے نماز — ناگہاں آمد خطابش بے نیاز
(۶) آفریدم من ترا از بہر آں — تا شدی پشت پناہے اُمتاں
(۷) اے محمد خواب تو زیبندہ نیست — ہر کہ در خدمت نباشد بندہ نیست
(۸) چوں بہ پروازی بخوابِ نیم شب — کردم اکنوں امتانت را غضب
(۹) دوزخ اندازم ہمہ از عام و خاص — یک تنے زیشان نگر دانم خلاص
(۱۰) چوں شنید ایں آیۃ خیر البشر — انت زانجا امتی گویا بدر
(۱۱) رفت زانجا اوندیدہ ہیچ کس — داند او را عالم الاسرار بس
(۱۲) چوں گزشت از دو سہ روز ایں قصہ را — خون دل خوردند یاراں غصہ را
(۱۳) عاقبت روز سوئم بعد از نماز — جملہ پیش عائشہ رفتند باز
(۱۴) چوں بپرسید ندزام مومنین — داد ایشاں راجواب ایں چنیں
(۱۵) گفت او شین شب رسید از حق خطاب — امتاں را آیہ از بہر عذاب
(۱۶) چونکہ ایں آیۃ بگوش او رسید — شد برون از حجرہ او را کس ندید
(۱۷) آنچناں برخاست از یاراں غریو — لرزہ افتادند اندر جن و دیو
(۱۸) ناگہاں دیدند یک چوبان ز دور — یافت زاں چوبان دل ایشاں سرور
(۱۹) پیش او رفتند و پرسید ند از و — گر خبر داری ز پیغمبر بگو
(۲۰) گفت من کے مصطفٰی را دیدہ ام — بلکہ او را از کسے نشنیدہ ام
(۲۱) لیک سہ روز است پیغام خروش — از میان کوہ میآید بگوش
(۲۲) جانور از نالہ او دل خستہ اند — از چراگاہ دہاں را بستہ اند
(۲۳) ہر زماں از دیدہ می رانند آب — بستہ اندازہ راہ دیدہ راہِ خواب

(۲۴) چوں شنیدند ایں خبر راآں گروہ جملہ آوردند روئے سوئے کوہ

(۲۵) شد نمایاں درمیان کوہ غار دیدورآن غارآں صدر کبار

(۲۶) سر بسجدہ بروہ پیش بے نیاز باخدائے خویشتن میگفت راز

(۲۷) گریہ میکرد وہمی گفت اے الٰہ تانہ بخشی امتانم راگناہ

(۲۸) مانہ بردارم سرخود از زمیں تابروِ حشر عالم ایں چنیں

(۲۹) ایں چنیں می گفت ومی نالہ زار اشک میبارید چوں ابر بہار

(۳۰) چوں شنیدند ایں خفاش رازور جملہ رااز نالہ اش خون شد جگر

(۳۱) گفت صدیق شفیع المومنین از کرم بردار سر رااز زمین

(۳۲) آنچہ من در عمر طاعت کردہ ام انچہ در دنیا عبادۃ کردہ ام

(۳۳) آں ثواب ازبرائے امتاں دارم اے پیغمبر آخر زماں

الی اخر الحکایت (حکایت کے آخر تک ،ت) یہ حکایت رسالہ میلاد غلام شہید میں ہے۔

(ترجمہ حکایت)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بارے میں مجھے ایک حکایت یاد ہے جو تمام نیک لوگوں میں مقبول ہے۔

(۲) تاکہ تجھے آپ کی ہمتِ اقدس کا پتا چلے کہ امت پر آپ کی کس قدر شفقت ہے۔

(۳) اس کے بعد میں چاروں یاروں کی مدح کی طرف آؤں گا،اے بھائی ! تھوڑا سا وقت غور سے سُن ،

(۴) مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام راتیں بیدار رہتے،ایک رات اتفاقاً آپ پر نیند غالب آ گئی۔

(۵) نماز کے وقت تک آپ نیند میں تھے۔اچانک آپ کو خدائے بے نیاز کا حکم پہنچا۔

(۶) کہ میں نے آپ کو اس لیے پیدا فرمایا ہے کہ آپ امت کے پشت پناہ بنیں۔

(۷) اے میرے محبوب (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سونا آپ کو زیب نہیں دیتا،جو خدمت میں مشغول نہ ہو وہ بندہ نہیں ہے۔

(۸) جب آدھی رات کو نیند میں مشغول ہیں تو میں آپ کی اُمت پر غضب نازل کروں گا۔

(۹) ہر خاص وعام کو دوزخ میں ڈالوں گا ان میں سے کسی ایک کو چھٹکارا نہیں دوں گا۔

(۱۰) جب خیر البشر (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے یہ آیت سنی تو فوراً وہاں سے امتی کہتے ہوئے باہر نکل گئے۔

(۱۱) وہاں سے آپ تشریف لے گئے، کسی نے آپ کو نہیں دیکھا، آپ کے بارے میں فقط چھپی باتیں جاننے والے کو علم تھا۔

(۱۲) اس قصّہ کو جب دو تین دن گزر گئے آپ کے دوست یعنی صحابہ کرام غم سے دل کا خون پیتے رہے۔

(۱۳) آخر کار تیسرے دن نماز کے بعد تمام صحابہ کرام سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس گئے۔

(۱۴) جب انہوں نے اُم المومنین سے پوچھا تو آپ نے انہیں یہ جواب دیا۔

(۱۵) آپ نے کہا کہ پچھلی رات رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حق کی طرف سے خطاب ہوا، امت کے عذاب سے متعلق آیت نازل ہوئی۔

(۱۶) جب آپ کے کان مبارک تک یہ آیت پہنچی آپ حجرہ سے باہر چلے گئے کسی نے آپ کو نہیں دیکھا۔

(۱۷) نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دوستوں سے اس قدر شور بُلند ہوا کہ جنوں اور دیووں پر لرزہ طاری ہوگیا۔

(۱۸) صحابہ نے اچانک دور سے ایک چرواہے کو دیکھا اس چرواہے کو دیکھنے سے ان کے دلوں کو کچھ چین آیا۔

(۱۹) اس کے پاس پہنچے اور پوچھا اگر پیغمبر صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی تجھے کوئی خبر ہے تو بتا۔

(۲۰) اس نے کہا میں نے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو کب دیکھا ہے بلکہ میں نے ان کے بارے میں کسی سے سُنا بھی نہیں ہے۔

(۲۱) لیکن تین دنوں سے پہاڑ کے درمیان سے شور کی آواز میرے کانوں میں آتی ہے۔

(۲۲) اس کے رونے سے جانوروں کے دل زخمی ہوگئے ہیں، چراگاہ سے انہوں نے اپنے منہ بند کرلیے ہیں۔

(۲۳) ہر وقت آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں، نیند سے انہوں نے آنکھیں باندھ رکھی ہیں۔

(۲۴) جماعتِ صحابہ نے جب یہ خبر سنی تو ان سب نے اپنا رُخ پہاڑ کی طرف کرلیا۔

(۲۵) پہاڑ کے درمیان ایک غار ظاہر ہوئی، اس غار کے اندر انہوں نے بڑوں کے سردار کو دیکھا۔

(۲۶) بے نیاز کی بارگاہ میں سر سجدہ میں رکھے ہوئے تھے، اپنے خدا سے راز داری میں کہہ رہے تھے۔

(۲۷) فریاد کررہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ ! جب تک تو میری اُمت کے گناہ نہیں بخشے گا،

(۲۸) میں اپنا سر زمین سے نہیں اٹھاؤں گا، روزِ حشر تک میں اسی طرح روتا رہوں گا۔

(۲۹) اس طرح کہہ رہے تھے اور زار و قطار رو رہے تھے، موسم بہار کی طرح آنسو بہہ رہے تھے۔

(۳۰) جب غار کے چمگادڑوں اور صحابہ کرام نے گریہ وزاری کا یہ زور سُنا تو سرکار کے رونے سے سب کے جگر خون ہوگئے۔

(۳۱) صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا اے مومنوں کی شفاعت فرمانے والے ! مہربانی فرمائیں، زمین سے سر اٹھائیں۔
(۳۲) میں نے عمر بھر جو طاعت کی ہے، اور دنیا میں جتنی عبادت کی ہے۔
(۳۳) اس کا ثواب آپ کی اُمت کے لیے دیتا ہوں میں اے نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

الجواب:

ایں نقل باطل و بے اصل ست و در ہیچ کتاب معتبر از و نشانے نیست، واللہ تعالٰی اعلم
یہ نقل باطل اور بے اصل ہے، کسی معتبر کتاب میں اس کا نام نشان نہیں ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۲۶: بریلی محلّہ بہاری پور مرسلہ بمعرفت سلطان احمد خاں سائل پیر محمد عبداللہ ۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

حالت مندرجہ ذیل کب واقع ہوگی، زہرہ برج حوت میں طالع ہو اور قمر برج سرطان میں بنظر تثلیث زہرہ ہو لیکن بتربیع و مقابلہ مریخ ناظر بزحل نہ ہو۔ امید کہ ماہرانِ علمِ ہیئت جواب باصواب دیں۔

الجواب:

یہ سائل کی غلطی ہے کہ مریخ تربیع یا مقابلہ سے ناظر زحل نہ ہو بلکہ یہاں مقصود یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی زہرہ کو نظر دشمنی سے نہ دیکھتا ہو کہ تربیع یا مقابلہ ہے زہرہ سے اگر ساقط ہوں اور باہم نظر عداوت رکھتے ہوں کیا حرج ہے، بالجملہ عرض یہ ہے کہ زہرہ برج شرف میں ہو اور قمر اپنے بیت میں اور زہرہ کو بنظر تمام دوستی دیکھتا ہو اور زہرہ مریخ وزحل کی نظر عداوت تربیع و مقابلہ سے محفوظ ہو یہ صورت نہ اس سال ہے نہ سال آئندہ ہے، ہاں وہ کہ سائل نے بیان کیا۔ ۲۷ مارچ ۱۹۲۰ء کو ہوگی زہرہ حوت کے ۱۱ درجہ میں ہوگی قمر سرطان کے ۱۱ درجہ میں کہ پورے ۱۲۰ درجے (ایک سو بیس درجہ) کا فاصلہ اور کامل نظر تثلیث ہے، مریخ عقرب کے ۸ درجے ۲ دقیقے زحل سنبلہ کے ۲ درجے ۲ دقیقے کہ کامل نظر تسدیس نظر نیم دوستی ہے نہ تربیع ہے نہ مقابلہ لیکن زہرہ و زحل کا فاصلہ ۶ برج سے صرف ۵ درجے زائد ہوگا، زہرہ اگرچہ مقابلہ زحل سے منصرف ہو چکی ہے مگر دونوں کے مطرح شعاع ۷ و ۹ درجے کے مجموع کے نصف یعنی ۸ درجے سے فاصلہ کم ہے تو ہنوز حکم مقابلہ باقی ہے تیسرے دن زائل ہوگا جب تک ماہ سرطان سے بھی نکل جائے گا اور تثلیث سے بھی گزر جائے گا، ہاں مریخ اگرچہ زہرہ سے ساقط نہیں مگر تثلیث میں ہے کہ تمام دوستی ہے نہ تربیع و مقابلہ فقط۔

مسئلہ ۱۲۷: از شہر محلّہ ملوکپور مسئولہ قدرت علی خان ۱۵ شوال ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ جملہ انبیاء وملائکہ علیہم السلام معصوم ہیں دوسرا شخص کہتا ہے کہ سوائے پنجتن پاک کے کوئی معصوم نہیں۔اور تیسرا شخص کہتا ہے کہ پنجتن پاک کوئی چیز نہیں ہیں سوائے خلفائے راشدین کے۔

الجواب:

پہلے شخص کا قول حق و عقیدہ اہلسنت ہے،اور دوسرے کا قول صریح گمراہی و رفض و کلمہ کفر ہے،اور تیسرے شخص کا قول بدتراز بول میں بھی ایک کھلا پہلو کفر کا ہے۔واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۲۸: از نانگل لکڑی ضلع گورگانوہ ڈاکخانہ ڈھنبہ مسئولہ حافظ غلام کبریا صاحب پیش امام مسجد کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ۔

(۱) زید کہتا ہے اولیاء سے مدد مانگنا دور سے،اور ہر وقت حاضر ناظر سمجھنا شرک ہے، کیونکہ یہ خاص اللہ تعالٰی کی صفت ہے دوسرے کی نہیں،قرآن شریف کا ثبوت دیتا،(نواں پارہ) کہہ دو میں نہیں مالک اپنی جان کا نہ نفع کا نہ ضرر کا۔

(۲) اولیاء اللہ کی قبروں کی خاک ہاتھ میں لے کر منہ پر ملنا کیسا ہے؟ طواف قبر اولیاء کا کرنا بعضے کہتے ہیں طواف صرف کعبہ شریف کے واسطے ہے۔

(۳) شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوۃ میں فرمایا ہے پیغمبروں کی سب دُعا مقبول نہیں ہوتی۔

(۴) خانقاہِ اولیاء پر جمع نہ ہونا حدیث کا ثبوت دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے یااللہ ! میری قبر کو عیدگاہ نہ بنائیو۔

(۵) اگر نبی کو غیب داں سمجھے تو کافر ہے کیونکہ ان کو علم عطائیہ ہے وہ غیب نہیں ہوسکتا کیونکہ غیب کے معنی یہ ہیں کہ بے اطلاع کیے معلوم ہو وہ غیب ہے۔

الجواب:

(۱) جس نے کہا کہ دُور سے سننا صرف اُس کی شان ہے اس نے رب عزوجل کی شان گھٹائی وہ پاک ہے اس سے کہ دور سے سُنے،وہ ہر قریب سے قریب تر ہے،دور سے سننا اس کی عطا سے اس کے محبوبوں ہی کی شان ہے،اُسے حاضر و ناظر بھی نہیں کہہ سکتے،وہ شہید و بصیر ہے،حاضر و ناظر اس کی عطا سے اُس کے محبوب علیہ افضل الصلوۃ والسلام ہیں،کمافی رسائل الشیخ عبدالحق محدث الدہلوی قدس سرہ اُس آیۃ کریمہ سے اس کا کیا ثبوت

ہوا، جھوٹا دعوی کرنا اور قرآن مجید پر اس کی تہمت رکھنا مسلمان کا کام نہیں، نفع وضرر کا مالک بالذات اُس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہیں، آیت میں اسی کی نفی ہے، ورنہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں توفرعون کو مالک نفع وضرر لکھاہے۔ پھر محبوبانِ بارگاہ کا کیا کہنا وہ بے شک اس کی تملیک سے ہمارے نفع وضرر کے مالک ہیں، جس کا بیان آیاتِ واحادیث سے کتاب الامن والعلٰی میں ہے۔

(۲) مزارات کی مٹی منہ پر ملنا جائز ہے، اور طوافِ تعظیمی صرف کعبہ معظّمہ کا ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔

(۳) انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی سب دُعائیں مستجاب ہیں، مومنین سے حضرت عزت کا وعدہ ہے مجھ سے دعا کرو میں قبول فرماؤں گا، اور اس کا وعدہ خلاف نہیں ہوسکتا، پھر انبیاء توانبیاء بعض وقت وہ اس اظہار کے لیے کہ یہ امر خلاف مقدر ہے اسے صورت دعا میں ظاہر کرتے ہیں وہ اعلٰی وجہ پر قبول ہوتی ہیں مگر مطلوب ظاہری واقع نہیں ہوتا نظر ظاہر اسے عدم قبول سے تعبیر کرتی ہے، شرح مشکوۃ میں اسی کا ذکر ہے۔

(۴) مزارات اولیاء پر تشریف لے جانا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وخلفائے راشدین سے ثابت ہے اور اس حدیث میں اس کی کہیں ممانعت نہیں، اس کا یہ مطلب ہے کہ میرے مزار کریمہ کو مسلمان عید نہ بنائیں جو سال میں ایک ہی بار آتی ہے بلکہ بکثرت حاضری دیں کہ ان کے گناہ معاف ہوں اور انہیں برکات ملیں، واللہ تعالٰی اعلم۔

(۵) غیب وہ ہے کہ بے بتائے معلوم نہ ہوسکے، جو کہے کہ انبیاء کو غیب کے علم نہ دیئے گئے وہ کافر ہے کہ نبوت کا منکر ہے، ائمہ دین فرماتے ہیں:

النبی ھو المطلع علی الغیب [61]	نبی وہی ہے جو غیب پر مطلع ہو۔

عطا سے غیب نہ رہنا آیات کثیرہ کی تکذیب ہے جو کارڈ پر نہیں لکھی جاسکتیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۳۳و۱۳۴: از مقام رامہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی مرسلہ تاج الدین امام مسجد

کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہانے فرمایا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے معراج کی رات میں بچشم خود اللہ تعالٰی کو نہیں دیکھا۔

---

[61] المواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۴۷

(۲) حدیث اور آیت اس طور پر نہیں آئی کہ تم لوگ امام صاحب کے مذہب پر چلیں۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان فرمایئے اجر دیئے جاؤگے۔ت)

الجواب:

(۱) ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا رؤیت بمعنی احاطہ کا انکار فرماتی ہیں کہ "لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ"[62]۔سے سند لاتی ہیں اور احادیث صحیحہ میں رؤیت کا اثبات بمعنی احاطہ نہیں کہ اللہ عزوجل کو کوئی شے محیط نہیں ہو سکتی وہی ہر شے کو محیط ہے اور اثبات نفی پر مقدم، واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) حدیث اور آیت اس طور پر آئی ہے کہ تمہیں علم نہ ہو تو علماء سے پوچھو۔ امامِ اعظم سردارانِ علماء میں داخل ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۳۵و۱۳۶: از لاہور مسجد بیگم شاہی اندرون دروازہ مستی مرسلہ صوفی احمد الدین طالب علم ۲۶ صفر ۱۳۳۸ھ

حضرت ہادی ورہنمائے سالکاں قبلہ دوجہاں دام فیضہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مسائل ذیل میں حضرت کیا فرماتے ہیں۔

(۱) حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر ایک روز خفا ہوئے، اور روافض کہتے ہیں یہی وجہ ہے باغی ہونے کی، پھر ایک کتاب مولانا حاجی صاحب کی تصنیف اعتقاد نامہ ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے اس میں یہ شعر بھی درج ہے: ؎

حق درآنجا بدست حیدر بود		جنگ با او خطا و منکر بود

(حق وہاں حیدر کرار رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھ میں تھا ان کے ساتھ جنگ غلط اور ناپسندیدہ تھی)

(۲) امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سپرد کی تھی واسطے دفع جنگ کے۔

الجواب:

(۱) روافض کا قول کذب محض ہے، عقائد نامہ میں خطا و منکر بود نہیں ہے بلکہ خطائے منکر بود۔ اہل سنت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خطا خطاء اجتہادی تھی، اجتہاد پر طعن جائز نہیں، خطاء اجتہادی دو[۲] قسم ہے، [۱]مقرر و [۲]منکر، مقرر وہ جس کے صاحب کو اُس پر برقرار

---

[62] القرآن الکریم ۶/ ۱۰۳

رکھا جائے گا اور اُس سے تعرض نہ کیا جائے گا، جیسے حنفیّہ کے نزدیک شافعی المذہب مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا، اور منکر وہ جس پر انکار کیا جائے گا جب کہ اس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو جیسے اجلہ اصحاب جمل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ قطعی جنتی ہیں اور ان کی خطاء یقیناً اجتہادی جس میں کسی نام سنیت لینے والے کو محل لب کشائی نہیں، بااینہہ اس پر انکار لازم تھا جیسا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کیا باقی مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مداخلت حرام ہے،

حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا ذکر اصحابی فامسکوا[63]۔	جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روکو۔

دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ستکون لاصحابی بعد زلۃ یغفرھا اللہ لھم لسابقتھم ثم یاتی من بعد ھم قوم یکبھم اللہ علی مناخرھم فی النار[64]۔	قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ بخش دے گا اُس سابقہ کے سبب جو ان کو میری سرکار میں ہے پھر ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ ناک کے بل جہنم میں اوندھا کردے گا۔

یہ وہ ہیں جو اُن لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کریں گے، اللہ عزوجل نے تمام صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن عظیم میں دو قسم کیا:

(۱) مومنین قبل فتح مکہ و مومنین بعد فتح۔ اول کو دوم پر تفضیل دی اور صاف فرمادیا "وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی"[65]۔ سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔ اور ساتھ ہی ان کے افعال کی تفتیش کرنے والوں کا منہ بند فرمادیا "وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ" [66]۔ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو، بااینہہ وہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا پھر دوسرا کون ہے کہ ان میں سے کسی کی بات پر طعن کرے، واللہ الھادی، واللہ تعالٰی اعلم

(۲) بے شک امام مجتبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی۔

[63] المعجم الکبیر حدیث ۱۴۲۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۹۶

[64] المعجم الاوسط حدیث ۳۲۴۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۴/ ۱۴۲ و مجمع الزوائد ۷/ ۲۳۴

[65] القرآن الکریم ۵۷/ ۱۰

[66] القرآن الکریم ۵۷/ ۱۰

اور اس سے صلح و بندش جنگ مقصود تھی اور یہ صلح و تفویضِ خلافت اللہ و رسول کی پسند سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امام حسن کو گود میں لے کر فرمایا تھا:

ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظمتین من المسلمین[67]۔	میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے تو امام مجتبٰی ہر گز انہیں تفویض نہ فرماتے نہ اللہ و رسول اسے جائز رکھتے **واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[67] صحیح البخاری کتاب المناقب مناقب الحسن والحسین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۳۰، مشکوۃ المصابیح باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبع مجتبائی دہلی ص۵۶۹

رسالہ

اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفٰی والاٰل والاصحاب ۱۲۹۸ھ

(احباب کا اعتقاد جمیل (اللہ تعالٰی) مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، آپ کی آل اور اصحاب کے بارے میں)

عقیدہ اُولٰی[۱] ــــــــــــــــــــ ذات وصفات باری تعالٰی

حضرت حق سبحانہ و تبارک و تعالٰی شانہ واحد ہے۔(اپنی ربوبیت والوہیت میں، کوئی اس کا شریک نہیں، وہ یکتا ہے اپنے افعال میں، مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا۔ وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں کوئی اس کا قسیم نہیں۔ بیگانہ ہے اپنی صفات میں۔ کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ذات وصفات میں یکتا و واحد مگر) [عــــہ] نہ عدد سے (کہ شمار و گنتی میں آسکے اور کوئی اس کا ہم ثانی و جنس کہلاسکے تو اللہ کے ساتھ، اس کی

عــــہ: **عرضِ مرتّب:** امام اہلسنت امام احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ اعتقادلاحباب کی زیارت و مطالعہ سے یہ فقیر جب پہلی بار حال ہی میں شرفیاب ہوا تو معًا خیال آیا کہ بتوفیقہ تعالٰی اسے نئی ترتیب اور اجمالی تفصیل کے ساتھ عامۃ الناس تک پہنچایا جائے تو ان شاء اللہ تعالٰی اس سے عوام بھی فیض پائیں۔ نصرت الٰہی کے بھروسا پر قدم اٹھایا اور بفیضانِ اساتذہ کرام نہایت (باقی برصفحہ آئندہ)

ذات و صفات میں، شریک کا وجود، محض وہم انسانی کی ایک اختراع وایجاد ہے) خالق ہے۔ (ہر شے کا، ذوات ہوں خواہ افعال، سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں) نہ علت سے (اس کے افعال نہ علت و سبب کے محتاج، نہ اس کے فعل کے لیے کوئی غرض، کہ غرض اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے اور نہ اس کے افعال کے لیے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے۔ فعال ہے (ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا) نہ جوارح (وآلات) سے (جب کہ انسان اپنے ہر کام میں اپنے جوارح یعنی اعضائے بدن کا محتاج ہے۔ مثلاً علم کے لیے دل و دماغ کا۔ دیکھنے اور سننے کے لیے آنکھ، کان کا، لیکن خداوند قدوس کہ ہر پست سے پست آواز کو سنتا اور ہر باریک سے باریک کو کہ خوردبین سے محسوس نہ ہو دیکھتا ہے، مگر کان آنکھ سے اس کا سننا دیکھنا اور زبان سے کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں۔ اور جسم و جسمانیت سے وہ پاک) قریب ہے۔ (اپنے کمالِ قدرت وعلم ورحمت سے) نہ (کہ) مسافت سے (کہ اس کا قرب ماپ و پیمائش میں سماسکے) ملک (وسلطان و شہنشاہ زمین وآسمان) ہے مگر بے وزیر (جیسا کہ سلاطین دنیا کے وزیر باتدبیر ہوتے ہیں کہ اس کے امورِ سلطنت میں اس کا بوجھ اٹھاتے اور ہاتھ بٹاتے ہیں۔)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

قلیل مدت میں اپنی مصروفیات کے باوجود کامیابی سے سرفراز ہوا۔

میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا، اس کا فیصلہ آپ کریں گے، اور میری کوتاہ فہمی و قصور علمی آپ کے خیال مبارک میں آئے تو اس سے اس ہیچمداں کو مطلع فرمائیں گے۔

اور اس حقیقت کے اظہار میں یہ فقیر فخر محسوس کرتا ہے کہ اس رسالہ مبارکہ میں حاشیے بین السطور اور تشریح مطالب (جو اصل عبارت سے جدا، قوسین میں محدود ہے، اور اصل عبارت خط کشیدہ) جو کچھ پائیں گے وہ اکثر و بیشتر مقامات پر اعلٰیحضرت قدس سرہ ہی کے کتب ورسائل اور حضرت استاذی واستاذ العلماء صدر الشریعۃ مولٰنا الشاہ امجد علی قادری برکاتی رضوی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہورِ زمانہ کتاب بہارِ شریعت سے ماخوذ ملتقط ہے۔

امید ہے کہ ناظرین کرام اس فقیر کو اپنی دعائے خیر میں یاد فرماتے رہیں گے کہ سفرِ آخرت درپیش ہے اور یہ فقیر خالی ہاتھ، خالی دامن، بس ایک انہیں کا سہارا ہے اور ان شاء اللہ تعالٰی وہی بگڑی بنائیں گے ورنہ ہم نے تو کمائی سب عیبوں میں گنوائی ہے۔

والسلام،

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی المارہروی عفی عنہ۔

والی (ہے۔مالک و حاکم علی الاطلاق ہے۔جو چاہے اور جیسا چاہے کرے مگر) بے مشیر (نہ کوئی اس کو مشورہ دینے والا۔نہ وہ کسی کے مشورہ کا محتاج،نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ولایت، ملکیت، مالکیت، حاکمیت،کے سارے اختیارات اسی کو حاصل، کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس ذات پاک پر دسترس نہیں، ملک وحکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحتِ ملک وحکومت ہیں،اور اس کی مالکیت و سلطنت دائمی ہے جسے زوال نہیں) حیات وکلام وسمع وبصر وارادہ وقدرت وعلم (کہ اس کے صفات ذاتیہ ہیں اور ان کے علاوہ تکوین وتخلیق ورزاقیت یعنی مارنا،جلانا، صحت دنیا، بیمار کرنا، غنی کرنا، فقیر کرنا، ساری کائنات کی ترتیب فرمانا اور ہر چیز کو بتدریج اس کی فطرت کے مطابق کمالِ مقدار تک پہنچانا، انہیں ان کے مناسبِ احوال روزی رزق مہیا کرنا) وغیرہا (صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفاتِ اضافیہ اور صفاتِ فعلیہ بھی کہتے ہیں اور جنہیں صفات تخلیق وتکوین کی تفصیل سمجھنا چاہیے،اور صفاتِ سلبیہ یعنی وہ صفات جن سے اللہ تعالٰی کی ذات منزہ اور مبرّا ہے، مثلاً وہ جاہل نہیں عاجز نہیں، بے اختیار وبے بس نہیں، کسی کے ساتھ متحد نہیں جیساکہ برف پانی میں گھل کر ایک ہوجاتا ہے، غرض وہ اپنی صفاتِ ذاتیہ، صفاتِ اضافیہ اور صفات سلبیہ) تمام صفات کمال سے ازلاً ابداً موصوف (ہے،اور جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں،اور ذات وصفات باری تعالٰی کے سوا سب چیزیں حادث و نوپید، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں، صفات الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بے دین ہے۔اس کی ذات وصفات) تمام شیون (تمام نقائص تمام کوتاہیوں سے) وشین وعیب (ہر قسم کے نقص ونقصان) سے اوّلاً وآخراً بری (کہ جب وہ مجتمع ہے تمام صفات کمال کا جامع ہے ہر کمال وخوبی کا، تو کسی عیب کسی نقص، کسی کوتاہی کا اس میں ہونا محال، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لیے محال)

ذات پاک اس کی ندّ وضد (نظیر ومقابل) شبیہ ومثل (مشابہ ومماثل) کیف وکم (کیفیت ومقدار) شکل وجسم وجہت ومکان وامد (غایت وانتہا اور) زمان سے منزّہ (جب عقیدہ یہ ہے کہ ذات باری تعالٰی قدیم ازلی ابدی ہے اور اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ان تمام چیزوں سے جو حادث ہیں یا جن میں مکانیت ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری طرف نقل وحرکت، یا ان میں کسی قسم کا تغیر پایا جانا، یا اس کے اوصاف کا متغیر ہونا، یا اس کے اوصاف کا مخلوق کے اوصاف کے مانند ہونا، یہ تمام امور اس کے لیے

محال ہیں، یا یوں کہئے کہ ذاتِ باری تعالٰی ان تمام حوادث وحوائج سے پاک ہے جو خاصہ بشریت ہیں) نہ والد ہے نہ مولود (نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا، کیونکہ کوئی اس کا مجالس وہم جنس نہیں، اور چونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث ومخلوق کی شان) نہ کوئی شے اس کے جوڑ کی (یعنی کوئی اس کا ہمتا کوئی اس کا عدیل نہیں۔ مثل ونظیر وشبیہ سے پاک ہے اور اپنی ربوبیت والوہیت میں صفاتِ عظمت وکمال کے ساتھ موصوف) اور جس طرح ذات کریم اس کی، مناسبتِ ذوات سے مبّرا اسی طرح صفاتِ کمالیہ اس کی، مشابہت صفات سے معرّا (اس کا ہر کمال عظیم اور ہر صفت عالی، کوئی مخلوق کیسی ہی اشرف واعلٰی ہو اس کی شریک کسی حیثیت سے، کسی درجہ میں نہیں ہو سکتی) مسلمان پر لا الٰہ الاّ اللہ ماننا، اللہ سبحانہ وتعالٰی کو احد، صمد، لاشریك لہ جاننا فرض اول ومدار ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں کہ لا الٰہ الا اللہ (اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں) نہ صفات میں کہ "لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ"[68]۔ اس جیسا کوئی نہیں، نہ اسماء میں کہ "ہَلۡ تَعۡلَمُ لَہٗ سَمِیًّا ﴿۶۵﴾"[69]۔ کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو؟ نہ احکام میں کہ "وَّ لَا یُشۡرِکُ فِیۡ حُکۡمِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾"[70]۔ اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا، نہ افعال میں کہ "ہَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَیۡرُ اللّٰہِ"[71]۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے، نہ سلطنت میں کہ "وَّ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ"[72]۔ اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں، تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں یونہی اس کی صفات بھی صفاتِ مخلوق کے مماثل نہیں۔

اور یہ جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے جیسے علیم، حکیم، کریم، سمیع، بصیر اور ان جیسے اور، تو یہ محض لفظی موافقت ہے نہ کہ معنوی شرکت، اس میں حقیقی معنی میں کوئی مشابہت نہیں ولہذا مثلاً) اوروں کے علم وقدرت کو اس کے علم وقدرت سے (محض لفظی یعنی) فقط ع، ل، م، ق، د، ر، ت میں مشابہت ہے۔ (نہ کہ شرکت معنوی) اس (صوری ولفظی موافقت) سے آگے (قدم بڑھے تو) اس کی تعالٰی وتکبّر (برتری وکبریائی) کا سراپردہ کسی کو

---

[68] القرآن الکریم ۴۲/ ۱۱

[69] القرآن الکریم ۱۹/ ۶۵

[70] القرآن الکریم ۱۸/ ۲۶

[71] القرآن الکریم ۳۵/ ۳

[72] القرآن الکریم ۲۵/ ۲

بار نہیں دیتا۔(اور کوئی اس شاہی بارگاہ کے ارد گرد بھی نہیں پہنچ سکتا۔پرندہ وہاں پر نہیں مار سکتا کوئی اس میں دخل انداز نہیں) تمام عزتیں اس کے حضور پست (فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں، سب اس کے فضل کے محتاج ہیں، اور زبانِ حال و قال سے اپنی پستیوں، اپنی احتیاجوں کے معترف اور اس کے حضور سائل، اس کی بارگاہِ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے، اور ساری مخلوقات چاہے، وہ زمینی ہوں یا آسمانی اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں اسی حق تعالٰی سے طلب کرتی ہیں) اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست (نہ کوئی ہستی ہستی، نہ کوئی وجود وجود) " كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ " [73]۔(بقا صرف اس کی وجہ کریم کے لیے ہے باقی سب کے لیے فنا، باقی باقی، باقی فانی) وجود واحد (اسی حیّ و قیوم ازلی ابدی کا) موجود واحد (وہی ایک حی و قیوم ازلی ابدی) باقی سب اعتبارات ہیں (اعتبار کیجئے تو موجود ورنہ محض معدوم) ذراتِ اکوان (یعنی موجودات کے ذرہ ذرہ) کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجہولۃ الکیف ہے۔(نامعلوم الکیفیت) جس کے لحاظ سے من و تو (ماوشماو ایں و آں) کو موجود و کائن کہا جاتا (اور ہست و بود سے تعبیر کیا جاتا) ہے۔(اگر اس نسبت کا قدم درمیان سے اٹھالیں۔ہست، نیست اور بود، نابود ہو جائے، کسی ذرہ موجود کا وجود نہ رہے کہ اس پر ہستی کا اطلاق) روا ہو۔)اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو (ایک ظل، ایک عکس، ایک شعاع ہے کہ کائنات کا ہر ذرّہ نگاہ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کررہا ہے۔(اور اس تماشاگاہِ عالم کے ذرہ ذرہ سے اس کی قدرتِ کاملہ کے جلوے ہویدا ہیں) اگر اس نسبت و پرتو سے (کہ ہر ذرہ کون و مکان کو اس آفتاب وجود حقیقی سے حاصل ہے) قطع نظر کی جائے (اور ایک لحظہ کو اس سے نگاہ ہٹالی جائے) تو عالم ایک خوابِ پریشان کا نام رہ جائے، ہو کا میدان عدمِ بحت کی طرح سنسان (محض معدوم و یکسر ویران، تو مرتبہ وجود میں صرف ایک ذاتِ حق ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود ہیں، مرتبہ کون میں نور ابدی آفتاب ہے، اور تمام عالم اس کے آئینے اس نسبتِ فیضان کا قدم، درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فنائے محض ہو جائے کہ اسی نور کے متعدد پرتووں نے بے شمار نام پائے ہیں، ذات باری تعالٰی واحد حقیقی ہے، تغیر و اختلاف کو اصلاً اس کے سراپردہ عزت کے گرد بار نہیں۔پر مظاہر کے تعدد سے یہ مختلف صورتیں، بے شمار نام، بے حساب آثار پیدا ہیں، نورِ احدیت کی تابش غیر محدود ہے۔اور چشم جسم و چشم عقل دونوں وہاں نابینا ہیں، اور اس سے زیادہ بیان

---

[73] القرآن الکریم ۲۸/ ۸۸

سے باہر، عقل سے وراء ہے۔)

موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند (ابعاض واجزاء) سے مل کر مرکب ہوا (اور شے واحد کا نام اس پر روا ٹھہرا) نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے (جیساکہ انسانِ واحد یا شَے واحد کہ گوشت پوست وخون واستخوان وغیرہا اجزاء وابعاض سے ترکیب پا کر مرکب ہوا اور ایک کہلایا اور اس کی تحلیل و تجزی اور تجزیہ، انہیں اعضاء واجزاء وابعاض کی طرف ہوگا جن سے اس نے ترکیب پائی اور مرکب کہلایا کہ یہی جسم کی شان ہے، اور ذاتِ باری تعالٰی عزشانہ جسم وجسمانیات سے پاک ومنزہ ہے۔) نہ وہ واحد جو بہ تہمت حلول عینیّت (کہ اس کی ذات قدسی صفات پر یہ تہمت لگائی جائے کہ وہ کسی چیز میں حلول کیے ہوئے یا اس میں سمائی ہوئی ہے یا کوئی چیز اسکی ذاتِ احدیت میں حلول کیے ہوئے اور اس میں پیوست ہے اور یوں معاذاللہ وہ) اوج وحدت (وحدانیت ویکتائی کی رفعتوں) سے حضیض اثنینیت (دوئی اور اشتراک کی پستیوں) میں اتر آئے۔**ھو ولاموجود الا ھو** آیۃ کریمہ "سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ"[74]۔ (پاکی اور برتری ہے اسے ان شریکوں سے) جس طرح شرک فی الالوہیت کورَد کرتی ہے۔ (اور بتاتی ہے کہ خداوند قدوس کی خدائی اور اس معبود برحق کی الوہیت وربوبیت میں کوئی شریک نہیں۔ "وَهُوَ الَّذِیۡ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الۡاَرۡضِ اِلٰهٌ"[75]۔وہی آسمان والوں کا خدا اور وہی زمین والوں کا خدا، تو نفسِ الوہیت وربوبیت میں کوئی اس کا شریک کیا ہوتا، اس کی صفاتِ کمال میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں۔"لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ"[76]۔اس جیسا کوئی نہیں)

یونہی (یہ آیۃ کریمہ) اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے (تو اس کی ذات بھی منزّہ اور اس کی تمام صفات کمال بھی مبرا ان تمام نالائق امور سے جو اہلِ شرک وجاہلیت اس کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ وجود اسی ذات برحق کے لیے ہے، باقی سب ظلال وپرتو۔

غیر تش غیر در جہاں نہ گزاشت لاجرم عین جملہ معنی شد

(اور وحدت الوجود کے جتنے معنی اور جس قدر مفاہیم عقل میں آسکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ وجود واحد، موجود واحد، باقی سب اسی کے مظاہر اور آئینے کہ اپنی حدِ ذات میں اصلاً وجود وہستی سے بہرہ نہیں

---

[74] القرآن الکریم ۳۰/ ۴۰

[75] القرآن الکریم ۴۳/ ۸۴

[76] القرآن الکریم ۴۲/ ۱۱

رکھتے، اور حاش ثم حاش یہ معنی ہر گز نہیں کہ من و تو، ماو شما، این وآں، ہر شَے خدا ہے، یہ اہلِ اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کافروں کا ہے۔ اور پہلی بات مذہب ہے اہلِ توحید کا، کہ اہلِ اسلام وہ صاحبِ ایمان حقیقی ہیں)

عقیدہ ثانیہ ۲ ______________ سب سے اعلیٰ، سب سے اَولیٰ

بایں ہمہ (کہ اُس کی ذاتِ کریم دوسری ذوات کی مناسبت سے معرّا ہے اور اس کی صفاتِ عالیہ اوروں کی صفات کی مشابہت سے مبّرا) اس نے اپنی حکمت کاملہ (ورحمت شاملہ) کے مطابق عالم (یعنی ماسوی اللہ) کو جس طرح وہ (اپنے علم قدیم ازلی سے) جانتا ہے۔ ایجاد فرمایا (تمام کائنات کو خلعت وجود بخشا۔ اپنے بندوں کو پیدا فرمایا انہیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انہیں کام میں لانے کا طریقہ الہام فرمایا۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جوہر یعنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل ادراک نہیں کر سکتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر کتابیں اتار کر ذرا ذرا سی بات بتادی۔ اور کسی کو عذر کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی) اور مکلفین کو (جو تکلیف شرعی کے اہل، امرونہی کے خطاب کے قابل، بالغ عاقل ہیں) اپنے فضل وعدل سے دو فرقے کردیا "**فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ**"[77]۔ (ایک جنتی و ناجی، جس نے حق قبول کیا) "**وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝**"[78]۔ (دوسرا جہنمی وہالک، جس نے قبولِ حق سے جی چرایا۔) اور جس طرح پر تو وجود (موجود حقیقی جل جلالہ) سے سب نے بہرہ پایا (اور اسی اعتبار سے وہ ہست و موجود کہلایا) اسی طرح فریق جنت کو اس کے صفات کمالیہ سے نصیبہ خاص ملا (دنیا و آخرت میں اس کے لیے فوز و فلاح کے دروازے کھلے اور علم و فضل خاص کی دولتوں سے اس کے دامن بھرے) دبستان (مدرسہ) "**عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ**"[79]۔ (اور دار العلوم "**عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝**"[80] (میں تعلیم فرمایا (کہ جو کچھ وہ نہ جانتا تھا اُسے سکھایا پھر) "**وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝**"[81]۔ نے اور رنگ آمیزیاں کیں (کہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم اس پر جلوہ گستر رہا، مولائے کریم نے گونا گوں نعمتوں سے اسے نوازا۔ بے شمار فضائل و محاسن سے اسے سنوارا۔ قلب و قالب، جسم و جاں، ظاہر و باطن کو رذائل اور خصائل قبیحہ مذمومہ سے پاک صاف اور محامد و اخلاق حسنہ سے اسے آراستہ و

---

[77] القرآن الکریم ۴۲ / ۷

[78] القرآن الکریم ۴۲/ ۷

[79] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۳

[80] القرآن الکریم ۹۶/ ۵

[81] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۳

پیراستہ کیا۔اور قرُبِ خداوندی کی راہوں پر اُسے ڈال دیا)اور یہ سب تصدق (صدقہ وطفیل)ایک ذات جامع البرکات کا تھا جسے اپنا محبوب خاص فرمایا۔(مرتبہ محبوبیت کُبرٰی سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق حتّٰی کہ نبی و مرسل و ملک مقرب جویائے رضائے الٰہی ہے اور وہ ان کی رضاکاطالب)

مرکز دائرہ (کُن) ودائرہ مرکز کاف ونون بنایا،اپنی خلافت کاملہ کا خلعتِ رفیع المنزلت اُس کے قامتِ موزوں پر سجایا کہ تمام افرادِ کائنات اس کے ظل ظلیل (سایہ ممدورافت)اور ذیل جلیل (دامن معمور رحمت) میں آرام کرتے ہیں۔اعاظم مقربین (کہ اُس کی بارگاہِ عالی جاہ میں قربِ خاص سے مشرف ہیں) (ان) کو (بھی)جب تک اس مامن جہاں (پناہ گاہِ کون و مکان) سے توسّل نہ کریں (انہیں اس کی جناب والا میں وسیلہ نہ بنائیں) بادشاہ (حقیقی عزّاسمہ وجل مجدہ)تک پہنچنا ممکن نہیں کنجیاں،خزائنِ علم و قدرت،تدبر و تصرف کی،اس کے ہاتھ میں رکھیں،عظمت والوں کو مہ پارے (چاند کے ٹکڑے،روشن تارے)اور اس کو اس نے آفتاب عالم تاب کیا کہ اس سے اقتباس انوار کریں (عرفان و معرفت کی روشنیوں سے اپنے دامن بھریں)اور اس کے حضور انا زبان پر (اور اپنے فضائل و محاسن،ان کے مقابل،شمار میں)نہ لائیں اس (محبوب اجل واعلٰی)کے سراپردہ عزت واجلال کو وہ عزت و رفعت بخشی کہ عرش عظیم جیسے ہزاراں ہزار اس میں یوں گم ہوجائیں جیسے بیدائے ناپیدا کنار (وسیع و عریض بیابان، جس کا کنارہ نظر نہ آئے اس) میں ایک شلنگ ذرہ کم مقدار (کہ لق ودق صحرا میں اس کی اُڑان کی کیا وقعت اور کیا قدرت و منزلت)

علم وہ وسیع و غزیر (کثیر در کثیر) عطافرمایا کہ علوم اوّلین وآخرین اس کے بحر علوم کی نہریں یا جوشش فیوض کے چھینٹے قرار پائے (شرق تا غرب،عرش تافرش انہیں دکھایا،ملکوت السموٰت والارض کا شاہد بنایا) روزِ اوّل سے روزِ آخر تک کا،سب ماکان ومایکون انہیں بتایا) ازل سے ابد تک تمام غیب وشہادت (غائب وحاضر) پر اطلاع تام (وآگاہی تمام انہیں) حاصل،الا ماشاء اللہ (اور ہنوز ان کے احاطہ علم میں وہ ہزار در ہزار،بے حد و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا اُن کا عطا کرنے والا اُن کا مالک و مولٰی جل وعلا) بصر (و نظر) وہ محیط (اور اس کا احاطہ اتنا بسیط) کہ شش جہت مقابل (کہ بصارت کو ان پر اطلاع تام حاصل) دنیا اس کے سامنے اٹھالی کہ تمام کائنات تا بروزِ قیامت،آنِ واحد میں پیش نظر (تو وہ دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی کو،اور ایمانی نگاہوں میں نہ یہ قدرت الٰہی

پر دشوار نہ عزت ووجاہت انبیاء کے مقابل بسیار) سمع والا کے نزدیک پانچ سو برس راہ کی صدا جیسے کان پڑی آواز ہے اور (بعطائے قادرِ مطلق) قدرت (واختیارات) کا تو کیا پوچھنا، کہ قدرت قدیر علی الاطلاق جل جلالہ کی نمونہ وآئینہ ہیں، عالم علوی و سفلی (اقطار واطرافِ زمین وآسمان) میں اس کا حکم جاری۔ فرمانروائی کن کو اس کی زباں کی پاسداری، مردہ کو قم کہیں (کہ بحکم الٰہی کھڑا ہو جاتو وہ) زندہ اور چاند کو اشارہ کریں (تو) فورًا دو پارہ ہو۔ جو (یہ) چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ منشورِ خلافت مطلقہ (تامہ، عامہ، شاملہ، کاملہ) و تفویض تام کا فرمان شاہی) ان کے نام نامی (اسم گرامی) پر پڑھا گیا اور سکہ و خطبہ ان کا ملاء ادنی سے عالمِ بالا تک جاری ہوا۔ (تو وہ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں اور تمام ماسوی اللہ تمام عالم ان کے تحت تصرف ان کے زیر اختیار، ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں تمام جہان میں کوئی ان کا پھیرنے والا نہیں اور ہاں کوئی کیونکر ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الٰہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا۔ تمام جہان ان کا محکوم اور تمام آدمیوں کے وہ مالک، جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنت سے محروم مل۔ ملکوت السموات والارض ان کے زیر فرمان، تمام زمین اُن کی ملک اور تمام جنت ان کی جاگیر) دنیا و دیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرش اشتباہ سے ملتا ہے۔ (جنت و نار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا وآخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حصہ ہے۔

فانّ من جودك الدنیا و ضرّتها[82]

(بے شک دُنیا وآخرت آپ کے جود وسخا سے ہے)

تو تمام ماسوی اللہ نے جو نعمت، دنیاوی واخروی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی انہیں کے دستِ عطا سے پائی۔ انہیں کے کرم، انہیں کے طفیل، انہیں کے اسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور ان کے ہاتھوں ملا، ملتا ہے اور ابد الاباد تک ملتا رہے گا جس طرح دین وملت، اسلام و سنت، صلاح و عبادت، زہد و طہارت اور علم و معرفت ساری دینی نعمتیں ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ یونہی مال و دولت، شفاء و صحت، عزت و رفعت اور فرزند و عشرت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی انہیں کے دستِ اقدس سے ملی ہیں۔

[82] مجموع المتون قصیدۃ بردۃ فی مدحہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الشئون الدینیہ دولۃ قطر ص ۱۰

قال الرضا:۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے حاشا غلط غلط، یہ ہوس بے بصر کی ہے[83]

وقال الفقیر:۔

بے اُن کے توسُّل کے، مانگے بھی نہیں ملتا بے اُن کے توسط کے، پرسش ہے نہ شنوائی

وہ بالا دست حاکم کہ تمام ماسوی اللہ ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔ (ملکوت السمٰوات والارض میں ان کا حکم جاری ہے، تمام مخلوقِ الٰہی کو ان کے لیے حکمِ اطاعت وفرمانبرداری ہے وہ خدا کے ہیں، اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا[84]

جو سر ہے اُن کی طرف جھکا ہوا، اور جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا۔)

سب اُن کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج (وہی بارگاہِ الٰہی کے وارث ہیں اور تمام عالم کو انہیں کی وساطت سے ملتا ہے) قرآن عظیم ان کی مدح وستائش کا دفتر (اور) نام ان کا ہر جگہ نامِ الٰہی کے برابر۔

ورفعنالک ذکرکا ہے سایہ تجھ پر ذکر اونچا ہے ترا، بول ہے بالا تیرا[85]

احکامِ تشریعیہ، شریعت کے فرامین، اوامر و نواہی سب ان کے قبضہ میں، سب ان کے سپرد، جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے فرمادیں، وہی شریعت ہے، جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں، اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کردیں، اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں وہی شرع ہے، غرض وہ کارخانہ الٰہی کے مختارِ کل ہیں، اور خُسروانِ عالم اس کے دستِ نگر و محتاج)

---

[83] حدائقِ بخشش حاضری بارگاہ بہیں جائے حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۹۴

[84] حدائق بخشش وصل اول در نعت رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۲

[85] حدائق بخشش وصل چہارم، در منافحت اعداء الخ حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۹

(وہ کون؟)اعنّی سیّدالمرسلین(رہبرِ رہبراں)،خاتم النّبیین(خاتم پیغمبراں)رحمۃ للعلمین(رحمتِ ہر دو جہاں)،شفیع المذنبین(شافع خطاکاراں،)قائد الغر المحجلین(ہادی نوریاں و روشن جبیناں)،سرّ اللہ المکنون(رب العزت کا راز سربستہ)دُرّ اللہ المخزون (خزانہ الٰہی کا موتی، قیمتی و پوشیدہ)سرور القلب المحزون(ٹوٹے دلوں کا سہارا)عالم ماکان وما سیکون(ماضی و مستقبل کا واقف کار) تاج الاتقیاء(نیکوکاروں کے سر کا تاج)نبی الانبیاء(تمام نبیوں کا سرتاج) محمّدؐ (المصطفٰی)رسول رب العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ وبارک وسلم الٰی یوم الدین۔

بایں ہمہ(فضائل جمیلہ و فواضل جلیلہ و محاسنِ حمیدہ و محامد محمودہ وہ)خدا کے بندہ و محتاج ہیں(اور یسئلہ من فی السمٰوٰت والارض کے مصداق[86]۔حاش للہ کہ عینیت یا مثلیت کا گمان(توگمان یہ وہم بھی ان کی ذاتِ کریمہ،ذاتِ الٰہی عزشانہ کی عین یا اس کے مثل ومماثل یا شبیہ و نظیر ہے)کافر کے سوا مسلمان کو ہوسکے۔خزانہ قدرت میں ممکن۔(وحادث و مخلوق)کے لیے جو کمالات متصور تھے(تصور و گمان میں آسکتے تھے یا آسکتے ہیں)سب پائے کہ دوسری کو ہم عنانی(وہمسری اور ان مراتبِ رفیعہ میں برابری)کی مجال نہیں،مگر دائرہِ عبدیت وافتقار(بندگی واحتیاج)سے قدم نہ بڑھا،نہ بڑھا سکے۔العظمۃ للہ خدائے تعالٰی سے ذات و صفات میں مشابہت(ومماثلت) کیسی۔(اس سے مشابہ ومماثل ہونے کا شبہ بھی اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل ایمان منزل میں اس کا خطرہ گزر سکے،جب کہ اہل حق کا ایمان ہے کہ حضور اقدس سرور عالم عالم اعلم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم ان احساناتِ الٰہی کا جو بارگاہِ الٰہی سے ہر آن،ہر گھڑی،ہر لحظہ،ہر لمحہ ان کی بارگاہِ بیکس پناہ پر مبذول رہتے ہیں، ان انعامات اور ان) نعمائے خداوندی کے لائق جو شکر و ثناء ہے اسی پورا پورا بجانہ لاسکے نہ ممکن کہ بجالائیں کہ جو شکر کریں وہ بھی نعمت آخر موجب شکر دیگر الٰی مالا نہایۃ لہ نعم وافضال خداوندی(ربّانی نعمتیں اور بخششیں خصوصًا آپ پر)غیر متناہی ہیں۔ان کی کوئی حدو نہایت نہیں،انہیں کوئی گنتی و شمار میں نہیں لاسکتا۔قال اللہ تعالٰی "وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝" [87]۔(اے نبی بے شک ہر آنے والا لمحہ تمہارے لیے گزرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہے اور ساعت بساعت آپ کے مراتبِ رفیعہ ترقیوں میں ہیں)مرتبہ قاب قوسین

---

[86] القرآن الکریم ۵۵/ ۲۹

[87] القرآن الکریم ۹۳/ ۴

اوادنٰی کا پایا[88]۔ (اور یہ وہ منزل ہے کہ نہ کسی نے پائی اور نہ کسی کے لیے ممکن ہے اس تک رسائی وہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ شب اسرٰی مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔)[89]۔ قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا۔ ؎

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو! تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے، کدھر گئے تھے[90]

دیدارِ الٰہی بچشم سر دیکھا، کلام الٰہی بے واسطہ سُنا، (بدن اقدس کے ساتھ، بیداری میں، اور یہ وہ قرب خاص ہے کہ کسی نبی مرسل و ملک مقرب کو بھی نہ کبھی حاصل ہوا اور نہ کبھی حاصل ہو)

محملِ لیلٰی (ادراک سے ماوراء) کروڑوں منزل سے کروڑوں منزل (دُور) (اور) خرد خردہ میں (عقل نکتہ دان، دقیقہ شناس) دنگ ہے۔ (کوئی جانے تو کیا جانے اور کوئی خبر دے تو کیا خبر دے) نیا سماں ہے نیا رنگ (ہوش و حواس ان وسعتوں میں گم اور دامانِ نگاہ تنگ) قُرب میں بعد (نزدیکی میں دوری) بعد میں قرب (دوری میں نزدیکی) وصل میں ہجر (فرقت میں وصال) ع

عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے[91]۔

عقل و شعور کو خود اپنا شعور نہیں، دست و پابستہ خود گم کردہ حواس ہے، ہوش و خرد کو خود اپنے لالے پڑے ہیں وہم و گمان دوڑیں تو کہاں تک پہنچیں، ٹھوکر کھائی اور گرے۔

سراغ این و متٰی کہاں تھا، نشان کیف والٰی کہاں تھا
نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی، نہ سنگ منزل، نہ مرحلے تھے[92]

جس راز کو اللہ جل شانہ ظاہر نہ فرمائے بے بتائے کس کی سمجھ میں آئے اور کسی بے وقار کی کیا مجال کہ درون خانہ خاص تک قدم بڑھائے)

گوہر شناور دریا (گویا موتی پانی میں تیر رہا ہے) مگر (یوں کہ) صدف (یعنی سیپی) نے وہ

---

[88] القرآن الکریم ۵۳/ ۹

[89] صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالٰی وکلم اللہ موسٰی تکلیما قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۲۰

[90] حدائق بخشش معراج نظم نذر گدا بحضور سلطان الانبیاء الخ حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص۱۰۵

[91] حدائق بخشش معراج نظم نذر گدا بحضور سلطان الانبیاء الخ حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص۱۱۰

[92] حدائق بخشش معراج نظم نذر گدا بحضور سلطان الانبیاء الخ حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص۱۱۰

پردہ ڈال رکھا ہے کہ نم سے آشنا نہیں (قطرہ تو قطرہ، نمی سے بھی بہرہ ور نہیں) اے جاہلِ ناداں، علم (وکنہ حقیقت) کو علم والے پر چھوڑ اور اس میدان دشوار جولان سے (جس سے سلامتی سے گزر جانا جوئے شیر لانا ہے اور سخت مشقتوں میں پڑنا) سمندِ بیان (کلام وخطاب کی تیز و طرار سواری) کی عنان (باگ دوڑ) موڑ (اس والا جناب کی رفعتوں، منزلتوں اور قُربتوں کے اظہار کے لیے) زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خلق کے آقا ہیں، خالق کے بندے، عبادت (و پرستش) ان کی کفر (اور ناقابلِ معافی جرم) اور بے ان کی تعظیم کے حبط (برباد، ناقابل اعتبار، منہ پر مار دیئے جانے کے قابل) ایمان ان کی محبت وعظمت کا نام (اور فعلِ تعظیم، بعد ایمان، ہر فرض سے مقدم) اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نامِ خدا کے ساتھ، ان کے نام پر تمام والسلام علیٰ خیر الانام والال والاصحاب علی الدّوام۔

عقیدہ ثالثہ [۳] ____________ صدر نشینانِ بزم عزّوجاہ

اس جناب عرش قباب کے بعد (جن کے قبہ اطہر اور گنبدِ انور کی رفعتیں عرش سے ملتی ہیں) مرتبہ اور انبیاء ومرسلین کا ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کہ باہم ان میں تفاضل (اور بعض کو بعض پر فضیلت) مگر ان کا غیر، گو کسی مرتبہ ولایت تک پہنچے، فرشتہ ہو (اگرچہ مقرب خواہ آدمی صحابی ہو خواہ اہلبیت (اگرچہ مکرم تر و معظم ترین) ان کے درجے تک (اس غیر کو) وصول محال، جو قربِ الٰہی انہیں حاصل، کوئی اس تک فائز نہیں، اور جیسے یہ خدا کے محبوب، دوسرا ہر گز نہیں، یہ وہ صدر (وبالا) نشینانِ بزم عزوجاہ ہیں (اور والا مقامانِ محفل عزت و وجاہت اور مقربانِ حضرت عزت) کہ رب العالمین تبارک و تعالیٰ خود ان کے مولیٰ و سردار (نبی مختار علیہ الصلوۃ والسلام الیٰ یوم القرار) کو حکم فرماتا ہے: "اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ" [93]۔ (اللہ اللہ ! کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے اس مقدس ذات برگزیدہ صفات کا جسے اس کے رب تبارک و تعالیٰ نے محامد جمیلہ، محاسنِ جلیلہ، اخلاقِ حسنہ، خصائل محمودہ سے نوازا، سرِ اقدس پر محبوبیت کبریٰ کا تاج والا ابتہاج رکھا، جسے خلافتِ عظمیٰ کا خلعت والا مرتبت پہنایا جس کے طفیل ساری کائنات کو بنایا، جس کے فیوض وبرکات کا دروازہ تمام ماسوی اللہ کو دکھایا۔ انہیں سے

[93] القرآن الکریم ۶/ ۹۰

یہ خطاب فرمایا کہ) یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے راہ دکھائی تو تو ان کی پیروی کر۔اور فرماتا ہے: "فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًاؕ "[94]۔تو پیروی کر شریعتِ ابراہیم کی،جو سب ادیانِ باطلہ سے کنارہ کش ہو کر دین حق کی طرف جھک آیا۔

(غرض انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام الیٰ یوم الدین میں سے،ہر نبی،ہر رسول بارگاہِ عزت جل مجدہ میں بڑی عزت و وجاہت والا ہے،اور اس کی شان بہت رفیع،ولہٰذا ہر نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل جملہ فرائض ہے اور)ان کی ادنیٰ توہین مثل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،کفر قطعی (ان میں سے کسی کی تکذیب و تنقیص،کسی کی اہانت،کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی ایسے ہی قطعاً کفر ہے جیسے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخی و دریدہ دہنی،والعیاذ باللہ تعالیٰ)اور کسی کی نسبت،صدیق ہوں خواہ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان (حضرات قدسی صفات) کی خادمی و غاشیہ برادری (اطاعت و فرمانبرداری کہ یہ ان کے پیش خدمت و اطاعت گزار ہیں،اس) سے بڑھا کر (افضلیت و برتری درکنار) دعوی ہم سری (کہ یہ بھی مراتب رفیعہ اور ان کے درجاتِ علیہ میں ان کے ہمسر و برابر ہیں) محض بے دینی (الحاد وزندیقی ہے) جس نگاہِ اجلال و توقیر (تکریم و تعظیم) سے انہیں دیکھنا فرض (ہے اور دائمی فرض) حاشا کہ اس کے سَو حصے سے ایک حصہ (۱۰۰/ ۱) دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس سرکارِ ابد قرار (وسِرِّ ہرکاز) کے غلام ہیں،اسی کو حکم ہوتا ہے ان کی راہ پر چل اور ان کی اقتداء سے نہ نکل (تا بہ دیگراں چہ رسد)

(اے عقل خبر دار ! یہاں مجال دم زدن نہیں)

عقیدہ رابعہ ۴ ________ اعلیٰ طبقہ،ملائکہ مقربین

ان (انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام) کے بعد اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین کا ہے مثل ساداتنا و موالینا (مثلاً ہمارے سرداروں اور پیش رو مددگاروں میں سے حضرت) جبرائیل (جن کے ذمہ پیغمبروں کی خدمت میں وحی الٰہی لانا ہے) و (حضرت) میکائیل (جو پانی برسانے والے اور مخلوقِ خدا کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں) و (حضرت) اسرافیل (جو قیامت کو صور پھونکیں گے) و (حضرت) عزرائیل (جنہیں قبض ارواح کی خدمت سپرد کی گئی ہے) وحملہ (یعنی حاملان) عرش جلیل،صلوات اللہ وسلامہ علیہم

---

[94] القرآن الکریم ۳/ ۹۵

اجمعین، ان کے علوِ شان و رفعت مکان (شوکت و عظمت اور عالی مرتبت) کو بھی کوئی ولی نہیں پہنچتا) (خواہ کتنا ہی مقرب بارگاہِ احدیّت ہو) اور ان کی جناب میں گستاخی کا بھی بعینہٖ وہی حکم (جو انبیاء مرسلین کی رفعت پناہ بارگاہوں میں گستاخی کا ہے کہ کفر قطعی ہے ان ملائکہ مقربین میں بالخصوص) جبرئیل علیہ السلام مِن وَجہٖ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے استاذ عــہ ہیں **قال تعالٰی** "عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۝" [95]۔ (سکھایا ان کو یعنی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو سخت قوتوں والے طاقتور نے، یعنی جبرائیل علیہ السلام نے جو قوت واجلال خداوندی کے مظہرِ اتم، قوت جسمانی وعقل و نظر کے اعتبار سے کامل وحی الٰہی کے بار کے متحمل، چشم زدن میں سدرۃ المنتہی تک پہنچ جانے والے جن کی دانشمندی اور فراست ایمانی کا یہ عالم کہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی بارگاہوں میں وحی الٰہی لے کر نزول اجلال فرماتے اور پوری

عــہ: قال الامام الفخر الرازی وقولہ شدید القوی، فیہ فوائد الاولی ان مدح المعلم مدح المتعلم فلو قال علمہ جبرائیل ولم یصفہ ماکان یحصل للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بہ فضیلۃ ظاھرۃ. الثانیۃ ھی ان فیہ ردًّا علیھم حیث قالوا اساطیر الاولین سمعھا وقت سفرہ الی الشام فقال لم یعلمہ احد من الناس بل معلمہ شدید القوی [96]۔ الخ ولھذا قال الامام احمد رضا ماقال وھو حق ثابت، واللہ اعلم۔

العبد محمد خلیل عفی عنہ

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی کے ارشاد شدید القوی میں کئی فائدے ہیں، پہلا فائدہ یہ ہے کہ معلم کی مدح متعلّم کی مدح ہوتی ہے، اگر اللہ تعالٰی یوں فرماتا کہ اس کو جبرائیل نے سکھایا ہے، اور وصف شدید القوی سے اس کو متصف نہ فرماتا تو اس سے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فضیلت ظاہرہ حاصل نہ ہوتی، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس میں رد ہے ان لوگوں کا جنہوں نے کہا یہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں جن کو انہوں نے شام کی طرف سفر کے دوران سُن لیا ہے، تو اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ انہیں لوگوں میں سے کسی نے نہیں سکھایا ان کا معلم تو شدید القوٰی ہے الخ، اسی لیے امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے جو کہا ہے وہ حقِ ثابت ہے۔ (ت)

[95] القرآن الکریم ۵۳/ ۵

[96] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۵۳/ ۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۸/ ۲۴۵

دیانتداری سے اس امانت کو ادا کرتے رہے) پھر وہ کسی کے شاگرد کیا ہوں گے جسے ان کا استاذ بنائیے۔اسے سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا استاذ الاستاذ ٹھہرائیے یہ وہی ہیں جنھیں حق تبارک و تعالٰی رسول کریم [97]۔ مکین امین۔ [98] فرماتا ہے (کہ وہ عزت والے مالک عرش کے حضور بڑی عزت والے ہیں ملاء اعلٰی کے مقتداء کہ تمام ملائکہ ان کے اطاعت گزار و فرماں بردار، وحیِ الٰہی کے امانت دار، کہ انکی امانت میں کسی کو مجال حرف زدن نہیں پیامِ رسانی وحی میں امکانِ نہ سہو کا نہ کسی غلط فہمی و غلطی کا اور نہ کسی سہل پسندی اور غفلت کا، منصب رسالت کے پوری طرح متحمل، اسرار وانوار کے ہر طرح محافظ، فرشتوں میں سب سے اونچا ان کا مرتبہ و مقام اور قُرب قبول پر فائز المرام، وہ صاحبِ عزت واحترام کہ) نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سوا دوسرے کے خادم نہیں۔(اور تمام مخلوقات میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ان کا مخدوم و مطاع نہیں۔اور جنگِ بدر میں فرشتوں کی ایک جمعیت کے ساتھ حضور کے لشکر کا ایک سپاہی بن کر شامل ہونا مشہور، زبان زد خاص و عام) اکابر صحابہ واعاظم اولیاء کو (کہ واسطہ نزول برکات ہیں) اگر ان کی خدمت (کی دولت) ملے دو جہاں کی فخر و سعادت جانیں پھر یہ کس کے خدمت گار یا غاشیہ بردار ہوں گے (اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم تو بادشاہِ کون و مکاں، مخدوم و مطاعِ ہر دو جہاں ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ و علیہم اجمعین و بارک وسلم۔

عقیدہ خامسہ ۵ ____________ اصحاب سیّد المرسلین واہلبیت کرام

ان (ملائکہ مرسلین وساداتِ فرشتگان مقربین) کے بعد (بڑی عزت و منزلت اور قُرب قبول احدیت پر فائز) اصحابِ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور انہیں میں حضرت بتول، جگر پارہ رسول، خاتونِ جہاں، بانوے جہاں، سیدۃ النساء فاطمہ زہرا (شامل) اور اس دو جہاں کی آقازادی کے دونوں شہزادے، عرش (اعظم) کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخ سیادت (آسمانِ کرامت) کے مہ پارے، باغِ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول، امامین کریمین (ہادیانِ باکرامت و باصفا)، سعیدین شہیدین (نیک بخت و شہیدانِ جفا) تقیین نقیین (پاک دامن، پاک باطن) نیرین (قمرین، آفتاب رُخ وماہتاب رُو) طاہرین (پاک سیرت، پاکیزہ خو) ابو محمد (حضرت

---

[97] القرآن الکریم ۸۱/ ۱۹

[98] القرآن الکریم ۸۱/ ۲۰و۲۱

امام) حسن وابو عبداللہ (حضرت امام) حسین، اور تمام مادرانِ اُمت، بانوانِ رسالت (امہات المومنین) ازواج مطہرات) علی المصطفٰی و علیہم کلہم الصلوۃ والتحیۃ (ان صحابہ کرام کے زمرہ میں) داخل کہ صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالتِ اسلام میں اس چہرہ خدا نما (اور اس ذاتِ حق رسا) کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا۔ (مرد ہو خواہ عورت، بالغ ہو خواہ نابالغ) ان (اعلٰی درجاتِ والا مقامات) کی قدر و منزلت وہی خوب جانتا ہے جو سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے۔ (اس کا سینہ انوارِ عرفان سے منور اور آنکھیں جمال حق سے مشرف ہیں، حق پر چلتا، حق پر جیتا اور حق کے لیے مرتا ہے اور قبول حق اس کا وطیرہ ہے) آفتاب نیمروز (دوپہر کے چڑھتے سورج) سے روشن تر کہ محب (سچا چاہنے والا) جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو صحبتِ بد (برے ہم نشینوں اور بدکار رفیقوں) سے بچاتا ہے۔ (اور مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا مانتا ہے کہ) حق تعالٰی قادر مطلق (اور ہر ممکن اس کے تحت قدرت ہے) اور (یہ کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے محبوب و سید المحبوبین (تمام محبوبانِ بارگاہ کے سردار و سر کے تاج) کیا عقل سلیم (بشر طیکہ وہ سلیم ہو) تجویز کرتی (جائز و گوارہ رکھتی) ہے کہ ایسا قدیر (فعال لمّا یرید جو چاہے اور جیسا چاہے کرے) ایسے عظیم ذی وجاہت، جانِ محبوبی وکانِ عزت (کہ جو ہو گیا، جو ہوگا، اور جو ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پر ہوا۔ انہیں کی مرضی پر ہوگا اور انہیں کی مرضی پر ہو رہا ہے۔ ایسے محبوب ایسے مقبول) کے لیے خیار خلق کو) (کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام خلائق پر فائق ہوں۔ حضور کا صحابی) جلیس و انیس (ہم نشین و غمخوار) و یار و مددگار مقرر نہ فرمائے (نہیں ہرگز نہیں تو جب کہ مولائے قادر و قدیر جل جلالہ نے انہیں، ان کی یاری و مددگاری، رفاقت و صحبت کے لیے منتخب فرمالیا تو اب) جو ان میں سے کسی پر طعن کرتا ہے جناب باری تعالٰی کے کمال حکمت و تمام قدرت (پر الزام نقص و ناتمامی کا لگاتا ہے) یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی غایت محبوبیت (کمال شانِ محبوبی) و نہایت منزلت (وہ انتہائے عزت وجاہت اور ان مراتب رفیعہ اور مناصب جلیلہ) پر حرف رکھتا ہے۔ (جو انہیں بارگاہِ صمدیت میں حاصل ہیں تو یہ مولائے قدوس تعالٰی شانہ کی بارگاہ میں یا اس کے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخانہ زبان درازی و دریدہ دہنی ہے اور کھلی بغاوت) اسی لیے سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ اللہ فی اصحابی، لاتتخذوھم غرضًا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ط ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ط ومن اذاھم فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اذی اللہ ط ومن اذی اللہ فیوشك ان یاخذہ ط۔ خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں انہیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد جو انہیں دوست رکھتا ہے میری

محبت سے انہیں دوست رکھتا ہے، اور جوان کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے، جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالٰی اس کو گرفتار کرلے۔ (یعنی زندہ عذاب وبلا میں ڈال دے) رواہ الترمذی[99] وغیرہ۔

اب اے خارجیو، ناصبیو! (حضرت ختنین و امامین جلیلین سے خصوصًا اپنے سینوں میں بغض و کینہ رکھنے اور انہیں چنین و چناں کہنے والو!) کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے (مذکورہ بالا) اس ارشاد عام اور جناب باری تعالٰی نے آیۃ کریمہ "رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ"[100] سے (کہ اللہ تعالٰی ان سے یعنی ان کی اطاعت و اخلاص سے راضی اور وہ اس سے یعنی اس کے کرم و عطا سے راضی) جناب ذوالنورین (امیر المومنین حضرت عثمان غنی) و حضرت اسد اللہ غالب (امیر المومنین علی بن ابی طالب) و حضرات سبطین کریمین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین (کو مستثنٰی کردیا اور اس استثناء کو تمہارے کان میں پھونک دیا ہے) یا اے شیعو! اے رافضیو! ان احکام شاملہ سے (کہ سب صحابہ کو شامل ہیں اور جملہ صحابہ کرام ان میں داخل ہیں۔) خدا اور رسول (جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے (امیر المومنین خلیفۃ المسلمین) جناب فاروق اکبر (وامیر المومنین کامل الحیاءِ والایمان) حضرت مجہز جیش العسرۃ (فی رضی الرحمٰن عثمان بن عفّان) و جناب ام المومنین، محبوبہ سیّد العالمین (طیبہّ، طاہرہ، عفیفہ) عائشہ صدیقہ بنتِ صدیق و حضرات طلحہ و زبیر و معاویہ (کہ اوّل کے بارے میں ارشاد وارد کہ اے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا[101]۔ اور ثانی کے باب میں ارشاد فرمایا یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روزِ قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تمہارے چہرہ سے جہنم کی اُڑتی چنگاریاں دور کردوں گا[102]۔ امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں سَنَدُہ صحیح[103]۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ اور

[99] جامع الترمذی کتاب المناقب باب فی من سبّ اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدیث ۳۸۸۸ دار الفکر بیروت ۵/ ۴۶۳، مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن مغفل المزنی المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۵۴ و ۵۷

[100] القرآن الکریم ۹/ ۱۰۰

[101] کنز العمال حدیث ۳۶۷۳۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۳/ ۲۴۶ و ۲۴۷

[102] کنز العمال حدیث ۳۳۲۹۴ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/ ۶۸۳

[103] کنز العمال حدیث ۳۶۷۳۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۳/ ۲۴۷

حضرت امیر معاویہ تو اول ملوک اسلام اور سلطنتِ محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اسی کی طرف توراۃ مقدس میں اشارہ ہے کہ:

مولدہ بمّکۃ ومھاجرہ طیبۃ ومَلکہ بالشام۔

وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔

(تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی) وغیرھم رضوان اللہ تعالٰی علیہم الٰی یوم الدین کو خارج کردیا اور تمہارے کان میں (اللہ کے رسول نے چپ چاپ) کہہ دیا کہ اصحابی سے ہماری مراد اور آیت میں ضمیر ھم کے مصداق ان لوگوں کے سوا (اور دوسرے صحابہ) ہیں جو تم ان کے اے خوارج (اور اے روافض) دشمن ہوگئے۔ اور عیاذاً باللہ (انہیں) لعن طعن سے یاد کرنے لگے (اور شومئِ بخت سے) نہ یہ جانا کہ یہ دشمنی، درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے دشمنی ہے اور ان کی ایذاء حق تبارک وتعالٰی کی ایذاء (اور جہنم کا دائمی عذاب جس کی سزا، مگر اے اللہ! تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت اس پاک فرقہ اہل سنت وجماعت پر، جس نے تیرے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں اور گلستانِ صحبت کے گل چینوں کو (ہمیشہ ہمیش کسی استثناء کے بغیر) نگاہِ تعظیم واجلال (اور نظرِ تکریم وتوقیر) سے دیکھنا اپنا شعار ودثار (اپنی علامت ونشان) کرلیا اور سب کو چرخ ہدایت کے ستارے اور فلک عزت کے سیّارے جاننا، عقیدہ کرلیا کہ ہر ہر فرد بشر ان کا (بارونیکوکار) سرور عدول واخیار واتقیاء وابرار کا سردار (اور امت کے تمام عدل گستر، عدل پرور، نیکوکار، پرہیزگار اور صالح بندوں کے سر کا تاج ہے) تابعین سے لے کر تابقیامتِ امت کا کوئی ولی کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے، صاحبِ سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا، ہرگز ہرگز ان میں سے ادنٰی سے ادنٰی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا، اور ان میں ادنٰی کوئی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد صادق کے مطابق اوروں کا کوہِ اُحد کے برابر سونا ان کے نیم صاع (تقریباً دو کلو) جو کے برابر نہیں[104]۔ جو قُربِ خدا انہیں حاصل

---

[104] صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱۸، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تحریم سب الصحابۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۰، سنن ابن ماجۃ فضل اہلِ بدر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵، سنن ابی داود کتاب السنۃ باب فی النھی عن سب اصحاب رسول اللہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۸۴

دوسرے کو میسر نہیں۔اور جو درجات عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے۔(اہلسنت کے خواص تو خواص، عوام تک) ان سب کو بالاجمال (کہ کوئی فرد ان کا شمول سے نہ رہ جائے،ازاوّل تاآخر) پرلے درجے کا بّرو تقی (نیکوکار متقی) جانتے اور تفاصیل احوال (کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا،اس) پر نظر حرام مانتے (ہیں) جو فعل (ان حضرات صحابہ کرام میں سے) کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہوا جو نظر قاصر (ونگاہ کوتاہ بیں) میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرے (اور کسی کوتاہ نظر کو اس میں حرف زنی کی گنجائش ملے) اسے محمل حسن پر اتارتے ہیں۔(اور اسے ان کے خلوصِ قلب وحسن نیت پر محمول کرتے ہیں) اور اللہ کا سچا قول "رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ"[105]۔سُن کر آئینہ دل میں زنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے۔(اور تحقیق احوال واقعی کے نام کا میل کچیل،دل کے آئینے پر چڑھنے نہیں دیتے) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علیہ وسلم حکم فرما چکے۔

اذا ذکر اصحابی فامسکوا[106]۔جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔

(سُوءِ عقیدت و بدگمانی کو قریب نہ پھٹکنے دو، تحقیق حال وتفتیش مآل میں نہ پڑو) ناچار اپنے آقا کا فرمان عالی شان،اور یہ سخت وعیدیں،ہولناک تہدیدیں (ڈراوے اور دھمکیاں) سُن کر زبان بند کرلی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کرلیا۔(اور بلاچونُ و چرا) جان لیا کہ ان کے رُتبے ہماری عقل سے وراء ہیں پھر ہم اُن کے معاملات میں کیا دخل دیں ان میں جو مشاجرات (صورۃ نزاعات و اختلافات) واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش
رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند [107]

(تُو خاک نشین گدا گر ہے اے حافظ ! شور مت کر کہ اپنی سلطنت کے بھید بادشاہ جانتے ہیں)

(ع　　تیرا منہ ہے کہ تُو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں)

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں دوسرے کو بُرا کہنے لگیں، یا ان نزاعوں میں ایک فریق کو

---

[105] القرآن الکریم ۹/ ۱۰۰

[106] المعجم الکبیر حدیث ۱۴۲۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۹۶

[107] دیوانِ حافظ ردیف شین معجمہ سب رنگ کتاب گھر دہلی ص ۲۵۸

دنیا طلب ٹھہرائیں بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالح دین کے خواستگار تھے (اسلام و مسلمین کی سربُلندی ان کا نصب العین تھی پھر وہ مجتہد بھی تھے، تو) جس کے اجتہاد میں جو بات دینِ الٰہی و شرع رسالت پناہی جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے اصلح وانسب (زیادہ مصلحت آمیز اور احوالِ مسلمین سے مناسب تر) معلوم ہوئی، اختیار کی، گو اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی۔ لیکن وہ سب حق پر ہیں (اور سب واجب الاحترام) ان کا حال بعینہٖ ایسا ہے جیسا فروعِ مذہب میں (خود علمائے اہلسنت بلکہ ان کے مجتہدین مثلاً امام اعظم) ابو حنیفہ (امام) شافعی (وغیرہما) کے اختلافات نہ ہرگز ان منازعات کے سبب، ایک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا نہ ان کا دشمن ہو جانا (جس کی تائید مولیٰ علی کے اس قول سے ہوتی ہے کہ: **اخواننا بغوا علینا**[108]۔

یہ سب ہمارے بھائی ہیں کہ ہمارے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔

مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، خدا اور سول کی بارگاہوں میں معظم و معزز اور آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے ہیں **اصحابی کالنجوم**[109]۔

بالجملہ ارشاداتِ خدا اور رسول عزّ مجدہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے (اس پاک فرقہ اہل سنّت و جماعت نے اپنا عقیدہ اور) اتنا یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور عدل و ثقہ، تقی، نقی ابرار (خاصانِ پروردگار) ہیں۔ اور ان (مشاجرات ونزاعات کی) تفاصیل پر نظر گمراہ کرنے والی ہے، نظیر اس کی عصمتِ انبیاء علیہم الصلوۃ والثناء ہے کہ اہلِ حق (اہلِ اسلام، اہلسنت وجماعت) شاہراہِ عقیدت پر چل کر (منزل) مقصود کو پہنچے۔ اور ارباب (غوایت واہل) باطل تفصیلوں میں خوض (و ناحق غور) کر کے مغاک (ضلالت اور) بددینی (کی گمراہیوں) میں جا پڑے کہیں دیکھا "وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی ﴿۱۲۱﴾"[110]۔ (کہ اس میں عصیاں اور بظاہر تعمیل حکمِ ربانی سے روگردانی کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی جانب کی گئی ہے۔)

---

[108] السنن الکبرٰی کتاب قتال اھل البغی دار صادر بیروت ۸/ ۱۷۳

[109] کشف الخفاء حرف الھمزہ مع الصاد حدیث ۳۸۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۱۸

[110] القرآن الکریم ۲۰/ ۱۲۱

کہیں سنا "لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ "[111]۔ (جس سے ذنب یعنی گناہ و غفران ذنب یعنی بخشش گناہ کی نسبت کا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جنابِ والا کی جانب گمان ہوتا ہے)

کبھی موسٰی (علیہ السلام) و قطبی (قومِ فرعون) کا قصہ یاد آیا (کہ آپ نے قطبی کو آمادہ ظلم پا کر ایک گھونسا مارا اور وہ قطبی قعر گور میں پہنچا۔[112]

کبھی (حضرت) داؤد (علیہ الصلوۃ والسلام اور اُن کے ایک اُمتّی) اور یّاہ کا فسانہ سُن پایا (حالانکہ یہ الزام تھا یہود کا حضرت داؤد علیہ السلام پر، جسے انہوں نے خوب اُچھالا اور زبان زد عوام الناس ہوگیا۔ حتی کہ بربنائے شہرت، بلا تحقیق و تفتیش احوال بعض مفسرین نے اس واقعہ کو من و عن بیان فرمادیا، جب کہ امام رازی[113] فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ میری تحقیق میں سراسر باطل و لغو ہے۔

غرض بے عقل بے دینوں اور بے دین بد عقلوں نے یہ افسانہ سُن پایا تو لگے چوُن وچرا کرنے تسلیم و گردن نہادوں کے زینہ سے اُترنے پھر ناراضی خدا اور رسول کے سوا اور بھی کچھ پھل پایا؟ اور (اُلٹا) "خُضْتُمْ كَالَّذِیْ خَاضُوْا ؕ"[114] (اور تم بے ہودگی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے اور اتباع باطل میں ان کی راہ اختیار کی) نے "وَ لٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ۝"[115]۔ (مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اُترا) کا دن دکھایا "اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ"[116]۔ "اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۝"[117]۔

(مسلمان ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کبیرہ گناہوں سے مطلقًا اور گناہِ صغیرہ کے عمدًا ارتکاب، اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعثِ نفرت ہو اور مخلوق خدا ان کے باعث ان سے دُور بھاگے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت و مروت اور معززین کی شان و مرتبہ کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں)

---

[111] القرآن الکریم ۴۸/ ۲

[112] القرآن الکریم ۲۸/ ۱۵

[113] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۳۸/ ۲۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۶/ ۱۶۵

[114] القرآن الکریم ۹/ ۶۹

[115] القرآن الکریم ۳۹/ ۷۱

[116] القرآن الکریم ۶/ ۸۰

[117] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۰۷

اللّٰھم اثبات علی الھدٰی انك انت العلی الاعلیٰ۔

(اے اللہ ! ہم تجھ سے ہدایت پر ثابت قدمی مانگتے ہیں، بے شک تُو ہی بُلند و برتر ہے)

صحابہ کرام کے باب میں یاد رکھنا چاہیے کہ۔

(وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں، ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے احکام کے خلاف ہے۔

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں۔

(۱) "مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ" ۔

(۲) "الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا" [118] ۔

یعنی ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی۔ اور وہ ہر طرح ضعیف و درماندہ بھی تھے، انہوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید مجاہدے گوارا کرکے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر، بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا۔ یہ حضرات مہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین ہیں، ان کے مراتب کا کیا پوچھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ ایمان لائے، راہِ مولا میں خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہلِ ایمان نے اس اخلاص کا ثبوت جہاد مالی و قتالی سے دیا، جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرتِ تعداد اور جاہ و مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے، اجر اُن کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان سابقون اوّلون والوں کے درجہ کا نہیں۔

اسی لیے قرآن عظیم نے ان پہلوں کو ان پچھلوں پر تفضیل دی۔

اور پھر فرمایا: "كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى" [119] ۔

ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو، محروم کوئی نہ رہے گا۔

اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے:

---

[118] القرآن الکریم ۵۷/ ۱۰

[119] القرآن الکریم ۵۷/ ۱۰

"اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ" [120]۔
وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں۔
"لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا" [121] وہ جہنم کی بھنک تک نہ سُنیں گے۔
"وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ" [122]۔وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے۔
"لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ" [123]۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔
"تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ"۔فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔
"هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ" [124]۔یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔
اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہلِ اسلام کا کام نہیں۔
رب عزوجل نے اسی آیت حدید میں اس کا منہ بھی بند کردیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرمادیا۔
"وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ" [125]۔اور اللہ کو خُوب خبر ہے جو تم کروگے۔
بایں ہمہ اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ وہ تم سب سے جنت بے عذاب و کرامات و

[120] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۱
[121] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۲
[122] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۲
[123] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۳
[124] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۳
[125] القرآن الکریم ۵۷/ ۱۰

ثواب بے حساب کا وعدہ فرما چکا ہے۔

تو اب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے، کیا طعن کرنے والا، اللہ تعالٰی سے جُدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد جو کوئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھائے اور خود جہنم میں جائے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کُتوں میں سے ایک کُتا ہے[126]۔ (احکامِ شریعت وغیرہ)

تنبیہ ضروری: اہلِ سنت کا یہ عقیدہ کہ ونکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر[127]۔

یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے، انہیں صحابہ کرام کے حق میں جو ایمان و سنت و اسلام حقیقی پر تادمِ مرگ ثابت قدم رہے اور صحابہ کرام جمہور کے خلاف، اسلامی تعلیمات کے مقابل، اپنی خواہشات کے اتباع میں کوئی نئی راہ نہ نکالی اور وہ بدنصیب کہ اس سعادت سے محروم ہو کر اپنی دکان الگ جما بیٹھے اور اہل حق کے مقابل، قتال پر آمادہ ہوگئے۔ وہ ہرگز اس کا مصداق نہیں اس لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ جنگِ جمل و صفین میں جو مسلمان ایک دوسرے کے مقابل آئے ان کا حکم خطائے اجتہادی کا ہے، لیکن اہل نہروان جو مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کی تکفیر کرکے بغاوت پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فساق، فجار، طاغی و باغی تھے اور ایک نئے فرقہ کے ساعی و ساتھی جو خوارج کے نام سے موسوم ہوا اور اُمّت میں نئے فتنے اب تک اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں۔ (سراج العوارف وغیرہ)

عقیدہ سادسہ ۶ ____________ عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ

اب ان سب میں افضل و اعلٰی و اکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں، وہ دس صحابی جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرات خلفائے (۱تا۴) اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام،

[126] نسیم الریاض الباب الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۳/ ۴۳۰

[127] شرح عقائد النسفی دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۱۱۶

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح۔

ع دہ یار بہشتی اند قطعی بوبکر و عمر، عثمان و علی

سعد ست سعید و بوعبیدہ طلحہ ست وزبیر و عبدالرحمٰن

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین اور ان چار ارکان قصر ملت (ملّت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) و چار انہار باغ شریعت (اور گلستانِ شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص وفضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (ومتبادر ومفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔

بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے۔)

علی الخصوص شمع شبستان ولایت، بہار چمنستانِ معرفت، امام الواصلین، سیّد العارفین (واصلانِ حق کے امام، اہل معرفت کے پیش رو) خاتمِ خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت، مولی المسلمین، امیر المومنین ابوالائمۃ الطاہرین (پاک طینت، پاکیزہ خصلت، اماموں کے جدامجد طاہر مطہر، قاسم کوثر، اسد اللہ الغالب، مظہر العجائب والغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا و مولانا علی بن طالب کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم وحشرنا فی زمرتہ فی یوم عقیم کہ اس جناب گردوں قباب (جن کے قبہ کی کلس آسمان برابر ہے ان) کے مناقب جلیلہ (اوصافِ حمیدہ) ومحامد جمیلہ (خصائل حسنہ) جس کثرت وشہرت کے ساتھ (کثیر ومشہور، زبان زد عام وخواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

(پھر) حضرات شیخین، صاحبین صہرین (کہ ان کی صاحبزادیاں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں اور امہات المومنین، مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں کہلائیں) وزیرین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان پر ہیں جبرائیل ومیکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں ابوبکر و عمر[128] رضی اللہ تعالٰی عنہما) امیرین (کہ ہر دو امیر المومنین ہیں) مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مجلس شورٰی کے رکن اعظم) ضجیعین (ہم خوابہ اور دونوں اپنے آقا ومولٰی کے پہلو بہ پہلو آج بھی مصروفِ استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار وغمگسار) سیّدنا و مولٰنا عبداللہ العتیق

---

[128] کنز العمال حدیث ۳۲۶۶۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۶۳

ابوبکر صدیق و جناب حق مآب ابوحفص عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کی شانِ والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدااور رسولِ خدا جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بعد انبیاء و مرسلین وملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خداکے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک وتعالٰی سے جو قرب ونزدیکی اور بارگاہِ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت وسربُلندی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیبا نہیں،اور منازل جنت و مواہب۔بے منت (عہ) میں انہیں کے درجات سب پر عالی فضائل و فواضل (فضیلتوں اور خصوصی بخششوں) و حسنات طیبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں) میں انہیں کو تقدم و پیشی (یہی سب پر مقدم۔یہی پیش پیش ہمارے علماء وائمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادتِ کونین و شرافتِ دارین حاصل کی (ان کے خصائل تحریر میں لائے،ان کے محاسن کا ذکر فرمایا،ان کے اولیات و خصوصیات گنائے) ورنہ غیر متناہی (جو ہماری فہم وفراست کی رسائی سے ماورا ہو۔اس) کا شمار کس کے اختیار واللہ العظیم اگرہزاروں دفتران کے شرح فضائل (اور بسط فواضل) میں لکھے جائیں یکے ازہزار تحریر میں نہ آئیں ۔

وعلٰی تفنن واصفیه بحسنه یغنی الزمان وفیه مالم یوصف

(اوراس کے حسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہوگیااور اس میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیاجاسکتا)

مگر کثرتِ فضائل وشہرتِ فواضل (کثیر در کثیر فضلیتوں کا موجود اور پاکیزہ،وبرتر عزتوں مرحمتوں کا مشہور ہونا) چیزے دیگر (اور بات ہے)اور فضیلت و کرامات (سب سے افضل اور بارگاہِ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا۔)امرے آخر (ایک اور بات ہے اس سے جداو ممتاز) فضل اللہ تعالٰی کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطافرمائے۔

"قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ"[129]۔

اس کی کتاب کریم اور اس کا رسول عظیم علیہ وعلٰی آلہ الصلوۃ والتسلیم علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں۔حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے والد ماجد مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں:

عہ: مطبوعہ رسالہ میں وزاب بے منت مطبوع ہےاور حاشیہ پر تحریر کہ اصل میں ایسا ہے،فقیر نے اسے مواہب لکھاجب کہ منازل کا ہم قافیہ ہے مناہل یعنی چشمے اورانسب یہی ہے ۱۲محمد خلیل۔

[129] القرآن الکریم ۳ / ۷۳

کہ وہ فرماتے ہیں: کنت عند النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاقبل ابو بکر وعمر فقال یا علی ھٰذان سیّدا کھول اھل الجنۃ وشبابھا بعد النبیین والمرسلین[130]۔ (رواہ الترمذی، وابن ماجہ وعبداللہ بن الامام احمد)

میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابوبکر وعمر سامنے آئے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے، بعد انبیاء ومرسلین کے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے راوی، حضور کا ارشاد ہے:

ابوبکر و عمر خیر الاولین وا لاخرین وخیر اھل السمٰوٰت وخیر اھل الارضین الاالنبیین والمرسلین[131]۔ (رواہ الحاکم فی الکنٰی وابن عدی وخطیب)

ابوبکر وعمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔

خود حضرت مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے بار بار اپنی کرسی مملکت و سطوت (و دبدبہ) خلافت میں افضلیت مطلقہ شیخین کی تصریح فرمائی (اور صاف صاف واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں حضرات علی الاطلاق بلا قیدِ جہت و حیثیت تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشاد ان سے بتواتر ثابت ہوا کہ اسی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ (افضلیت شیخ کریمین) کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف واشگاف بہ کرات و مرات (بار بار موقع بہ موقع اپنی) جلوات و خلوات (عمومی محفلوں، خصوصی نشستوں) ومشاہد عامہ ومساجد جامعہ (عامۃ الناس کی

[130] مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۸۰، جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی بکر الصدیق حدیث ۳۶۸۵ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۷۶، سُنن ابن ماجہ فضل ابی بکر الصدیق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰

[131] کنز العمال بحوالہ الحاکم فی الکنٰی حدیث ۳۲۶۴۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۶۰، الصواعق المحرقہ بحوالہ الحاکم و ابن عدی و الخطیب الباب الثالث الفصل الثالث دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۱۱۹

مجلسوں اور جامع مسجدوں) میں ارشاد فرمایا دوسروں سے واقع نہیں ہوا۔

(ازاں جملہ وہ ارشاد گرامی کہ) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، حضرت محمد بن حنفیّہ صاحبزادہ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال قلت لابی ایّ الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم؟ قال ابو بکر قال قلت ثم من؟ قال عمر[132]۔

یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ابوبکر میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر۔

ابوعمر بن عبداللہ، حکم بن حجل سے اور دار قطنی اپنی سنن میں راوی، جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ تعالٰی فرماتے ہیں: لااجد احدًا فضلنی علٰی ابی بکر و عمر الا جلدته حد المفتری[133]۔

جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مُفتری (افتراء و بہتان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اسی ۸۰ کوڑے ہیں۔

ابوالقاسم طلحی کتاب السنّۃ میں جناب علقمہ سے راوی: بلغ علیًّا ان اقوامًا یفضّلونه علٰی ابی بکر و عمر فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیه ثم قال ایھا الناس! انه بلغنی ان اقواما یفضّلو نی علٰی ابی بکر و عمر ولو کنت تقدمت فیه لعاقبت فیه فمن سمعته بعد ھذا الیوم یقول ھذا فھو مفتر، علیه حد المفتری، ثم قال ان خیر ھٰذہ الامة بعد نبیھا صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ابو بکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعدہ قال وفی المجلس الحسن بن علی فقال واللہ لوسمی الثالث لسمّٰی عثمٰن[134]۔ یعنی جناب مولٰی علی کو خبر پہنچی کہ لوگ انہیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما پر تفضیل دیتے (اور حضرت مولٰی کو ان سے افضل بتاتے) ہیں۔ پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالٰی کی حمد و ثناء کی، پھر فرمایا اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے

[132] صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱۸

[133] الصواعق المحرقۃ بحوالہ الدارقطنی الباب الثالث دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۹۱

[134] ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء بحوالہ ابی القاسم مسند علی بن ابی طالب سہیل اکیڈمی ۱/ ۶۸

سُنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم (وتنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا تو وہ مفتری (بہتان باندھنے والا) ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے، پھر فرمایا بے شک بہتر اس امت کے بعد ان نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں پھر عمر، پھر خدا، خوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد، اور مجلس میں امام حسن (رضی اللہ عنہ) بھی جلوہ فرما تھے انہوں نے ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔

بالجملہ احادیثِ مرفوعہ واقوالِ حضرت مرتضوی واہلبیت نبوت اس بارے میں لاتعداد ولاتحصی (بے شمار ولاانتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل عـــہ میں کی۔ اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام) نے ان احادیث وآثار میں جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیخین کی صدہا تصریحیں (سیکڑوں صراحتیں) علی الاطلاق پائیں کہیں جہت وحیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو افضیلت (حاصل ہے) لہٰذا انہوں نے عقیدہ کرلیا کہ گو فضائل خاصہ وخصائص فاضلہ (مخصوص فضیلتیں اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولٰی (علی مشکل کُشا کرم اللہ تعالٰی وجہہ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل (اور بعطائے الٰہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل) جو حضرات شیخین (کریمین جلیلین) نے نہ پائے جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے (کہ امیرین وزیرین کو وہ خصائصِ غالیہ اور فضائل عالیہ، بارگاہ الٰہی سے مرحمت ہوئے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضل مطلق کُلّی (کسی جہت وحیثیت کا لحاظ کیے بغیر فضیلت مطلقہ کُلّیہ) جو کثرتِ ثواب وزیادتِ قُربِ ربّ الارباب سے عبارت ہے وہ انہیں کو عطا ہوا (اوروں کے نصیب میں نہ آیا)

(یعنی اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت ومنزلت جسے کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں وہ صرف حضرات شیخین نے پائی۔ اس سے مراد اجر وانعام کی کثرت وزیادت نہیں کہ بارہا مفضول کے لیے ہوتی ہے۔

حدیث میں ہمراہیانِ سیدّنا امام مہدی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت آیا کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ان میں کے پچاس کا یا ہم میں کے؟ فرمایا بلکہ تم میں کے تو اجر

عـــہ: اعلٰیحضرت قدس سرہ العزیز نے مسئلہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما پر نوے ۹۰ جز کے قریب ایک کتاب مسمّٰی بہ منتھی التفصیل لمبحث التفضیل لکھی پھر مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین میں اس کی تلخیص کی، غالبًا اس ارشاد گرامی میں اشارہ اسی کی طرف ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔ محمد خلیل القادری عفی عنہ)

ان کا زائد ہوا۔انعام و معاوضہ محنت انہیں زیادہ ملا مگر افضیلت میں وہ صحابہ کے ہمسر بھی نہیں ہو سکتے، زیادت در کنار، کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صحابیت،اس کی نظیر بلا تشبیہ یوں سمجھئے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا،اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیئے اور وزیر کو خالی پروانہ خوشنودی مزاج دیا تو انعام انہیں افسروں کو زیادہ ملا اور اجر و معاوضہ انہوں نے زیادہ پایا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیر اعظم کا اعزاز (بہار شریعت)

اور (یہ اہل سنت و جماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ محکمہ ہے کہ) اس عقیدہ کا خلاف اوّل تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں اور اگر بالفرض کہیں بوئے خلاف پائے بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی) ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور خود حضرت مولٰی (علی) واہلبیت کرام (صاحب البیت ادرٰی بما فیہ کے مصداق،اسرار خانہ سے مقابلۃً واقف تر) کیوں بلاتقیید (کسی جہت وحیثیت کی قید کے بغیر) انہیں افضل و خیر امت و سردار اوّلین و آخرین بتاتے،کیا آیہ کریمہ فقل "**فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ۝۶۱**" [135]۔(تو ان سے فرمادو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہارے عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں) و حدیث **صحیح من کنت مولاہ فعلی مولاہ**[136]۔(جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے) اور خبر **شدید الضعف وقوی الجرح** (نہایت درجہ ضعیف و قابل شدید جرح و تعدیل) **لحمك لحمی ودمك دمی**۔[137] (تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے)

---

[135] القرآن الکریم ۳/ ۶۱

[136] جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب علی رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۱۳،مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۸۴و۱۱۸و۱۱۹و۱۵۲،سنن ابن ماجہ فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲،المستدرك للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ من کنت مولاہ فعلیّ مولاہ دارالفکر بیروت ۳/ ۱۱۰،المعجم الکبیر حدیث ۳۰۴۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/ ۱۸۹،کنزالعمال حدیث ۳۲۹۰۴و ۳۲۹۴۶و۳۲۹۵۰و۳۲۹۵۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۶۰۲و۶۰۹و۶۱۰

[137] کنزالعمال حدیث ۳۲۹۳۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۶۰۷

بر تقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت و صحیح مان لی جائے) وغیر ذٰلک (احادیث و اخبار) سے انہیں آگاہی نہ تھی۔ (ہوش و حواس، علم و شعور اور فہم و فراست میں یگانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرارِ درون خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں عمریں گزار دیں) یا (انہیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ (ان واضح الدلالۃ الفاظ) کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت و شرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے۔) یا سمجھے۔ (حقیقت حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفضیل شیخین کا خلاف پایا (مگر خاموش رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھا زبان پر اس کا خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ یہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تقیہ ملعونہ کی تہمت تراشی ہے) تو (اب ہم) کیونکر خلاف سمجھ لیں (کسے کہہ دیں کہ ان کے دل میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تصریحات بیّنہ و قاطع الدلالۃ) (روشن صراحتوں قطعی دلالتوں) وغیر محتملۃ الخلاف کو (جن میں کسی خلاف کا احتمال نہیں کوئی ہیر پھیر نہیں) کیسے پس پشت ڈال دیں الحمدللہ رب العلمین کہ حق تبارک وتعالیٰ نے فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف (انصاف پسند ذی ہوش) کے لیے اس میں کفایت (اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی و ہدایت کے لیے کافی) اور متعصب کو (کہ آتش غلو میں سُلگتا اور ضد و نفسانیت کی راہ چلتا ہے) اس میں غیظ بے نہایت ("قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ"[138]۔ انہیں آتشِ غضب میں جلنا مبارک) (ہم مسلمانانِ اہلسنت کے نزدیک، حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی محبتِ علی مرتضٰی ہے اور اس کا بھی (یہی تقاضا) یہی مقتضٰی ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور اسی کروڑوں کے استحقاق سے بچئے (والعیاذ باللہ)

اللہ! اللہ وہ امام الصدیقین، اکمل اولیاء العارفین سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا حالانکہ جان کا رکھنا سب سے زیادہ اہم فرض ہے۔ اگر بوجہ ظلم عدو مکابر وغیرہ نماز پڑھنے میں معاذ اللہ ہلاک جان کا یقین ہو تو اس وقت ترک نماز کی اجازت ہوگی۔

یہی تعظیم و محبت و جاں نثاری و پروانہ واریِ شمع رسالت علیہ الصلوۃ والتحیۃ ہے جس نے صدیق اکبر کو بعد انبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہان پر تفوق بخشا اور ان کے بعد تمام عالم، تمام خلق، تمام اولیاء تمام عرفاء سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم کردیا۔

وہ صدیق جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ابوبکر کو کثرتِ صوم و صلوۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی

[138] القرآن الکریم ۱۱۹/۳

بلکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راسخ و متمکن ہے[139]۔

وہ صدیق جس کی نسبت ارشاد ہوا اگر ابو بکر کا ایمان میری تمام اُمت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان غالب آئے[140]۔

وہ صدیق کہ خود اُن کے مولائے اکرم و آقائے اعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کسی کا ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں ہے جس کا ہم نے عوض نہ کردیا ہو سوا ابو بکر کے، کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک ہے جس کا بدلہ اللہ تعالٰی انہیں روز قیامت دے گا[141]۔

وہ صدیق جس کی افضیلت مطلقہ پر قرآنِ کریم کی شہادت ناطقہ ہے کہ فرمایا: "اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ط"[142]۔ تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اتقی ہے۔

اور دوسری آیۃ کریمہ میں صاف فرمادیا۔ "وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ لا"[143]۔ قریب ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ اتقٰی۔

بشہادت آیت اُولی ان آیات کریمہ سے وہی مراد ہے جو افضل و اکرم امتِ مرحومہ ہے، اور وہ نہیں مگر اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر، اور تفضیلیہ و روافض کے نزدیک یہاں امیر المومنین مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

مگر اللہ عزوجل کے لیے حمد کہ اس نے کسی کی تلبیس و تدلیس اور حق و باطل میں آمیزس و آویزش کو جگہ نہ چھوڑی، آیۃ کریمہ نے ایسے وصفِ خاص سے اتقٰی کی تعیین فرمادی جو حضرت صدیق اکبر کے سوا کسی پر صادق آہی نہیں سکتا۔

فرماتا ہے: "وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾ لا"[144]۔ اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

---

[139] کشف الخفا حدیث ۲۲۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۱۷۰

[140] تاریخ الخلفاء فصل فیما ورد من کلام الصحابۃ الخ دار صادر بیروت ص ۷۸، شعب الایمان حدیث ۳۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۶۹

[141] جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۰۷

[142] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۳

[143] القرآن الکریم ۹۲/ ۱۷

[144] القرآن الکریم ۹۲/ ۱۹

اور دنیا جانتی مانتی ہے کہ وہ صرف صدیقِ اکبر ہی ہیں جن کی طرف سے ہمیشہ بندگی وغلامی وخدمت و نیاز مندی اور مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے براہِ بندہ نوازی قبول و پذیرائی کا برتاؤ رہا یہاں تک کہ خود ارشاد فرمایا کہ: بے شک تمام آدمیوں میں اپنی جان ومال سے کسی نے ایسا سلوک نہیں کیا جیسا ابو بکر نے کیا[145]۔

جب کہ مولٰی علی نے مولائے کل، سیّد الرسل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کنارِ اقدس میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا، اور جو کچھ پایا بظاہر حالات یہیں سے پایا، تو آیۃ کریمہ "وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ۙ۝۱۹"[146]۔

(اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے) سے مولا علی قطعًا مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین صدیقِ اکبر ہی مقصود ہیں، اور اسی پر اجماعِ مفسرین موجود۔

وہ صدیق جنہیں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرضیتِ حج کے بعد پہلے ہی سال میں امیر الحجاج مقرر فرمایا اور انہیں کو اپنے سامنے اپنے مرض المرت شریف میں اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔

حضرت مولی علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کا ارشاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد جب ہم نے غور کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے) کہ نماز تو اسلام کا رُکن ہے اور اسی پر دین کا قیام ہے اس لیے ہم نے امورِ خلافت کی انجام دہی کے لیے بھی اس پر رضامندی ظاہر کردی، جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تھا، اور اسی لیے ہم نے ابو بکر کی بیعت کرلی[147]۔

اور فاروق اعظم تو فاروق اعظم ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ، وہ فاروق جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ:

اللّٰھمّ اعزّ الاسلام بعمر بن خطّاب خاصّة[148]۔ الٰہی! اسلام کی خاص عمر بن خطاب کے اسلام سے عزتیں بڑھا۔

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عزتیں اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین سے دفع ہوئیں مخالف موافق سب پر روشن و مبینؔ، ولہٰذا سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ

---

[145] جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۰۷

[146] القرآن الکریم ۹۲/ ۱۹

[147] الصواعق المحرقۃ الباب الاول الفصل الرابع دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۴۳

[148] سنن ابن ماجہ فضل عمر رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱، المستدرك للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دار الفکر بیروت ۳/ ۸۳

فرماتے ہیں کہ:

مازلنا اعزۃ منذ اسلم[149]۔ (بخاری) ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔

وہ فاروق جن کے حق میں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا[150]۔ (رضی اللہ عنہ)

یعنی آپ کی فطرت اتنی کاملہ تھی کہ اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو محض فضلِ الٰہی سے وہ نبی ہو سکتے تھے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں)

وہ فاروق جن کے بارے میں ارشادِ محبوب رب العالمین موجود کہ: عمر کہیں ہو حق اس کی رفاقت میں رہے گا[151]۔

وہ فاروق جن کے لیے صحابہ کرام کا اجماع کہ عمر علم کے نو حصے لے گئے[152]۔جب کہ ابوبکر صدیق صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

وہ فاروق کہ جس راہ سے وہ گزر جائیں شیاطین کے دل دہل جائیں[153]۔

وہ فاروق کہ جب وہ اسلام لائے ملاءِ اعلیٰ کے فرشتوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں تہنیت و مبارکبادیوں کی ڈالیاں نذرانے میں پیش کیں[154]۔

وہ فاروق کہ ان کے روزِ اسلام سے اسلام ہمیشہ عزتیں اور سربُلندیاں ہی پاتا گیا۔ان کا اسلام فتح تھا ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اور جب ثابت ہوگیا کہ قربِ الٰہی (معرفت و کثرت ثواب میں) شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مزیت و

---

[149] صحیح البخاری کتاب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۰

[150] جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۰۹، المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دار الفکر بیروت ۳/ ۸۳

[151] کنز العمال حدیث ۳۲۷۱۵ و ۳۲۷۳۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۷۳ و ۵۷۷

[152] تاریخ الخلفاء ذکر عمر بن الخطاب فصل فی اقوال الصحابۃ فیہ دار ابن حزم بیروت ص ۹۸

[153] صحیح البخاری مناقب عمر فاروق رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۰

[154] کنز العمال حدیث ۳۲۷۳۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۷۷

تفوّق (زیادت وفوقیت) ہے تو ولایت (خاصہ جو کہ ایک قُربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطافرماتا ہے یہ) بھی انہیں کی اعلیٰ ہوئی (اور ولایت شیخین، جملہ اکابر اولیاء کی ولایت سے بالا)

(ہاں) مگر ایک درجہ قُربِ الٰہی جل جلالہ ورزقنااللہ کا (ضروری اللحاظ اور خصوصاً حضرات علماء وفضلاء اُمّت کی توجہ کا مستحق ہے اور وہ یہ ہے کہ مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا، اور جانبِ کمالاتِ ولایت حضرت مولا علی مشکل کشا کو تو جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی، انہیں کے دستِ نگر تھے، انہیں کے دستِ نگر ہیں اور انہیں کے دستِ نگر رہیں گے)

پر ظاہر ہے کہ سیر الی اللہ میں تو سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں "لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ "[155]۔ (ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے) کی طرح لانفرق بین احدٍ من اولیاءہ (ہم اس کے دوستوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے) کہا جاتا ہے (یعنی تمام اولیاء اللہ اصل طریقِ ولایت یعنی سیر الی اللہ میں برابر ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر سبقت وفضیلت کا قول باعتبار سیر فی اللہ کیا جاتا ہے کہ جب سالک عالم لاہوت پر پہنچا۔ سیر و سلوک تمام ہوا، یعنی سیر الی اللہ سے فراغت کے بعد سیر فی اللہ ہوتی ہے اور اس کی نہایت وحد نہیں) جب (عالم لاہوت پر پہنچ کر) ماسوائے الٰہی آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اس کے لیے انتہا نہیں اور یہیں تفاوت قُرب (بارگاہِ الٰہی میں عزت و منزلت اور کثرتِ ثواب میں فرق) جلوہ گر ہوتا ہے جس کی سیر فی اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک، پھر بعضے بڑھتے چلے جاتے ہیں (اور جذبِ الٰہی انہیں اپنی جانب کھینچتا رہتا ہے ان کی یہ سیر کبھی ختم نہیں ہوتی) اور بعض کو دعوتِ خلق (ورہنمائی مخلوق الٰہی) کے لیے منزل ناسوتی عطا فرماتے ہیں (جسے عالم شہادت وعالم خلق وعالم جسمانی وغیرہ بھی کہتے ہیں۔ اور اس منزل میں تعلق مع اللہ کے ساتھ ان میں خلائق سے علاقہ پیدا کردیا جاتا ہے اور وہ خلق خدا کی ہدایت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں) ان سے طریقہ خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے مگر یہ معنی اسے مستلزم نہیں (اور اس سے یہ لازم نہیں آتا) ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے۔ (اور یہ دعوت خلق ورہنمائی مخلوق کے باعث

---

[155] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۵

بارگاہِ الٰہی میں ان سے سوا عزت و منزلت اور ثواب میں کثرت پاجائیں)

ہاں یہ ایک فضل جداگانہ ہے کہ انہیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا تو یہ کیا؟(اور اسی کی تخصیص کیسی؟)اس کے سوا صدہا خصائص حضرت مولیٰ کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے۔ مگر (بارگاہِ الٰہی میں) قرب و رفعتِ درجات میں اُنہیں کو افزونی رہی (انہیں کو مزیّت ملی اور انہیں کے قدم پیش پیش رہے) ورنہ کیا وجہ ہے کہ ارشاداتِ مذکورہ بالا میں انہیں ان سے افضل و بہتر کہا جاتا ہے (اور وہ بھی علی الاطلاق کسی جہت وحیثیت کی قید کے بغیر) اور ان (یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الاسنٰی) کی افضلیت (اور ان کی ان حضرات پر تفضیل) کا بہ تاکید اکید (مؤکد در مؤکد) انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ادنٰی ولی، اعلیٰ ولی سے افضل نہیں ہوسکتا ہے، آخر دیکھئے حضرت امیر (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم) کے خلفائے کرام میں حضرت سبط اصغر (سیّدنا امام حسین) و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزل ناسوتی ملا اور حضرت سبط اکبر (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ قربِ ولایت امام مجتبیٰ (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ولایت و قرب خواجہ (حسن بصری) سے بالیقین اتم واعلیٰ (برتر و بالا) اور ظاہر احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلگلوں قبا (شہیدِ کرب وبلا) پر بھی ان کا فضل ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عقیدہ سابعہ ـــــــــــــــــــــ مشاجرات صحابہ کرام

حضرت مرتضوی (امیر المومنین سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنہوں نے مشاجرات و منازعات کیے۔(اور اس حق مآب صائب الرائے کی رائے سے مختلف ہوئے، اور ان اختلافات کے باعث ان میں جو واقعات رُونما ہوئے کہ ایک دوسرے کے مدِ مقابل آئے مثلاً جنگ جمل میں حضرت طلحہ وزبیر و صدیقہ عائشہ اور جنگِ صفین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولیٰ علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ہم اہلسنت ان میں حق، جانب جناب مولیٰ علی (مانتے) اور ان سب کو مورد لغزش) بر غلط و خطا اور حضرت اسد اللّٰہی کو بدرجہا ان سے اکمل واعلیٰ جانتے ہیں مگر بایں ہمہ بلحاظ احادیث مذکورہ (کہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں مروی ہیں) زبان طعن و تشنیع ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انہیں ان کے مراتب پر جو ان کے لیے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے۔ اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں، اور ان کے اختلافات

کو ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔ تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنٰی صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چہ جائیکہ اُمّ المومنین صدیقہ (عائشہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالٰی عنہا کی جناب رفیع اور بارگاہِ وقیع) میں طعن کریں، حاش! یہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ اللہ تعالٰی ان کی تطہیر و بریت (پاکدامنی و عفت اور منافقین کی بہتان تراشی سے براءت) میں آیات نازل فرمائے اور ان پر تہمت دھرنے والوں کو وعیدیں "عَذَابٌ اَلِیْمٌ" کی سنائے[156]۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہیں اپنی سب ازواج مطہرات میں زیادہ چاہیں، جہاں منہ رکھ کر عائشہ صدیقہ پانی پئیں حضور اُسی جگہ اپنا لبِ اقدس رکھ کر وہیں سے پانی پئیں، یوں تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سب ازواج (مطہرات، طیبّات طاہرات) دنیا و آخرت میں حضور ہی کی بیبیاں ہیں مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ یہ حضور کی بی بی ہیں دنیا و آخرت میں حضرت خیر النساء یعنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کو حکم ہوا ہے کہ فاطمہ! تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ کہ میں اسے چاہتا ہوں۔ (چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ سے فرمایا)

اَیْ بنیۃ! الست تحبّین ما احب؟ فقالت بلٰی قال فاحبّی ھٰذہ[157]۔

پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی؟ عرض کیا: بالکل یہی درست ہے (جسے آپ چاہیں میں ضرور اسے چاہوں گی) فرمایا تب تو بھی عائشہ سے محبت رکھا کر)

سوال ہوا سب آدمیوں میں حضور کو کون محبوب ہیں؟ جواب عطا ہوا: عائشہ[158]۔

نوٹ: بریلی شریف سے شائع ہونے والے رسالہ میں مذکور کہ یہاں اصل میں بہت بیاض ہے، درمیان میں کچھ ناتمام سطریں ہیں مناسبت مقام سے جو کچھ فہم قاصر میں آیا بنادیا ۱۲۔ اس فقیر نے ان اضافوں کو اصل عبارت سے ملا کر قوسین میں محدود کردیا ہے تاکہ اصل و اضافہ میں امتیاز رہے اور ناظرین کو اس کا مطالعہ سہل ہو۔ اس میں غلطی ہو تو فقیر کی جانب منسوب کیا جائے۔ (محمد خلیل عفی عنہ)

---

[156] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۹

[157] صحیح مسلم کتاب الفضائل فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا قدیمی کتب خانہ ۲/ ۲۸۵

[158] صحیح البخاری ابواب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ ۱/ ۵۱۷، صحیح مسلم باب فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ ۲/ ۲۷۳، مسند احمد بن حنبل عن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۰۳

(وہ عائشہ صدیقہ بنت الصدیق، اُمّ المومنین، جن کا محبوبہ رب العالمین ہونا آفتاب نیم روز سے روشن تر، وہ صدیقہ جن کی تصویر بہشتی حریر میں رُوح القدس خدمتِ اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر لائیں۔ وہ ام المومنین کہ جبرئیل امین باآں فضل مبین انہیں سلام کریں اور ان کے کاشانہ عزت و طہارت میں بے اذن لیے حاضر نہ ہوسکیں، وہ صدیقہ کہ اللہ عزوجل وحی نہ بھیجے ان کے سوا کسی کے لحاف میں۔ وہ ام المومنین کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اگر سفر میں بے ان کے تشریف لے جائیں ان کی یاد میں **واعروساہ**[159]۔ فرمائیں۔

وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق علیہ الصلوۃ والسلام کی براءت و پاکدامنی کی شہادت اہلِ زلیخا سے ایک بچہ ادا کرے بتول مریم کی تطہیر و عفت مآبی، روح اللہ کلمۃ اللہ فرمائیں، مگر ان کی براءت، پاک طینتی، پاک دامنی و طہارت کی گواہی میں قرآن کریم کی آیاتِ کریمہ نزول فرمائیں۔ وہ ام المومنین کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ کوزے میں کس جگہ لب مبارک رکھ کر پانی پیا ہے حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے لب ہائے مبارک وخدا پسند وہیں رکھ کر پانی نوش فرمائیں۔ صلی اللہ **تعالٰی علیہ وعلیہا وعلٰی ابیہا وبارك وسلم۔**

آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر کوئی اس کی ماں کی توہین کرے اس پر بہتان اٹھائے یا اسے بُرا بھلا کہے تو اس کا کیسا دشمن ہوجائے گا اس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اُتر آئے گا، اور مسلمانوں کی مائیں یوں بے قدر ہوں کہ کلمہ پڑھ کر ان پر طعن کریں تہمت دھریں اور مسلمان کے مسلمان بنے رہیں۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

اور زبیر وطلحہ ان سے بھی افضل کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ وہ (یعنی زبیر بن العوام) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور حواری (جاں باز، معاون ومددگار) اور یہ (یعنی طلحہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چہرے انور کے لیے سپر، وقت جاں نثاری (جیسے ایک جاں نثار نڈر سپاہی و سرفروش محافظ)

رہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ تو اُن کا درجہ ان سب کے بعد ہے۔

اور حضرت مولٰی علی (مرتضی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنی) کے مقام رفیع (مراتب بُلند وبالا) وشانِ منیع (عظمت و منزلتِ محکم واعلا) تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن ہزاروں ہزار رہوار برق کردار (ایسے کشادہ فراخ قدم گھوڑے جیسے بجلی کا کوندا) صبا رفتار (ہوا سے بات کرنے والے، تیز رو،

---

[159] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۲۴۸/۶

تیز گام) تھک رہیں اور قطع (مسافت) نہ کر سکیں۔

مگر فضلِ صحبت (وشرفِ صحابیت وفضل) وشرف سعادت خدائی دین ہے۔ (جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کر سکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین تنقیص کیسے گوارا رکھیں اور کیسے سمجھ لیں کہ مولٰی علی کے مقابلے میں انہوں نے جو کچھ کیا بربنائے نفسانیت تھا۔ صاحب ایمان مسلمان کے خواب وخیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔

ہاں ایک بات کہتے ہیں اور ایمان لگتی کہتے ہیں کہ) ہم تو بحمد اللہ سرکار اہلبیت (کرام) کے غلامانِ خان زاد ہیں (اور موروثی خدمت گار، خدمت گزار) ہمیں (امیر) معاویہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے کیا رشتہ خدانخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری (اور امرِ حق مین ان کی حمایت وپاسداری) اور ان (حضرت امیر معاویہ) کا (خصوصًا) الزام بدگویاں (اور دریدہ دہنوں، بدزبانوں کی تہمتوں سے بری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط (اکبر، حسن) مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حسبِ بشارت اپنے جدّ امجد سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد اختتامِ مدت (خلافت راشدہ کہ منہاج نبوت پر تیس سال رہی اور سیدنا امام حسن مجتبی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے چھ ماہ مدتِ خلافت پر ختم ہوئی) عین معرکہ جنگ میں ایک فوج جرار کی ہمراہی کے باوجود) ہتھیار رکھ دیے (بالقصد والاختیار) اور ملک (اور امور مسلمین کا انتظام وانصرام) امیر معاویہ کو سپرد کردیا (اور ان کے ہاتھ پر بیعت اطاعت فرمالی) اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ العیاذ باللہ کافر یا فاسق تھے یا ظالم جائر تھے یا غاصب جابر تھے۔ (ظلم وجور پر کمربستہ) تو الزام امام حسن پر آتا ہے کہ انہوں نے کاروبار مسلمین و انتظام شرع ودین باختیارِ خود (بلاجبر واکراہ بلاضرورت شرعیہ، باوجود مقدرت) ایسے شخص کو تفویض فرمادیا (اور اس کی تحویل میں دے دیا) اور خیر خواہی اسلام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا (اس سے ہاتھ اٹھالیا) اگر مدت خلافت ختم ہوچکی تھی اور آپ (خود) بادشاہت منظور نہیں فرماتے تھے) تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قابلیت نظم ونسق دین نہ رکھتا تھا جو انہیں کو اختیار کیا۔ اور انہیں کے ہاتھ پر بیعتِ اطاعت کرلی) حاش للہ بلکہ یہ بات خود رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی پیش گوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا کما فی صحیح البخاری (جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) صادق ومصدوق صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت فرمایا۔ ان ابنی ھذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظمتین من المسلمین[160]۔

---

[160] صحیح البخاری کتاب الصلح باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم للحسن الخ و مناقب الحسن و الحسین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۷۳ و ۵۳۰

(میرا یہ بیٹا سید ہے، سیادت کا علمبردار) میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرادے۔

آیہ کریمہ کا ارشاد ہے: "وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ"[161]۔

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے۔

جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبعیتوں میں جو کدورت وکشیدگی تھی اسے رفق والفت سے بدل دیا اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر مودت و محبت۔

اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ میں اور عثمان اور طلحہ وزبیر ان میں سے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نزعنا الایۃ۔

حضرت مولیٰ علی کے اس ارشاد کے بعد بھی ان پر الزام دینا عقل وخرد سے جنگ ہے، مولیٰ علی سے جنگ ہے،اور خدا اور رسول سے جنگ ہے۔والعیاذ باللہ۔

جب کہ تاریخ کے اوراق شاہد عادل ہیں کہ حضرت زبیر کو جونہی اپنی غلطی کا احساس ہوا انہوں نے فوراً جنگ سے کنارہ کشی کرلی۔

اور حضرت طلحہ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے حضرت مولیٰ علی سے بیعت اطاعت کرلی تھی۔

اور تاریخ سے ان واقعات کو کون چھپل سکتا ہے کہ جنگ جمل ختم ہونے کے بعد حضرت مولیٰ علی مرتضی نے حضرت عائشہ کے برادر معظم محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ کو خدانخواستہ کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا۔بلکہ بعجلت تمام خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا۔آپ کا مزاج کیسا ہے؟

انہوں نے جواب دیا الحمدللہ اچھی ہوں۔

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اور تمہاری بھی۔

پھر مقتولین کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہو کر حضرت مولیٰ علی نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی واپسی کا انتظام کیا اور پورے اعزاز واکرام کے ساتھ محمد بن ابی بکر کی نگرانی میں چالیس معزز عورتوں کے جھرمٹ میں ان کو

---

[161] القرآن الکریم ۷/ ۴۳

جانب حجاز رخصت کیا۔ خود حضرت علی نے دور تک مشایعت کی، ہمراہ رہے، امام حسن میلوں تک ساتھ گئے۔ چلتے وقت حضرت صدیقہ نے مجمع میں اقرار فرمایا کہ مجھ کو علی سے نہ کسی قسم کی کدورت پہلے تھی اور نہ اب ہے۔ ہاں ساس، داماد (یا دیور، بھاوج) میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے اس سے مجھے انکار نہیں۔

حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد فرمایا لوگو! حضرت عائشہ سچ کہہ رہی ہیں خدا کی قسم مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہر حال خواہ کچھ ہو یہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زوجہ ہیں (اور ام المومنین)۔

اللہ اللہ! ان یارانِ پیکر صدق و صفا میں باہمی یہ رفق و مودت اور عزت و اکرام اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ تعظیم و احترام، اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایت علی کا یہ عالم کہ ان پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شعار بنائیں اور ان سے کدورت و دشمنی کو مولٰی علی سے محبت و عقیدت ٹھہرائیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمانانِ اہلسنت اپنا ایمان تازہ کرلیں اور سن رکھیں کہ اگر صحابہ کرام کے دلوں میں کھوٹ، نیتوں میں فتور اور معاملات میں فتنہ و فساد ہو تو رضی اللہ عنھم کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔

صحابہ کرام کے عنداللہ مرضی و پسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ مولائے کریم ان کے ظاہر و باطن سے راضی، ان کی نیتوں اور مافی الضمیر سے خوش ہے، اور ان کے اخلاق و اعمال بارگاہِ عزت میں پسندیدہ ہیں۔ اسی لیے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ"[162] الایۃ۔ یعنی اللہ تعالٰی نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اوار نافرمانی تمھیں ناگوار کر دیئے اب جو کوئی اس کے خلاف کہے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت برباد۔ والعیاذ باللہ۔

عقیدۂ ثامنہ ۸ ______ امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیابتِ مطلقہ کو امامتِ کُبرٰی اور اس منصبِ عظیم پر فائز

---

[162] القرآن الکریم ۴۹/ ۷

ہونے والے کو امام کہتے ہیں۔
امام المسلمین حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھتا ہے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔
اس امام کے لیے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے، ہاشمی علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں، ان کا شرط کرنا روافض کا مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق امرائے مومنین، خلفائے ثلٰثہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہم کو خلافتِ رسول سے جدا کردیں۔ حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا اجماع ہے۔ مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضرات حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں۔ اور علویت کی شرط نے تو مولٰی علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کردیا۔ مولا علی کیسے علوی ہوسکتے ہیں۔ رہی عصمت تو یہ انبیاء وملائکہ کا خاصہ ہے امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔ (بہارِ شریعت)
ہم مسلمانان اہلسنت و جماعت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد (خلافت و امامتِ صدیق اکبر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) بالقطع التحقیق (قطعًا، یقینًا، تحقیقًا) حقّہ راشدہ ہے (ثابت و درست، رُشد و ہدایت پر مبنی) نہ غاصبہ جائرہ (کہ غصب یا جور و جبر سے حاصل کی گئی) رحمت و رافت (مہربانی و شفقت) حسنِ سیادت (بہتر ولائق تر امارت) ولحاظِ مصلحت (تمام مصلحتوں سے ملحوظ) و حمایتِ ملّت (شریعت کی حمایتوں سے معمور) و پناہ اُمت سے مزین (آراستہ و پیراستہ) اور عدل و داد (انصاف و برابری) و صدق و سداد (راستی و درستی) ورشد و ارشاد (راست روی و حق نمائی) و قطع فساد و قمع اہل ارتداد (مرتدین کی بیخ کنی) سے محلّٰی (سنواری ہوئی) اوّل تلویحات و تصریحات روشن و صریح ارشادات) سیّد الکائنات علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوات والتحیات اس بارے میں بہ کثرت وارد۔
دوسرے خلافت اس جناب تقوٰی مآب کی باجماعِ صحابہ واقع ہوئی، (اور آپ کا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد تختِ خلافت پر جلوس فرمانا فرامین واحکام جاری کرنا، ممالک اسلامیہ کا نظم و نسق سنبھالنا، اور تمام امور مملکت ورزم وبزم کی باگیں اپنے دستِ حق پرست میں لینا وہ تاریخی واقعہ مشہور و متواتر اظہر من الشّمس ہے، جس سے دنیا میں موافق مخالف حتّٰی کہ نصارٰی و یہود و مجوس و ہنود کسی کو انکار نہیں۔ اور ان محبانِ خدا و نوابانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابدًا ابدًا سے شیعانِ علی

کو زیادہ عداوت کا منشی یہی ہے کہ ان کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت مولٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنٰی میں منحصر تھا۔
جب بحکم الٰہی خلافتِ راشدہ، اوّل ان تین سرداران مومنین کو پہنچی روافض نے انہیں معاذ اللہ مولٰی علی کا حق چھیننے والا اور ان کی خلافت وامامت کو غاصبہ جائرہ ٹھہرایا۔
اتنا ہی نہیں بلکہ تقیہ شقیہ کی تہمت کی بدولت حضرت اسد اللہ غالب کو عیاذًا باللہ سخت نامرد و بُزدل وتارک حق و مطیع باطل ٹھہرایا۔ع
دوستی بے خرداں دشمنی ست
(بے عقلوں کی دوستی دشمنی ہوتی ہے)
(الغرض آپ کی امامت وخلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے) اور باطل پر اجماع امّت (خصوصًا اصحابِ حضرت رسالت علیہ وعلیہم الصلوۃ والتحیۃ کا) ممکن نہیں۔ (اور مان لیا جائے تو غصب و ظلم پر اتفاق سے عیاذًا باللہ سب فساق ہوئے، اور یہی لوگ حاملانِ قرآن مبین وراویانِ دین متین ہیں، جو انہیں فاسق بتائے اپنے لیے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے، اسی طرح ان کے بعد خلافتِ فاروق، پھر امامتِ ذی النورین، پھر جلوہ فرمائی ابوالحسنین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

عقیدہ تاسعہ ۹ ______ ضروریاتِ دین

نصوصِ قرآنیہ (اپنی مراد پر واضح آیاتِ فرقانیہ) واحادیثِ مشہورہ متواترہ (شہرت اور تواتر سے مؤیّد) واجماعِ امت مرحومہ مبارکہ (کہ یہ قصرِ شریعت کے اساسی ستون ہیں اور شبہات و تاویلات سے پاک، ان میں سے ہر دلیل قطعی، یقینی واجب الاذعان والثبوت، ان) سے جو کچھ دربارہ الوہیت (ذات و صفاتِ باری تعالٰی) ورسالت (ونبوت انبیاء و مرسلین وحی رب العلمین) (وکتب سماوی، وملائکہ و جن وبعث و حشر و نشر و قیامِ قیامت، قضاء و قدر) وماکان ومایکون (جملہ ضروریاتِ دین) ثابت (اور ان دلائل قطعیہ سے مدلل ان براہین واضحہ سے مبرہن) سب حق ہیں اور ہم سب پر ایمان لائے جنت اور اسکے جانفزا احوال (کہ لاعین رأت ولا اُذن سمعت ولا خطر ببال احدٍ[163]۔ وہ عظیم نعمتیں

---

[163] صحیح البخاری کتاب التفسیر تحت آیۃ ۳۲/ ۱۷ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۰۴، جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ السجدۃ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۵۱، سُنن ابن ماجہ ابواب الزھد باب صفۃ الجنۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۳۱

وہ نعیم عظمتیں اور جان و دل کو مرغوب و مطلوب وہ لذتیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا، اور نہ کسی کے دل پر اُن کا خطرہ گزرا) دوزخ اور اس کے جاں گزا حالات (کہ وہ ہر تکلیف و اذیت جو ادراک کی جائے اور تصور میں لائی جائے، ایک ادنی حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا، والعیاذ باللہ) قبر کے نعیم و عذاب (کہ وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا) منکر نکیر سے سوال و جواب روزِ قیامت حساب وکتاب وزنِ اعمال (جس کی حقیقت اللہ جانے اور اس کا رسول) و کوثر (کہ میدانِ حشر کا ایک حوض ہے اور جنت کا طویل و عریض چشمہ) وصراط (بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز، پشتِ جہنم پر ایک پُل) و شفاعۃ عصاۃ اہلِ کبائر (یعنی گناہگاران اُمت مرحومہ کہ کبیرہ گناہوں میں ملوث رہے ان کے لیے سوالِ بخشش) اور اس کے سبب اہل کبائر کی نجات الٰی غیر ذالک من الواردات سب حق (ہے اور سب ضروری القبول) جبر و قدر باطل (اپنے آپ کو مجبورِ محض یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی)۔

ولٰکن امر بین اَمرَین (اختیارِ مطلق اور جبر محض کے بین بین راہِ سلامتی اور اس میں زیادہ غور وفکر سبب ہلاکت، صدیق و فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ ماوشما کس گنتی میں) جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی (اس میں خواہ مخواہ نہیں الجھتے اور اپنی اندھی اوندھی عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے بلکہ) اس کو موکول بخدا کرتے (اللہ عزوجل کو سونپتے کہ واللہ اعلم بالصواب) اور اپنا نصیبہ "اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ"[164]۔ بناتے ہیں (کہ سب کچھ حق کی جانب سے ہے سب حق ہے اور سب پر ہمارا یمان)۔

مصطفٰی اندر میاں آنگہ کہ می گوید بعقل　　آفتاب اندر جہاں آنگہ کہ می جوید سہا[165]

مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف فرما ہوں تو اپنی عقل سے کون بات کرتا ہے سورج دنیا میں جلوہ گر ہو تو چھوٹے سے ستارے کو کون ڈھونڈتا ہے۔ت)

(قال الرضا)

عرش پہ جاکہ مرغِ عقل تھک کے گرا، غش آگیا　　اور ابھی منزلوں پرے، پہلا ہی آستان ہے[166]

یاد رکھنا چاہیے کہ وحی الٰہی کا نزول، کتبِ آسمانی کی تنزیل، جن وملائکہ، قیامت و بعث، حشر و نشر

---

[164] القرآن الکریم ۳/ ۷

[165]

[166] حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی حصہ اول ص۷۹

حساب وکتاب، ثواب و عذاب اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر صدر اسلام سے اب تک چودہ سو۱۴۰۰ سال کے کافہ مسلمین و مومنین دوسرے ضروریاتِ دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آرہے ہیں مسلمانوں میں مشہور ہیں۔

جو شخص ان چیزوں کو توحق کہے اوران لفظوں کا تواقرار کرے مگران کے نئے معنٰی گھڑے مثلاً یوں کہے کہ جنت ودوزخ وحشر ونشر وثواب وعذاب سے ایسے معنی مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے۔ یعنی ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا۔اور عذاب، اپنے برے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا ہیں۔یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنی ہیں وہ کافر ہے کیونکہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کھلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں۔

یونہی یہ کہنا بھی یقیناً کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی اُمتوں کے سامنے جو کلام، کلامِ الٰہی بتا کر پیش کیا وہ ہرگز کلامِ الٰہی نہ تھا بلکہ وہ سب انہیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو فوارے کے پانی کی طرح انہیں کے قلوب سے جوش مار کر نکلے اور پھر انہیں کے دِلوں پر نازل ہوگئے۔

یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچھو اور زنجیریں ہیں اور نہ وہ عذاب جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے، نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالٰی کی نافرمانی سے جو کلفت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانی اذیت کا اعلٰی درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے، یہ سب کفر قطعی ہے۔

یونہی یہ سمجھنا کہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں نہ نہریں ہیں، نہ حوریں ہیں، نہ غلمان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالٰی کی فرمانبرداری کی جو راحت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانیت کا اعلٰی درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے، یہ بھی قطعاً یقینا کفر ہے۔

یونہی یہ کہنا کہ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے نہ ان کا موجود ہونا ممکن ہے، بلکہ اللہ تعالٰی نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فزونی بس انہیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے، یہ بھی بالقطع والیقین کفر ہے۔

یونہی جن وشیاطین کے وجود کا انکار اور بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں۔

فائدہ جلیلہ

مانی ہوئی باتیں چار ۴ قسم ہوتی ہیں۔

(۱) ضروریاتِ دین: ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہی جن میں نہ شبہے کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔ اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے۔

(۲) ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت و جماعت: ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے۔ مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوعِ شبہہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لیی ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ، بدمذہب، بددین کہلاتا ہے۔

(۳) ثابتات محکمہ: ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جب کہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب خلاف کو مطروح و مضمحل اور التفاتِ خاص کے ناقابل بنادے۔ اس کے ثبوت کے لیے حدیث احاد، صحیح یا حسن کافی، اور قول سوادِ اعظم و جمہور علماء کا سندِ وافی، **فانّ ید اللہ علی الجماعۃ** (اللہ تعالٰی کا دستِ قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ت)

ان کا منکر وضوح امر کے بعد خاطی و آثم خطاکار و گناہگار قرار پاتا ہے، نہ بددین و گمراہ نہ کافر و خارج از اسلام

(۴) ظنّیات محتملہ: ان کے ثبوت کے لیے ایسی دلیل ظنّی بھی کافی، جس نے جانبِ خلاف کے لیے بھی گنجائش رکھی ہو، ان کے منکر کو صرف مخطی و قصور وار کہا جائے گا نہ گنہگار، چہ جائیکہ گمراہ، چہ جائیکہ کافر۔

ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرقِ مراتب نہ کرے اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلٰی درجے کی دلیل مانگے وہ جاہل بے وقوف ہے **یا مکّار فیلسوف** ع

ہر سخن وقتے ہر نکتہ مقامے دارد

(ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے۔ت)

اور ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

(اگر تُو مراتب کے فرق کو ملحوظ نہ رکھے تو زندیق ہے۔ت)

اور بالخصوص قرآنِ عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں حتّٰی کہ مرتبہ اعلیٰ اعنی ضروریاتِ دین میں بھی۔

بہت باتیں ضروریاتِ دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالتصریح ان کا ذکر آیات واحادیث میں نہیں، مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا۔

قرآن عظیم میں اللہ عزوجل کے علم واحاطہ کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امتناع وامکان کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ واقع میں تو بے شک اللہ تعالٰی سب کچھ جانتا ہے، عالم الغیب والشہادۃ ہے، کوئی ذرّہ اس کے علم سے چھپا نہیں۔

مگر ممکن ہے کہ جاہل ہوجائے تو کیا وہ کافر نہ ہوگا کہ اس کے امکان کا سلبِ صریح قرآن میں مذکور نہیں۔ حاش للہ ! ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب ضروریاتِ دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح، قرآن وحدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اُتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مڑچڑا پن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے، نری جہالت ہے یا صریح ضلالت، مگر جنون وتعصب کا علاج کسی کے پاس نہیں۔

تو خوب کان کھول کر سُن لو اور لوح دل پر نقش رکھو کہ جسے کہتا سنو ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن وحدیث چاہیے۔ جان لو کہ یہ گمراہ ہے، اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے سمجھ لو کہ یہ بددین، دینِ خدا کا بدخواہ ہے۔

مسلمانو ! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سُنو۔ اور جب تمہیں قرآن میں شبہہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر حدیث میں ایں وآں نکالیں تم ائمہ دین کا دامن پکڑو۔ اس درجے پر آکر حق وباطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا، سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائے گا اور اس وقت یہ ضال، مضل طائفے بھاگتے نظر آئیں گے۔

"كَاَنَّهُمۡ حُمُرٌ مُّسۡتَنۡفِرَةٌ ۙ﴿۵۰﴾ فَرَّتۡ مِنۡ قَسۡوَرَةٍ ﴿ؕ۵۱﴾" [167]۔ (گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں) (الصارم الربانی ملخصًا)

عقیدہ عاشرہ ________ شریعت وطریقت

شریعت وطریقت، دو راہیں متبائن نہیں (کہ ایک دوسرے سے جدا اور ایک دوسرے کے خلاف ہوں) بلکہ بے اتباع شریعت، خدا تک وصول محال، شریعت تمام احکامِ جسم وجان وروح قلب

[167] القرآن الکریم ۷۴/ ۵۰و۵۱

وجملہ علومِ الٰہیہ و معارفِ نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے ولہذا باجماعِ قطعی جملہ اولیائے کرام کے تمام حقائق کو شریعتِ مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے، اگر شریعت کے مطابق ہوں حق و قبول ہیں ورنہ مردود و مخذول (مطرود و نامقبول)

(تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناط ومدار ہے شریعت ہی محک و معیار ہے اور حق و باطل کے پرکھنے کی کسوٹی)

شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کا ترجمہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی راہ۔ اور یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف چند احکامِ جسمانی سے خاص۔

یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت، ہر نماز ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر صبر و استقامت کی دُعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ" [168]۔ (ہم کو سیدھا راستہ چلا) ہم کو محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ۔

یونہی طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو، تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے، اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک جنت تک نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرماچکا۔

لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے۔ اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے، جو اسے شریعت سے جدا مانتا ہے اسے راہِ خدا سے توڑ کر راہِ ابلیس مانتا ہے مگر حاشا، طریقیت حقّہ راہِ ابلیس نہیں قطعاً راہِ خدا ہے) نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضات و مجاہدات بجالائے۔ (کیسی ہی ریاضتوں، مجاہدوں اور چلّہ کشیوں میں وقت گزارا جائے۔ اس رُتبہ تک پہنچے کہ تکالیف شرع (شریعت و مطہرہ کے فرامین واحکامِ امر و نہی) اس سے ساقط ہو جائیں اور اسے اسپ بے لگام و شُتر بے زمام کرکے چھوڑ دیا جائے۔

قرآن عظیم میں فرمایا: "اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۶﴾" [169]۔ بے شک اسی سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے۔

---

[168] القرآن الکریم ۱/ ۵

[169] القرآن الکریم ۱۱/ ۵۶

اورفرمایا: "وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ "الاٰیة[170]۔

شروع رکوع سے احکامِ شریعت بیان کرکے فرماتا ہے۔اوراے محبوب ! تم فرمادو کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تواس کی پیروی کرو اوراس کے سوااور راستوں کے پیچھے نہ لگ جاؤکہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے جدا کردیں گے۔دیکھوقرآن عظیم نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس کامنتہا اللہ ہےاور جس سے وصول الی اللہ ہے،اس کے سواآدمی جوراہ چلے گااللہ کی راہ سے دُور پڑے گا،

طریقت میں جوکچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباعِ شرع بڑے بڑی کشف راہبوں، جوگیوں، سنیاسیوں کودیئے جاتے ہیں، پھروہ کہاں تک لے جاتے ہیں،اسی نارِ جحیم وعذاب الیم تک پہنچاتے ہیں۔(مقال العرفاء)

صوفی وہ ہے کہ اپنے ہوا(اپنی خواہشوں،اپنی مرادوں) کوتابع شرع کرے(بے اتباع شرع کسی خواہش پر نہ لگے)نہ وہ کہ ہوا(وہوس اور نفسانی خواہشوں)کی خاطر شرع سے دستبردار ہو(اوراتباع شریعت سے آزاد)شریعت غذاہےاور طریقت قوت،جب غذاترک کی جائے گی قوت آپ زوال پائے گی،شریعت آنکھ ہےاور طریقت نظر(اور)آنکھ پھوٹ کر نظر(کا باقی رہنا)غیر متصور(عقل سلیم قبول نہیں کرتی تو شریعتِ مطہرہ میں کب مقبول ومعتبر)بعداز وصولِ(منزل)اگراتباعِ شریعت سے بے پروائی ہوتی(اوراحکامِ شرع کااتباع لازم وضرور نہ رہتا یابندہ اس میں مختار ہوتا)توسیّدالعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور امام الواصلین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ اس کے ساتھ احق ہوتے(اور ترک بندگی واتباع شرع کے باب میں سب سے مقدم وپیش رفت)نہیں(یہ بات نہیں اور ہر گز نہیں)بلکہ جس قدر قربِ(حق)زیادہ ہوتا ہے شرع کی باگیں اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہیں(کہ)حسنات الابرار سیئات المقربین[171]۔(ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے لیے عیب ہوتی ہیں)

ع نزدیکاں رابیش بود حیرانی

(قریب والوں کو حیرت زیادہ ہوتی ہے)

---

[170] القرآن الکریم ۶/ ۱۵۳

[171] کشف الخفاء حدیث ۱۱۳۵ دارالکتب العلمیة بیروت ۱/ ۳۱۸

اور ع

جن کے رُتبے ہیں سوا،ان کو سوا مشکل ہے

آخر نہ دیکھا کہ سیّد المعصومین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رات،رات بھر عبادات و نوافل میں مشغول اور کارِ امّت کے لیے گریاں و ملول رہتے، نماز پنجگانہ تو حضور پر فرض تھی ہی نمازِ تہجد کا ادا کرنا بھی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر لازم بلکہ فرض قرار دیا گیا جب کہ اُمّت کے لیے وہی سنت کی سنت ہے۔

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ احکامِ شریعت تو وصول کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہوگئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت۔ فرمایا وہ سچ کہتے ہیں،واصل ضرور ہوئے مگر کہاں تک؟ جہنم تک۔

چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض وواجبات تو بڑی چیز ہیں،جو نوافل و مستحبات مقرر کر دیئے ہیں بے عذرِ شرعی ان میں کچھ کم نہ کروں۔

تو خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نشانِ قدم کی پیروی کرے۔

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید   کہ ہر گز بہ منزل نہ خواہد رسید[172]

(جس کسی نے پیغمبر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خلاف راستہ اختیار کیا ہر گز منزل مقصود پر نہ پہنچے گا)

توہینِ شریعت کفر(اور علمائے دین کو سب وشتم،آخرت میں فضیحت ورسوائی کا موجب)

اور اس کے دائرہ سے خروج فسق(و نافرمانی) صوفی (تقوی شعار) صادق (العمل) عالم سنی صحیح العقیدہ پر خدا و رسول کے فرمان (واجب الاذعان کے مطابق) ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے کہ (یہاں اصل میں بیاض ہے) (علمائے شرع مبین وارثانِ خاتم النبیین ہیں اور علومِ شریعت کے نگہبان و علمبردار،توان کی تعظیم و تکریم صاحبِ شریعت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے اور اس پر دین کا مدار) اور عالمِ متدین خدا طلب (خدا پرست،خدا ترس،خدا آگاہ) ہمیشہ صوفی سے (یہاں اصل میں بیاض ہے) (بتواضع وانکسار پیش آئے گا کہ وہ حق آگاہ اور حق کی پناہ میں ہے) اور اسے اپنے سے افضل و اکمل جانے گا (کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے پاک ہے) جو اعمال اس (صوفی صاف حق پرست و حق آگاہ) کے اس کی نظر میں قانونِ تقوی سے باہر نظر آئیں گے (ان سے صرف نظر کرکے معاملہ عالم الغیب

---

[172] بوستان سعدی دیباچہ کتاب مکتبہ شرکتِ علمیہ ملتان ص ۸

والشادۃ پر چھوڑے گا بمصداق۔

ایکہ حمّالِ عیب خویشتنید طعنہ بر عیبِ دیگراں مکنید

(اے اپنے عیبوں کو اٹھانے والو! دوسروں کے عیب پر طعنہ زنی مت کرو)

اے اللہ ! سب کو ہدایت اور اس پر ثبات واستقامت (ثابت قدمی) اور اپنے محبوبوں اور سچے پکے عقیدوں پر جہانِ گزران سے اٹھا، آمین یا ارحم الراحمین۔

اللّٰھم لك الحمد والیك المشتکٰی وانت المستعان ط ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی الحبیب المصطفٰی وعلٰی اٰلہ الطیبین وصحبہ الطاہرین اجمعین

رسالہ **اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفٰی والاٰل والاصحاب** ختم ہوا۔

مسئلہ ۱۳۷: از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام خواہش امتی بودن سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چرا کرد حالانکہ از مرتبہ نبوت دیگر مرتبہ نیست فوق آں، و مرتبہ امت اسفل ازاں دیگر اینکہ ایں طور حدیث را بر عقائد چکار زیرا کہ انبیاء علیہم السلام در علوئیں تمام عالم احتیاج ایشاں اند ایشاں احتیاج کسے نیستند، **بینوا توجروا**	حضرت موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی خواہش کیوں کی حالانکہ مرتبہ نبوت سے کوئی اور مرتبہ بُلند نہیں ہے اور امت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے نیچے ہے، پھر اس طرح کی حدیث عقائد میں کیسے کارآمد ہو سکتی ہے اس لیے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بُلندی کے اس مقام پر فائز ہیں کہ تمام جہان ان کا محتاج ہے وہ کسی کے محتاج نہیں، بیان فرماؤ اجر دیئے جاؤ گے۔ (ت)

الجواب:

افضل غنی از فضل نیست سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم را مرتبہ از محبوبیت کبرٰی و جملہ فضائل عالیہ چناں بخشیدند کہ مرکب کسے بغبار اونرسد تیرہ دروناں بر فضل دیگراں حسد برند واہل کمال چوں بینند کہ مارا بآں دسترس نیست انتسابِ بآں محبوب خواہند	افضل فضیلت سے مستغنی نہیں ہوتا۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو محبوبیت کبرٰی کا بُلند مرتبہ اور تمام فضائل عالیہ اس طور پر حاصل ہوئے کہ کسی کا مرکب ان کے غبار تک نہیں پہنچ سکتا۔ تاریک دل والے دوسروں کی فضیلت پر حسد کرتے ہیں اور اہلِ کمال جب دیکھتے ہیں کہ ہمیں اس عظیم

کہ در زیر عنایتش بروجہے خاص باشند انبیاء رابدیگراں احتیاج نبودن مسلم فامابہ سیدانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہمہ رانیاز ست چنانکہ کریمہ اخذمیثاق ازانبیاء وحدیث صحیح مسلم یرغب الیّ الخلق کلھم حتی خلیل اللہ ابراھیم[173]۔راں شاہد عدل ست ایں چنیں احادیث رابا ہیچ عقیدہ خلاف نیست،واللہ تعالٰی اعلم۔	مقام تک رسائی حاصل نہیں تو وہ اس عظیم محبوب کی طرف اپنی نسبت کرنے کی پسند کرتے ہیں تاکہ بطورِ خاص اس کی نظرِ عنایت میں ہوجائیں،یہ بات مسلم ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام دوسروں کے محتاج نہیں لیکن سیدانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سب کو محتاجی ہے،جیسا کہ انبیاء سے اخذِ میثاق والی آیت کریمہ اور صحیح مسلم کی یہ حدیث اس پر شاہد عادل ہے کہ تمام مخلوق میری طرف راغب ہے حتی کہ جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام بھی۔اس قسم کی حدیثیں کسی عقیدہ کے مخالف نہیں۔**واللہ تعالٰی اعلم**۔(ت)

مسئلہ ۱۳۸:　　از گونڈل مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب　　۲۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ ہے یا نہیں عوام مومنین کی تشریح فرمائیں۔

الجواب:

حدیث میں ہے رب العزۃ جل وعلا فرماتا ہے: **عبدی المؤمن احب الیّ من بعض ملئکتی**[174]۔ میرا مسلمان بندہ مجھے میرے بعض فرشتوں سے زیادہ پیارا ہے۔

ہمارے رسول ملائکہ کے رسولوں سے افضل ہیں،اور ملائکہ کے رسول ہمارے اولیاء سے افضل ہیں،اور ہمارے اولیاء عوام ملائکہ یعنی غیر رسل سے افضل ہیں اور یہاں عوام مومنین سے یہی مراد ہے۔نہ فساق و فجار کہ ملائکہ سے کسی طرح افضل نہیں ہوسکتے۔انسان صفت ملکوتی و بہیمی وسبعی وشیطانی سب کا جامع ہے جو صفت اس پر غلبہ کرے گی اس کے منسوب الیہ سے زائد ہوجائے گا کہ اگر ملکوتی صفت غالب ہوئی کروڑوں ملائکہ سے افضل ہوگا۔اور بہیمی غالب ہوئی تو بہائم سے بدتر اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ

---

[173] صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب بیان القرآن انزل علی سبعۃ احرف قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۷۳

[174] اتحاف السادۃ المتقین کتاب اسرار الصوم دار الفکر بیروت ۴/ ۱۹۳

اَضَلُّ ؕ "[175] (جو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ہیں۔ت) یونہی سبعی و شیطانی وہابیہ کو دیکھو، شیطان کہ ان سے سبق لیتا ہے، ابلیس کو ہزاروں برس کی عمر میں نہ سوجھی تھیں جو انہیں سوجھتی ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۳۹: از دارالطلبہ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد مرسلہ مولوی ابراہیم صاحب ۱۷ رمضان ۱۳۳۸ھ

(۱) زید کہتا ہے کہ تقلید شخصی واجب نہیں کہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اگر واجب ہوتی تو احادیث میں کہیں نہ کہیں ذکر ہوتا۔ عمرو کہتا ہے واجب ہے بالخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی، زید کا قول صحیح ہے یا عمرو کا؟

(۲) زید کہتا ہے قراءت خلف الامام کرنی چاہیے نہ کی جائے گی تو نماز صحیح نہ ہوگی، اور اس کے ثبوت میں احادیث پیش کرتا ہے، عمرو کہتا ہے نہ کرنا چاہیے، زید احادیث و تفاسیر کے علاوہ اور کسی دلیل کو نہیں مانتا، کہتا ہے کہ فقہ قیاسی ہے احادیث و تفاسیر کے مقابل قابل عمل نہیں۔

(۳) زید کہتا ہے آمین بالجہر کرنا چاہیے کہ احادیث سے ثابت ہے۔ عمرو مانع ہے، کس کا قول ٹھیک ہے؟

الجواب:

(۱) تقلید فرض قطعی ہے، قال اللہ تعالٰی:

"فَسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ"[176]۔	تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ہے۔ (ت)

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الاسئلوا ان لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال[177]۔	اگر وہ نہیں جانتے تو پوچھتے کیوں نہیں کیونکہ جہالت کی شفاء سوال کرنا ہے۔ (ت)

اگر ایک مذہب کی پابندی نہ کی جائے تو یا وقت واحد میں شیئ واحد کو حرام بھی جانے گا اور حلال بھی جیسے قراءت مقتدی شافعیہ کے یہاں واجب اور حنفیّہ کے یہاں حرام اور وقت واحد میں شے کا

---

[175] القرآن الکریم ۷/ ۱۷۹

[176] القرآن الکریم ۱۶/ ۴۳

[177] سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدور یتیمم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۴۹

حرام و حلال دونوں ہونا محال، یا یہ کرے گا کہ ایک وقت حلال سمجھے گا دوسرے وقت حرام، تو یہ اس آیت میں داخل ہونا ہوگا کہ "**یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا**"[178]۔ (ایک سال اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور ایک سال اسے حرام ٹھہراتے ہیں۔ت) لاجرم پابندیِ مذہب لازم، اور اس کی تفصیل ہمارے فتاوٰی میں ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۲) فقہ کا نہ ماننے والا شیطان ہے، ائمہ کا دامن جو نہ تھامے وہ قیامت تک کوئی اختلافی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا، جسے دعوی ہو سامنے آئے اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے کہ کتا کھانا حلال ہے یا حرام؟ آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار ۴ میں حصر فرمایا ہے۔ مردار اور رگوں کا خون، اور خنزیر کا گوشت اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے تو کتا درکنار سوئر کی چربی اور گردے اور اوجڑی کہاں سے حرام ہوگی کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں، غرض یہ لوگ شیاطین ہیں، ان کی بات سننا جائز نہیں، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۳) عمرو کا قول ٹھیک ہے، آمین دعا ہے اور دعا کے اخفاء کا قرآن عظیم میں حکم ہے اور حدیث مرفوع بھی اسی کا افادہ فرماتی ہے کہ:

واذاقال ولا الضالین قولوا امین فان الامام یقولها[179]۔	جب امام ولاالضالین کہے تم آمین کہو کہ امام بھی کہے گا۔

معلوم ہوا کہ آہستہ کہے گا، اصل یہ ہے کہ امام کے فعل کے ساتھ اس کا فعل ہو اگر وہ آمین بالجہر کہتا مقتدیوں کو معلوم ہوتا تو یہ فرمایا جاتا کہ جب وہ آمین کہے تم بھی کہو۔ یہاں یہ نہ فرمایا بلکہ اس کا فعل بتایا کہ جب وہ **ولا الضالین** کہے تم امین کہو اور اس کی موافقت کہ خفی تھی ظاہر فرمادی کہ وہ بھی کہے گا۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۴۲: از شہر محلّہ سوداگراں مسئولہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام　　۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ قیام میلاد شریف اگر مطلقاً ذکر خیر کی

[178] القرآن الکریم ۹/ ۳۷

[179] سنن النسائی کتاب الافتتاح باب جهر الامام آمین نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۱۴۷، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۷۰

وجہ سے کیا جاتا ہے تو اول وقت سے کیوں نہیں کیا جاتا اس لیے کہ اول سے ذکرِ خیر ہی ہوتا ہے، اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں تو کیا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول وقت سے رونق افروز نہیں ہوتے اگر ہوتے تو ابتداءً مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر نہیں تو کیا **فظهر فولد** (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تا قیام تشریف فرمارہتے اور فوراً لوگوں کے بیٹھتے ہی تشریف لے جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضور کا آنا لوگوں کے قیام و نیز میلاد خواں کے **فظهر فولد** کہنے پر موقوف ہے، کیا یہ زید کا کہنا لغو ہے یا نہیں اور اس کا کافی جواب کیا ہے؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اجر دیئے جاؤ گے۔ت)

الجواب:

زید کی یہ سب حماقتیں جہالتیں سفاہتیں ہیں مہمل ولا یعنی شقوق اپنی طرف سے ایجاد کیے اور جو وجہ حقیقی ہے اس کی طرف اسے ہدایت نہ ہوئی، تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذاتِ انور ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، تعظیم ذات باختلافِ حالات مختلف ہوتی ہے، معظم کے قدوم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت بادب اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے۔ ذکر شریف میں بھی ذکر قدوم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم بادب قعود سے۔ **ولٰکن الوھابیۃ قوم لایعقلون** (لیکن وہابی بے عقل قوم ہے۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۴۳: مسئولہ مولٰنا مولوی سید غلام قطب الدین صاحب پر دیسی جی برہمچاری از شہر محلّہ باسمنڈی ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اب کی دس جنوری کی اشاعت میں راما سنگھم نے قرآن عظیم کی تین آیات کا حوالہ دے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گنہگار قرار دیا ہے ان میں سے پہلی دو میں رسول مقبول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو یوں مخاطب کیا ہے۔ تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ۔ تیسری آیت کا مطلب یہ ہے فی الواقع ہم نے تیرے واسطے بلا شبہہ کامیابی حاصل کی ہے کہ خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کرتا ہے مسٹر حسن ہم کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ان آیات میں تو سے مراد تو ہر گز نہیں ہے بلکہ اس کا اشارہ اسلام کے نبی کے پیروؤں کے گناہوں اور غلطیوں کی طرف ہے یہ بات مشکل ہے کہ اس مباحثہ کو قابل یقین سمجھا جائے کیونکہ اگر عربی زبان ایسی ہی پیچیدہ ہے کہ ہر ایک پڑھنے والا اپنی خواہش کے مطابق مطلب لے سکتا ہے تب قرآن عظیم سے جو چاہیں مطلب لے سکتے ہیں، تاہم مسٹر حسن کا یہ بیان ہے کہ وہ آیاتِ زیر مباحثہ کے ان معنوں پر اعتقاد

رکھتے اور قرآن عظیم کے مفسرین کی صنعت کو مانتے ہیں مجھ کو خوف ہے کہ مسٹر حسن نے تفسیروں کو غور سے نہیں پڑھا ہے۔ کیونکہ میں ذیل میں یہ دکھاؤں گا کہ قرآن عظیم کے مسلم مفسرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے کو (معاذ اللہ) صاف طور سے مانتے ہیں اور بعض موقعوں پر ان خاص گناہوں کو بتاتے ہیں جن کی بابت رسول مقبول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے معافی مانگنے کو کہا گیا ہم وہ تین آیات لیتے ہیں جو راما سنگھم نے نقل کی ہیں، اول سورہ محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی انتیسویں آیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تو معافی مانگ اپنے گناہوں اور اپنے معتقدین کی خواہ مرد ہوں خواہ عورت، یہاں پر کسی حالت میں بھی تو کے معنی پیروؤں کے نہیں ہو سکتے چونکہ ان لوگوں کا ذکر خود بھی آچکا ہے۔ اور حرف عطف سب پیچیدگیوں کو صاف کر دیتا ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پہلے اپنی اور بعد کو اپنے پیروؤں کی معافی مانگنے کو کہا گیا ہے۔ دوسری سورہ مومن کی پچیسیویں آیت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ اس بات کو یقین کرنا دشوار ہے کہ آپ کے مسٹر حسن نے در حقیقت مفسرین سے دریافت کیا ہوگا اگر وہ دریافت کر لیتے تو کبھی نہ کہتے کہ وے لوگ اس بات کو راما سنگھم پر صاف عیاں کر دیں گے کہ مسلمانوں کے پیغمبر (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہر گناہ سے معصوم ہیں اس سے کہیں دور وہ صاف طور سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی گنہگاری کو مانتے ہیں، ابن عباس بڑے بھاری مفسرین میں سے ہیں اور اپنی تفسیر میں اس طرح سے کہتے ہیں: واستغفر[عـــہ] لذنبك لتقصیر والشکر علی ما انعم اللہ علیك وعلی اصحابك اس کے معنی یہ ہیں کہ تو معافی مانگ اپنے گناہوں کی وہ یہ کہ تو نے خدا کی اس مہربانی کے شکر گزار ہونے میں غفلت کی جو کہ خدا نے تیرے پیروؤں پر کی۔

زمخشری ایک بڑے بھاری مفسر اپنی تفسیر الکشاف میں یوں لکھتے ہیں: لکن یغفر اللہ لك ما تقدم من ذنبك قبل الوحی وما تاخر وما یکون بعد الوحی الی الموت اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تیرے گناہ جو کہ وحی آنے کے قبل ہوئے ہیں اور اس کے بعد میں یعنی مرتے وقت تک معاف کر دے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

اس سوال میں آریہ نے افتراء وجہالت ونافہمی وبے ایمانی سے کام لیا۔

عـــہ: ھکذا بخطہ ۱۲ منہ

عبارت کہ کشاف کی طرف نسبت کی محض بہتان ہے، کشاف میں اُس کا پتہ نہیں،

(۲) بالفرض اگر کشاف میں ہوتی تو وہ ایک معتزلی بدمذہب بے ادب کی تصنیف ہے اس کا کیا اعتبار۔

(۳) یہ تفسیر کہ منسوب بسید نا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ہے نہ اُن کی کتاب ہے نہ اُن سے ثابت یہ بسند محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح مروی ہے اور ائمہ دین اس سند کو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ کذب ہے تفسیر اتقان شریف میں ہے:

واوھی طرقه طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فان انضم الٰی ذلك روایة محمد بن مروان اسدی الصغیر فھی سلسلة الکذب[180]۔	اس کے طُرق میں سے کمزور ترین طریق کلبی کا ابو صالح سے اور اس کا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرنا اگر اس کے ساتھ محمد بن مروان اسدی کی روایت مل جائے تو کذب کا سلسلہ ہے۔(ت)

(۴) اس کے ترجمے میں بھی آریہ نے تحریف کی ہے، عبارت یہ ہے: لتقصیر الشکر علٰی ما انعم اللہ علیك وعلٰی اصحابک۔

یعنی اللہ عزوجل نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر جو نعمتیں فرمائیں ان کے شکر میں جس قدر کمی واقع ہوئی اس کے اس لیے استغفار فرمائیے۔

کہاں کمی اور کہاں غفلت، نعمائے الٰہیہ ہر فرد پر بے شمار حقیقۃً غیر متناہی بالفعل ہیں **کما حققه المفتی ابوالسعود فی ارشاد العقل السلیم** (جیسا کہ مفتی ابوالسعود نے ارشاد العقل السلیم میں اس کی تحقیق کی ہے۔ت) **قال اللہ عزوجل** "**وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا**ؕ"[181]۔ اگر اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو نہ گن سکو گے، جب اس کی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا تو ہر نعمت کا پورا شکر کون ادا کر سکتا ہے۔

از دست وزباں کہ برآید کز عہدہ شکرش بدر آید

(کس کے ہاتھ اور زبان سے ممکن ہے کہ اس کے شکر سے عہدہ برآ ہو سکے۔ت)

[180] الاتقان فی علوم القرآن النوع التاسع والسبعون فی غرائب التفسیر مصطفی البابی مصر ۲/ ۱۸۹

[181] القرآن الکریم ۱۴/ ۳۴

شکر میں ایسی کمی ہر گز گناہ بمعنی معروف نہیں بلکہ لازمہ بشریت ہے نعمائے الٰہیہ ہر وقت ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں متزائد ہیں خصوصًا خاصوں پر خصوصًا اُن پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے سونے میں مشغولی ضرور، اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں اس کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا۔

(۵) بلکہ خود نفس عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے ذنب فرمایا گیا ہر گز حقیقۃً ذنب بمعنی گناہ نہیں۔

ماتقدم سے کیا مراد لیا، وحی اترنے سے پیشتر کے، اور گناہ کسے کہتے ہیں، مخالفتِ فرمان کو، اور فرمان کاہے سے معلوم ہوگا، وحی سے۔ تو جب تک وحی نہ اتری تھی فرمان کہاں تھا جب فرمان نہ تھا مخالفتِ فرمان کے کیا معنی، اور جب مخالفتِ فرمان نہیں تو گناہ کیا۔

(۶) جس طرح **ماتقدم** میں ثابت ہولیا کہ حقیقۃً ذنب نہیں۔ یوں ہی **ماتاخر** میں نقد وقت ہے قبل ابتدائے نزول فرمان جو افعال جائز ہوئے کہ بعد کو فرمان ان کے منع پر اترا اور انہیں یوں تعبیر فرمایا گیا حالانکہ ان کا حقیقۃً گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا۔ یونہی بعد نزول وحی و ظہور رسالت بھی جو افعال جائز فرمائے اور بعد کو ان کی ممانعت اُتری اسی طریقے سے ان کو **ماتاخر** فرمایا کہ وحی بتدریج نازل ہوئی نہ کہ دفعۃً۔

(۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب، مشرک کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا۔ ایسا ہی ہے تو وہ لغویات و ہزلیات و فحشیات کہ ایک مہذب آدمی کو انہیں بکتے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے عار آئے جو آریہ کے ویدوں میں اہلی کھلی پھر رہی ہیں اور خود بندگانِ وید نے اس کے ترجموں میں وہی حد بھر کے گندے گھناؤنے فحش لکھے ان سے آریہ کی جان کیونکر چھوٹے گی مثلًا یجروید میں ایشور کی بیماری کا حال لکھا کہ بستر بیماری پر پڑے پکار رہے ہیں کہ او سیکڑوں کی طرح کی عقل و علم رکھنے والو ! تمہاری سیکڑوں ہزاروں طرح کی بوٹیاں ہیں ان میں سے میرے شریر کو نروگ کرو، اے اماں جان ! تو بھی ایسا ہی کر نیز یہ بھی فرمارہے ہیں کہ اے بوٹیوں کے مانند فائدہ دینے والی دیوی ماتا ! میں فرزند تجھ کو بہت نصیحت کرتا ہوں ماما جی کہتی اے لائق بیٹے ! میں والدہ تیرے گھوڑے گائیں، زمین، کپڑے، جان کی حفاظت وپرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کرو اسی یجروید کے ادھیائے ۳۱ منتر اول میں ایشور کے متعلق ہے اس کے ہزار سر ہیں ہزار آنکھیں ہیں ہزار پاؤں ہیں زمین پر وہ سب جگہ ہے الٹا سیدھا تب بھی دس انگلی کے فاصلے پر ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے۔ نیز ویدوں میں اس کا نام سروبیاپک ہے یعنی وہ ہر جگہ سمایا ہوا، ہر چیز میں رما ہوا، ہر خلا میں گھسا ہوا ہے، ہر جانور کی مقعد ہر مادہ کی فرج ہر پاخانہ کی ڈھیری میں ایشور

ہی ایشور ہے۔ دیانند نے محض زبردستی اُن کی کایا پلٹ کی اور انہیں فحش سے نکالا مگر اور مترجموں کا ترجمہ کہاں مٹ جائے گا مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں بیان کرتا ہے ترجمے کی غلطی اگر ہوتی ہے تو دو ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کا سارا کلام محض فحش سے حکمت کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سنسکرت ایسی ہی پیچیدہ زبان ہے جس کی سطروں کی سطریں چاہے فحش سے ترجمہ کردو خواہ حکمت سے تو وہ کلام کیا ہوا بھان متی کا گورکھ دھندا ہوا اور اس کے کس حرف پر اعتماد ہوسکتا ہے، نہیں معلوم کہ مالا جپی ہے یا گالی بکی ہے۔

(۸) استدلال بڑی ذمہ داری کا کام ہے آریہ بیچارہ کیا کھا کر اس سے عہدہ برآمد ہوسکتا ہے۔

نباشد بہ آئین تحقیق دال ‌ ‌ ‌ کچوری و پوری و بھجیا و دال

شرط تمامی استدلال قطع ہر احتمال ہے علم کا قاعدہ مسلمہ ہے۔

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال[182]۔	جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہوجاتا ہے۔(ت)

سورہ مومن و سورہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی آیات کریمہ میں کون سی دلیل قطعی ہے۔ کہ خطاب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہے، مومن میں تو اتنا ہے۔: "وَّاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ"[183]۔ اے شخص اپنی خطا کی معافی چاہ کسی کا خاص نام نہیں کوئی دلیل تخصیص کلام نہیں، قرآن عظیم تمام جہاں کی ہدایت کے لیے اترا نہ صرف اس وقت کے موجودین بلکہ قیامت تک کے آنے والوں سے وہ خطاب فرماتا ہے، "اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ"[184]۔ نماز برپا رکھو۔ یہ خطاب جیسا صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے تھا ویسا ہی ہم سے بھی ہے اور تا قیامِ قیامت ہمارے بعد آنے والی نسلوں سے بھی۔ اسی قرآن عظیم میں ہے:

"لِاُنۡذِرَكُمۡ بِهٖ وَمَنۡۢ بَلَغَ‌ؕ"[185]۔	تاکہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو پہنچے (ت)

کتب کا عام قاعدہ ہے کہ خطاب ہر سامع سے ہوتا ہے بداں اسعدك اللہ تعالٰی (تو جان لے اللہ تعالٰی

---

[182]

[183] القرآن الکریم ۴۰/ ۵۵

[184] القرآن الکریم ۲/ ۴۳

[185] القرآن الکریم ۶/ ۱۹

تجھے سعادت مند بنائے۔ت) میں کوئی خاص شخص مراد نہیں۔خود قرآن عظیم میں فرمایا:

"اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یَنۡہٰی ﴿۹﴾ عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی ﴿۱۰﴾ اَرَءَیۡتَ اِنۡ کَانَ عَلَی الۡہُدٰۤی ﴿۱۱﴾ اَوۡ اَمَرَ بِالتَّقۡوٰی ﴿۱۲﴾ "[186]۔	(ابو جہل لعین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نماز سے روکنا چاہا اس پر یہ آیتِ کریمہ اتریں) کہ کیا تُو نے دیکھا اُسے جو روکتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے، بھلا دیکھو تو اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو یا پرہیزگاری کا حکم فرمائے۔

یہاں بندے سے مراد حضور اقدس ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،اور غائب کی ضمیریں حضور کی طرف ہیں اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف،بلکہ فرماتا ہے:

"فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ؕ﴿۷﴾ "[187]۔	(ان روشن دلیلوں کے بعد) کیا چیز تجھے روزِ قیامت کے جھٹلانے پر باعث ہورہی ہے۔

یہ خطاب خاص کفار سے ہے بلکہ ان میں بھی خاص منکران قیامت مثل مشرکین آریہ وہنود سے،یونہی دونوں سورہ کریمہ میں کاف خطاب ہر سامع کے لیے ہے کہ اے سننے والے اپنے اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کے گناہ کی معافی مانگ۔

(۹) بلکہ آیت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں تو صاف قرینہ موجود ہے کہ خطاب حضور سے نہیں،اس کی ابتداء یوں ہے:

"فَاعۡلَمۡ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ "۔[188]	جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی معافی چاہ۔

تو یہ خطاب اُس سے ہے جو ابھی لا الٰہ الا اللہ نہیں جانتا ورنہ جاننے والے کو جاننے کا حکم دینا تحصیل حاصل ہے،تو معنی یہ ہوئے کہ اے سُننے والے جسے ابھی توحید پر یقین نہیں کسے باشد توحید پر یقین لا اور اپنے اور اپنے بھائی مسلمانوں کے گناہ کی معافی مانگ، تتمہ آیت میں اس عموم کو واضح فرمادیا کہ:

"وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ مُتَقَلَّبَکُمۡ وَ مَثۡوٰىکُمۡ ﴿۱۹﴾ "[189]۔	اللہ جانتا ہے جہاں تم سب لوگ کروٹیں لے رہے ہو،اور جہاں تم سب کا ٹھکانا ہے۔

اگر فاعلم میں تاویل کرے تو ذنبک میں تاویل سے کون مانع ہے اور اگر ذنبك میں تاویل نہیں

[186] القرآن الکریم ۹۶/ ۹تا۱۲

[187] القرآن الکریم ۹۵/ ۷

[188] القرآن الکریم ۴۷/ ۱۹

[189] القرآن الکریم ۴۷ / ۱۹

کرتا تو فاعلم میں تاویل کیسے کر سکتا ہے، دونوں پر ہمارا مطلب حاصل، اور مدعی معاند کا استدلال زائل۔

(۱۰) دونوں آیۃ کریمہ میں صیغہ امر ہے اور امر انشا ہے اور انشا وقوع پر دال نہیں تو حاصل اس قدر کہ بفرض وقوع استغفار واجب نہ یہ کہ معاذاللہ واقع ہوا، جیسے کسی سے کہنا اکرم ضیفك اپنے مہمان کی عزت کرنا، اس سے یہ مراد نہیں کہ اس وقت کوئی مہمان موجود ہے نہ یہ خبر ہے کہ خواہی نخواہی کوئی مہمان آئے گا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔

(۱۱) ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن عظیم کے عرف میں اطلاق معصیت عمد ہی سے خاص نہیں، قال اللہ تعالٰی "وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى۪ۖ"[190]۔ آدم نے اپنے رب کی معصیت کی، حالانکہ خود فرماتا ہے: "فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۠"[191]۔ آدم بھول گیا ہم نے اس کا قصد نہ پایا، لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اس پر مؤاخذہ، خود قرآن کریم نے بندوں کو یہ دعا تعلیم فرمائی:

"رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَاۚ"[192]۔	اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔

(۱۲) جتنا قُرب زائد اُسی قدر احکام کی شدت زیادہ ع

جن کے رُتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے۔

بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سُن لے گا جو برتاؤ گوارا کرے گا ہر گز شہریوں سے پسند نہ کرے گا، شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اس لیے وارد ہوا۔

حسنات الابرار سیّئات المقربین[193]۔ نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔ وہاں ترک اولٰی کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولی ہر گز گناہ نہیں۔

(۱۳) آریہ بے چارے جن کے باپ دادا نے بھی کبھی عربی کا نام نہ سُنا، اگر نہ جانے تو ہر ادنٰی

---

[190] القرآن الکریم ۲۰/ ۱۲۱

[191] القرآن الکریم ۲۰/ ۱۱۵

[192] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

[193] لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت آیۃ ۴۷/ ۱۹ مصطفی البابی مصر ۶/ ۱۸۰، ارشاد العقل السلیم تحت آیۃ ۴۷/ ۱۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸/ ۹۷

طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کے لیے ادنٰی ملابست بس ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی، اردو، ہندی سب زبانوں میں رائج ہے مکان کو جس طرح اس کے مالک کی طرف نسبت کریں گے یونہی کرایہ دار کی طرف، یونہی جو عاریت لے کر بس رہا ہے اس کے پاس جو ملنے آئے گا یہی کہے گا کہ ہم فلانے کے گھر گئے تھے بلکہ پیمائش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا تمہارا کھیت کے جریب ہوا، یہاں نہ ملک نہ اجارہ نہ عاریت، اور اضافت موجود یونہی بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی، باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے یہ عطا ہوا تھا، تو ذنبک سے مراد اہلبیت کرام کی لغزشیں ہیں اور اس کے بعد وللمؤمنین وللمؤمنٰت تعمیم بعد تخصیص ہے یعنی شفاعت فرمایئے اپنے اہلبیت کرام اور سب مردوں عورتوں کے لیے۔ اب آریہ کے اس جنون کا بھی علاج ہوگیا کہ پیروؤں کا ذکر تو بعد کو موجود ہے۔ تعمیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن عظیم میں ہے:

"رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِؕ"[194]۔	اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔

(۱۴) اسی وجہ پر آیۂ کریم سورہ فتح میں لام لک تعلیل کا ہے اور ماتقدم من ذنبک تمہارے اگلوں کے گناہ اعنی سیّدنا عبداللہ و سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے منتہائے نسب کریم تک تمام آبائے کرام وامہات طیبات باستثناء انبیاء کرام مثل آدم وشیث ونوح وخلیل واسمٰعیل علیہم الصلوۃ والسلام، اور **ما تاخر** تمہارے پچھلے یعنی قیامت تک تمہارے اہلبیت وامتِ مرحومہ تو حاصل آیۂ کریمہ یہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لیے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخش دے تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ۔ **والحمدللہ رب العالمین۔**

(۱۵)ماتقدم وما تأخر سے قبل وبعد نزول وحی کا ارادہ جس طرح عبارتِ تفسیر میں مصرح تھا آیت میں قطعًا محتمل، اور ہم ثابت کرچکے کہ اب حقیقت ذنب خود مندفع **وللہ الحمد وصلی اللہ تعالٰی علٰی شفیع المذنبین وبارك وسلم الٰی یوم الدین وعلٰی اٰلہ وصحبہ اجمعین، واللہ تعالٰی اعلم۔**

[194] القرآن الکریم ۲۸/۷۱

مسئلہ ۱۴۴: از شہر مسئولہ مولوی غلام قطب الدین صاحب ۴ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

راما سنگھم اب آریہ نہیں نصرانی ہے، رُوئے جواب جانبِ نصارٰی ہونا چاہیے۔

الجواب:

بحمد اللہ وہ جواب کافی ووافی ہے صدر کلام اور ۴ و ۸ میں آریہ کی جگہ نصرانی لکھ لیجئے اور ۸ کا شعر کاٹ دیجئے اور ۱۳ میں آریہ کی جگہ کرسچن، ہاں ۷ بالکل تبدیل ہوگا اسے یوں لکھئے۔

(۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب، نصرانی کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا، عربی زبان تو لسان مبین ہے، نہ ہر محل قابل تاویل، نہ ہر تاویل لائقِ تحویل کہ ہر شخص جہاں چاہے اپنی خواہش کے مطابق مطلب بنالے، اور محل محتمل میں تاویل صحیح کا باب بے شک واسع اور ہر زبان اور ہر قوم میں شائع و ذائع اس کا انکار نہ کرے گا مگر مکابر مفتون، اور اس کا اقرار نہ کرے گا مگر دیوانہ مجنون، ہاں بائبل کی زبان ایسی پیچیدہ ہے کہ اور تو اور خود مصنف محرف کی سمجھ میں نہیں آتی۔ تواریخ کی دوسری کتاب باب ۲۱ درس ۲۰ اور باب ۲۲ درس ۱ و ۲ میں لکھا وہ بتیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا ۸ برس بادشاہت کی اور جاتا رہا داؤد کے شہر میں گاڑا گیا یروشلم کے باشندوں نے اس کے چھوٹے بیٹے اخزیاہ کو اس کی جگہ بادشاہ کیا اخزیاہ ۴۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ یعنی باپ ۴۰ برس کی عمر میں مرا اس وقت بیٹا ۴۲ برس کا تھا۔ باپ سے دو برس پہلے پیدا ہولیا تھا۔ متی کی انجیل میں مسیح و داؤد علیہما الصلوۃ والسلام کے بیچ میں ۲۶ پشتیں ہیں اور اس میں عدد بھی گنادیا ہے کہ مسیح تا داؤد ۲۸ شخص ہیں۔ لیکن لوقا کی انجیل میں مسیح سے داؤد تک ۴۳ آدمی ہیں، ۱۵ پشتیں زائد اور اسماء بھی بالکل نامطابق، ایضاً انجیل متی باب ۵ درس ۱۷: یہ خیال مت کروکہ میں توریت یا نبیوں کی کتابیں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا ہوں۔ درس ۱۸ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا۔ یہاں تو نسخ کا اس شدت سے انکار ہے اور جابجا انجیل ہی میں نسخ احکام توریت کا اظہار ہے۔ اسی انجیل کے اسی باب درس ۳۲، ۳۱ میں ہے یہ بھی لکھا گیا کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ لکھ دے پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے اس سے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے ایضاً درس ۳۳ و ۳۴ تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ اپنی قسمیں خداوند کے لیے پوری کر، پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ہرگز قسم نے کھانا ایضاً درس ۳۸ و ۳۹ تم سن چکے ہو کہ کہا گیا آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت، پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے

دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے ایضًا باب ۱۹ درس ۸ و ۹ موسٰی نے جوروؤں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی پر میں تم سے کہتا ہوں جو کوئی اپنی جورو کو سوا زنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے زنا کرتا ہے۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب: ۱۰ درس ۲ تا ۱۲ میں ہے ان کے سوا بہت نظائر تناقض و نافہی کے ہیں تو ثابت ہوا کہ عبری زبان ہی ایسی پیچیدہ ہے کہ اس میں کتاب تصنیف کرنے والا خود اپنی نہیں سمجھتا، اور (۱۵) کے بعد یہ نمبر اور اضافہ کیجئے۔

(۱۶) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو اور توسعًا خلاف اولٰی کو بھی جو ہر گز منافی نبوت نہیں لیکن نیک ہونا تو نبی کے لیے لازم ہے نہ وہ کہ جو خدا کا بیٹا ٹھہرے مگر یہ انجیلیں کہتی ہیں کہ مسیح ہرگز نیک نہیں، دیکھو متی باب ۱۹ درس ۱۶ و ۱۷ ایک نے اس سے کہا اے نیک استاد، اس نے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے، نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا، یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۱۷ و ۱۸ و انجیل لوقا باب ۱۸ درس ۱۸ اور ۱۹ میں ہے۔ وہاں اگر بعض مفسرین نے معاذ اللہ گناہگار ہونا مانا تھا تو یہاں تو خود انجیلیں مسیح کو معاذ اللہ صاف طور سے بد بتا رہی ہیں۔

(۱۷) گناہ نہیں مگر شریعت کی مخالفت لیکن بائیبل تو شریعت کو راسًا باطل کر رہی ہے گلیتوں کو پولس کا خط باب ۳ درس ۱۰ وے سب جو شریعت ہی کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں درس ۱۱: کوئی خدا کے نزدیک شریعت سے راستباز نہیں ٹھہرتا۔ درس ۱۲: شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں اور مسیح علیہ الصلوۃ والسلام پکے راستباز و کامل الایمان ہیں تو ضرور شریعت سے جدا ہیں تو گناہگار ہیں کتاب یرمیاہ باب ۹ درس ۱۲ و ۱۳ میں ہے۔ سرزمین کس لیے ویران ہوئی اور بیابان کے مانند جل گئی خداوند کہتا ہے اسی لیے کہ انہوں نے میری شریعت کو ترک کر دیا اور اس کے موافق نہ چلے۔

(۱۸) بلکہ ترک اولٰی یا کسی صغیرہ کا صدور یا بد ہونا بھی درکنار بائیبل تو مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کو معاذ اللہ صاف **ملعون** بتاتی ہے، خط مذکور باب ۳ درس ۱۳ مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا ہو سو لعنتی ہے۔ **والعیاذ باللہ تعالٰی**، ایسے پوچ ولچر مذہب کے پابند کیوں دین حق اسلام کے خدام سے الجھتے ہیں اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور اپنی پگڑی کہ کبھی نہ سنبھلے گی سنبھالیں۔ **واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم** (اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ ت) **واللہ تعالٰی اعلم**۔

مسئلہ ۱۴۵: از موضع پارہ پرگنہ مورانواں ضلع اناؤ مسئولہ محمد عبدالرؤف صاحب ۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ چونکہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالٰی ہے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت لفظ عالم الغیب بالواسطہ یا بالعطا یا کہنا بھی جائز نہیں اور نہ حضور پرنور کو کل علم غیب یعنی از روزِ ازل تا ابد شبِ معراج میں عطافرمایا گیا تھا۔ البتہ بعض بعض علوم غیبیہ کا قائل ہے اور اپنے عقیدہ کی دلیل میں چند واقعات بطور اثبات نوشتہ علمائے دیوبند پیش کرتا ہے، مثلاً سورہ کہف کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بجواب اس سوال کے کہ اصحابِ کہف کس مدت تک سوئے تھے، فرمایا کل بتلاؤں گا، اور لفظ ان شاء اللہ تعالٰی نہ کہنے کی وجہ سے اٹھارہ روز تک وحی کا نزول نہ ہوا، اگر علمِ غیب ہوتا تو توقف نہ فرماتے۔

دوئم ۲ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا حادثہ کہ کفار مکہ نے آپ کو متہم کیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم طلاق دینے پر آمادہ ہوگئے۔ اور اگر آپ کو علم ہوتا تو تذبذب کیوں ہوتا، وحی کے نزول پر آپ مطمئن ہوئے اور کہتا ہے کہ اگر کل علمِ غیب عطا فرمایا جاتا تو پھر وحی آنے کی کیا ضرورت تھی؟

(عقیدہ عمرو) برعکس اس کے عمرو کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر شب معراج میں اللہ رب العزت نے جملہ اولین وآخرین مانند آفتابِ درخشاں روشن کردیئے تھے اور تمام علم ماکان ومایکون سے صدرِ مبارک حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو جلوہ افروز کردیا تھا اور جن باتوں سے آپ نے جواب نہیں دیا بلکہ سکوت اختیار فرمایا ان کو خدا اور حبیبِ خدا کے درمیانی اسرار مخفی کی جانب مبذول کرتا ہے، اور روز اول سے لے کر یوم الحشر کے تمامی علوم کو حضور سرور کائنات و مفخر موجودات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علوم کے سمندر کی ایک لہر کی برابر تصور کرتا ہے۔

الجواب:

اس مسئلہ میں بفضلہٖ تعالٰی یہاں سے متعدد کتابیں تصنیف ہوئیں۔ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ پر اکابر علمائے مکہ معظّمہ ومدینہ طیبہ وغیرہا بلادِ اسلامیہ نے مہریں کیں، گرانقدر تقریظیں لکھیں خالص الاعتقاد دس سال سے شائع ہوا انباء المصطفٰی بیس سال سے ہزار کی تعداد میں بمبئی و بریلی ومرادآباد میں چھپ کر تمام ملک میں شائع ہوا اور بحمدہٖ تعالٰی سب کتابیں آج تک لاجواب ہیں، مگر وہابیہ اپنی بے حیائی سے باز نہیں آتے۔ علم غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ یعلم الغیب وارد ہے کما فی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح

لملا علی القاری (جیسا کہ ملا علی قاری کی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں ہے۔ت) بلکہ خود حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے:

کان رجلا یعلم علم الغیب[195]۔	وہ مرد کامل ہیں جو علمِ غیب جانتے ہیں۔ت)

مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عزجلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اُس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔کشاف میں ہے:

المراد بہ الخفی الذی لاینفذ فیہ ابتداء الا علم اللطیف الخبیر ولھذا لایجوزان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب[196]۔	اس سے مراد پوشیدہ شے ہے جس تک ابتداءً (بالذات) سوائے باریکی جاننے والے یا خبیر (اللہ تعالٰی) کے کسی کے علم کی رسائی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ علی الاطلاق یوں کہنا کہ فلاں غیب جانتا ہے جائز نہیں(ت)

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب وماکان مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قطعاً عزت جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل ہے نہ ہوسکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔غرض صدق وصورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی۔امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں:

کم من معتقد لایطلق القول بہ خشیۃ ایھام غیرہ مما لایجوز اعتقادہ فلا ربط بین الاعتقاد والاطلاق۔[197]	بہت سے معتقدات ہیں کہ جن کے ساتھ قول کا اطلاق اس ڈر سے نہیں کیا جاتا کہ ان میں ایسے غیر کا ایہام ہوتا ہے جس کا اعتقاد جائز نہیں، لہٰذا اعتقاد اور اطلاق کے درمیان کوئی لزوم نہیں۔(ت)

یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلاقید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطاء کی تصریح کردی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔علامہ سید شریف قدس سرہ حواشی کشاف میں فرماتے ہیں:

وانما لم یجز الاطلاق فی غیرہ	علم غیب کا اطلاق غیر اللہ پر اس لیے ناجائز ہے

[195] جامع البیان(تفسیر الطبری) تحت آیۃ وعلمنٰہ من لدنا علما دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵/ ۳۲۳

[196] الکشاف تحت آیۃ ۲/ ۳ انتشارات آفتاب تہران ۱/ ۱۲۱

[197] الانتصاف

تعالٰی لانہ یتبادر منہ تعلق علمہ بہ ابتداء فیکون تناقضا واما اذا قید وقیل اعلمہ اللہ تعالٰی الغیب او اطلعہ علیہ فلا محذور فیہ[198]۔	کہ اس سے غیر اللہ کے علم کا غیب کے ساتھ ابتداء (بالذات) متعلق ہونا متبادر ہوتا ہے تو اس طرح تناقض لازم آتا ہے لیکن اگر علم غیب کے ساتھ کوئی قید لگادی جائے اور یوں کہا جائے کہ اللہ تعالٰی نے اس کو غیب کا علم عطافرمادیا ہے یا اس کو غیب پر مطلع فرمادیا ہے تو اس صورت میں کوئی ممانعت نہیں۔(ت)

زید کا قول کذب صریح و جہل قبیح ہے، کذب تو ظاہر کہ بے ممانعت شرعی اپنی طرف سے عدم جواز کا حکم لگا کر شریعت و شارع علیہ الصلوۃ والسلام اور رب العزۃ جل وعلا پر افتراء کر رہا ہے۔

قال اللہ تعالٰی "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ؕ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ۪ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۱۷﴾"[199]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں، یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ تعالٰی پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ تعالٰی پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا، تھوڑا برتنا ہے اور انکے لیے دردناک عذاب ہے۔ت)

اور جہل فاضح یہ کہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالٰی ہونے پر بالواسطہ و بالعطا کہنے کے عدم جواز کو متفرع کر رہا ہے شاید اس کے نزدیک علم غیب بالواسطہ، و بالعطا خاصہ باری تعالٰی ہے یعنی دوسرے کے دیئے سے علم غیب خاص اللہ تعالٰی کو ہوتا ہے اس کے غیر کو علم غیب بالذات بلاواسطہ ہے ایسا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کفر اشد کیا ہے۔ گنگوہی صاحب نے تو نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علم غیب بالذات بے عطائے الٰہی ملنے کے اعتقاد کو کفر نہ مانا تھا صرف اندیشہ کفر کہا تھا ان کے فتاوٰی حصہ اول صفحہ ۸۳ میں ہے:

جو یہ عقیدہ رکھے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاق حق تعالٰی کے تو اندیشہ کفر کا ہے

---

[198] حاشیہ سید الشریف علی الکشاف تحت آیۃ ۲/ ۱۳ انتشارات آفتاب تہران ۱/ ۲۸

[199] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۶و۱۱۷

لہٰذا امام نہ بنانا چاہیے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے[200]۔

حالانکہ گنگوہی صاحب کا یہ قول خود ہی صریح کفر ہے بلاشبہہ جو غیر خدا کو بے عطائے الٰہی خود بخود علم مانے قطعًا کافر ہے اور جو اس کے کفر میں تردد کرے وہ بھی کافر۔ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے دوسری شق لی تھی کہ اللہ عزوجل کے علم غیب کو حادث واختیاری مانا۔

تقویت الایمان میں ہے: غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے[201]۔

یہ بھی صریح کلمہ کفر ہے مگر دونوں شقیں جمع کرنا کہ اللہ تعالٰی کا علم عطائی اور دوسرے کا ذاتی یہ اسی نتیجہ قول زید کا خاصہ ہے۔

دو واقعے کہ زید نے پیش کیے اگرچہ ان پر ابحاث اور بھی ہیں مگر کیا انباء المصطفٰی میں صاف نہ کہہ دیا گیا تھا کہ بحمد اللہ تعالٰی نص قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان ومایکون (جو ہوچکا اور جو ہوگا۔ت) کا علم دیا اور جب یہ علم قرآن عظیم کے تبیانًا لکل شیئ ہونے نے دیا اور پر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے نہ ہر آیت یا سورت کا تو نزول جمیع قرآن عظیم سے پہلے اگر بعض کی نسبت ارشاد ہو لم نقصص علیک (ہم نے آپ پر بیان نہیں کیا۔ت) ہرگز احاطہ علم مصطفوی کا منافی نہیں، مخالفین جو کچھ پیش کرتے ہیں سب انہیں اقسام کے ہیں۔ ہاں ہاں تمام نجدیہ دہلوی گنگوہی جنگلی کو ہی سب کو دعوت عام ہے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادۃ لائیں جس سے صریح ثابت ہو کہ تمام نزولِ قرآن کے بعد بھی ماکان ومایکون سے فلاں امر حضور پر مخفی رہا اگر ایسا نص نہ لاسکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغابازوں کے مکر کو اھ ملخص[202]۔

اس کے بعد بھی ایسے وقائع پیش کرنا کیسی شدید بے حیائی ہے، بلاشبہہ عمرو کا قول صحیح ہے جمیع ماکان ومایکون جملہ مندرجات لوح محفوظ کا علم محیط حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم کریم کے سمندروں سے ایک لہر ہے جیسا کہ علامہ قاری کی زبدہ شرح بردہ میں مصرح ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

---

[200] فتاوٰی رشیدیہ

[201] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

[202] انباء المصطفٰی رضا اکیڈمی بمبئی ص ۷ تا ۱۰

مسئلہ ۱۴۶: از سیتا پور محلّہ نرائن پور مکان مولوی الٰہی بخش صاحب مسئولہ علی حسین خان ۲۹رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ غیب کا حال سوائے خدا تعالٰی کے کوئی نہیں جانتا ہے حتی کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا بہ ثبوت اس روایت کے کہ ایک بار ابو جہل نے کنواں راستے میں کھود کر خس پوش کردیا تھا اور خود بیماری کا حیلہ کرکے پڑرہا تھا جس وقت حضور عیادت کو گئے تو چاہ مذکور عین رہگزر میں تھا اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے بذریعہ وحی معلوم کیا لہٰذا اولیاء اللہ بھی نہیں جان سکتے بجز کشف والہام کے۔ بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤگے۔ ت)

الجواب:

یہ حق ہے کہ غیب کا حال سوارب عزوجل کے کوئی نہیں جانتا یعنی اپنی ذات سے بے اس کے بتائے اور یہ باطل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا قرآن کریم واحادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ ماکان ومایکون الٰی اٰخر الایام (جو ہوچکا اور قیامت تک ہوگا۔ ت) کے تمام غیب حضور اقدس علیہ افضل الصلوۃ والسلام پر منکشف فرمادیئے گئے اور حضور کے بتائے سے حضور کے غلام اولیائے کرام جانتے ہیں کشف والہام دونوں ان کے جاننے کے ذریعہ ہیں اور ان پر کوئی حد بندی نہیں۔ ان تمام مضامین کی تفصیل ہماری کتاب انباء المصطفٰی وخالص الاعتقاد وغیرہما میں ہے اور وہ ابو جہل کے کنویں والی حکایت محض ساختہ وبے اصل ہے۔ وھو تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۴۷: از ڈاکخانہ مولوی گنج ضلع گیا، مسئولہ عبدالمجید ۲۹رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو غیب کی باتیں معلوم تھیں یا نہیں، مائۃ مسائل کے چوبیسویں سوال کے جواب میں روایت فقہی ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر ہے جاننا چاہیے کہ کوئی بات غیب کی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نہیں جانتے تھے مگر جس قدر کہ اللہ تعالٰی اُن کو کسی وقت کوئی چیز معلوم کرادیتا تھا تو جانتے تھے جو کوئی اس بات کا اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غیب کی باتیں معلوم کرلیتے تھے حنفیّہ نے اس شخص پر صریح تکفیر کا حکم دیا ہے۔ لمعارضۃ قولہ تعالٰی " قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ۝۶۵ "[203]۔

(اللہ تعالٰی کے اس فرمان کے معارضہ کی وجہ سے، تم فرماؤ

---

[203] القرآن الکریم ۲۷/ ۶۵

غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ اور انہیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ت) **بینوا توجروا** (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤگے۔ت)

الجواب:

زید عمرو کچھ کہیں مگر قرآن مجید واحادیث صحیحہ کا ارشاد یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ افضل الصلوۃ والسلام کو روزِ ازل سے روزِ آخر تک کے تمام غیوب کا علم عطافرمایا گیا یہ بے شک حق ہے کہ انبیاء غیب اُسی قدر جانتے ہیں جتنا اُن کو ان کے رب نے بتایا بلاشبہہ بے اس کے بتائے کوئی نہیں جان سکتا اور یہ بھی حق ہے کہ احیانًا بتایا گیا کہ وحی حینًا بعد حین ہی اُترتی نہ کہ وقتِ بعثت سے وقتِ وفات تک ہر آن علی الاتصال، مگراس سے یہ سمجھ لینا کہ گنتی کی چیزیں معلوم ہوئیں اوران کے علم کو قلیل و ذلیل قرار دینا مسلمان کا کام نہیں، اسی احیانًا تعلیم میں شرق و غرب و عرش وفرش کے ذرّہ ذرّہ کا حال روزِ ازل سے روزِ آخر تک تمام منکشف کردیا، آیہ کریمہ میں علم ذاتی کی نفی ہے کہ کوئی شخص بے خدا کے بتائے غیب نہیں جانتا، یہ بے شک حق ہے اور اسی کے معارضہ کو حنفیّہ نے کفر کہا ہے ورنہ یہ کہ خدا کے بتائے سے بھی کوئی نہیں جانتا اس کا انکار صریح کفر اور بکثرت آیات کی تکذیب ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل انباء المصطفٰی و خالص الاعتقاد میں دیکھا چاہیے کہ ایمان درست ہو، وھو تعالٰی اعلم۔

رسالہ
رماح القھار علی کفر الکفار ۱۳۲۸ھ

(قہار کا نیزہ مارنا کافروں کے کفر پر)

(تمہید "خالص الاعتقاد")

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ ھادی القلوب وافضل الصلوۃ والسلام علی النبی المطلع علی الغیوب المنّزہ من جمیع النقائص والعیوب وعلٰی اٰلہ و صحبہ المطھرین من الذنوب القاھرین علٰی کل شقی مفترکذوب صلوۃ وسلاما یتجدان بکل طلوع وغروب۔	تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے جو دلوں کو ہدایت دینے والا ہے،اور افضل درود و سلام اس نبی کریم پر جو تمام غیبوں پر آگاہ اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور آپ کی آل پر اور صحابہ پر جو گناہوں سے محفوظ اور ہر بدبخت افتراء پرداز (جھوٹے) پر غالب ہیں ایسا درود و سلام جو ہر طلوع و غروب کے ساتھ متجدد ہوتا رہتا ہے۔ (ت)

اللہ عزوجل جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے اُن کا قدم ثبات جادہ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر ذریت شیطان اپنے وسوسے شوشے کچھ ڈالتی بھی ہے تو ہرگز اس پر اعتماد نہیں کرتے کہ ان کے

رب نے فرمادیا ہے:

"اِنۡ جَآءَكُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوۡۤا" [204]۔	اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو فورًا تحقیق کرلو بے تحقیق اعتبار نہ کر بیٹھو۔

پھر جب امر حق اپنی جھلک اُنہیں دکھاتا ہے فورًا ان کا وہ حال ہوتا ہے جو ان کے رب نے فرمایا:

"اِنَّ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيۡطٰنِ تَذَكَّرُوۡا فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ ۚ﴿۲۰۱﴾" [205]۔	بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے، ہوشیار ہوجاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔(ت)

معًا ہوشیار ہوجاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ابلیس لعین کی ذریت نے جو پردہ ڈالنا چاہا تھا دھواں بن کر اڑ جاتا اور آفتابِ حق اپنی نورانی کرنوں سے شعاعیں ڈالتا چمک آتا ہے۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالٰی نے جب اللہ واحد قہار اور اس کے حبیب سید ابرار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین و تکذیب اُس حد تک پہنچائی کہ ابلیس لعین کی ہزار ہا سال کی کمائی پر فوق لے گئی ادھر اللہ تبارک و تعالٰی نے اپنے بندہ عالم اہلسنت مجدد دین وملت دام ظلہم الاقدس کو اُن خبثا کی سرکوبی پر مقرر فرمایا، الحمدللہ سرکوبی بھی وہ فرمائی جس سے عرب و عجم گونج اٹھے، اکابر علمائے کرام حرمین شریفین نے ان شیاطین کے اقوال تکذیب و توہین پر ان کو کافر مرتد زندیق ملحد لکھا اور صاف فرمادیا کہ "من شك فی كفره وعذابه فقد كفر" [206]۔ جو ایسوں کے ان اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی انہیں طرح کافر ہے کہ اس نے اللہ عزوجل کی عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت کو ہلکا جانا اُن کے بدگویوں کو کافر نہ مانا، الحمدللہ یہ مبارک فتوٰی مسمّٰی بہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (۱۳۲۴ھ) ایسا بے نظیر مرتب ہوا جس نے وہابیت کے دلوں میں رعب، قلعوں میں زلزلے ڈال دئے۔ پھر نفیس و بے مثال تمہید ایمان بآیات قرآن (۱۳۲۶ھ) اس محمدی خنجر پر اور الٰہی صیقل ہوئی جس نے خدا اور رسول کے دشنام دہندوں کے سب حیلے مٹادیئے اور صاف صاف صرف قرآن عظیم کی آیتوں نے اُن پر حکمِ کفر لگادیئے۔ کافروں کے پاس اس کے

[204] القرآن الکریم ۴۹ /۶

[205] القرآن الکریم ۷ /۲۰۱

[206] حسام الحرمین علی منح الکفر والمین مطبع اہلسنت وجماعت بریلی ص ۹۴

جواب کیا ہوتے اور بے توفیق الٰہی توبہ کیونکر کرتے ناچار مکرو فریب، جھوٹ، کذب، تہمت افترا، بہتان گالیوں، ہذیانوں پر اُترے جو عاجزوں کی پچھلی تدبیر ہے خادمان سنت نے گالیوں سے اعراض اور اپنی ذات سے متعلق تہمتوں افتراؤں سے بھی اغماض ہی کیا، باقی دھوکے بازیوں کے جواب ظفر الدین الجید و کین کش پنجہ پیچ و بارش سنگی و پیکانِ جانگداز و ضروری نوٹس ونیا زمانہ و کشف راز وغیرہا رسائل واعلانات سے دیتے رہے ان رسالوں اشتہاروں کے جواب سے کفر پارٹی نے پھر ایک کان گونگا ایک بہرا رکھا اصلاً کسی بات کا جواب نہ دیا اور اپنی ٹائیں ٹائیں سے باز بھی نہ آئی جب دیکھا کہ یوں کام نہیں چلتا بالاخر مرتا کیا نہ کرتا پارٹی نے دو تدبیریں وہ بے مثال سوچیں کہ ابلیس العین بھی عش عش کر گیا کان ٹیک دیئے ان کے حسن پر غش کر گیا۔

تدبیر اوّل: معاوضہ بالمثل یعنی علمائے اسلام نے کفر پارٹی کے کفر پر حرمین طیبین کا فتوی شائع فرمایا تمام اسلامی دنیا میں کفر پارٹی ملعونہ پر تُھو تُھو ہو رہی ہے، پارٹی کے رنگ فق ہوئے، جگر شق ہوئے، دَم اُلٹ گئے، کلیجے پھٹ گئے مگر قہر قہار کا کیا جواب۔ اچھا اس کا جواب نہیں ہو سکتا تو لاؤ جاہلوں کے پھسلانے احمقوں کے بہکانے کو انوکھے افتراء کے پاپڑ بیلیں، معارضہ بالمثل کا جل کھیلیں یعنی پارٹی نے تو ضروریاتِ دین کا انکار کیا ہے اللہ عزوجل کو جھوٹا کہا ہے، ختم نبوت کا بکھیڑا اکھیڑا ہے، نئ نبوتوں کا راگ چھیڑا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم سے کہیں اپنے بزرگ ابلیس لعین کے علم کو بڑھایا ہے، کہیں پاگلوں چوپایوں کے علم کو علم اقدس کے مثل بنایا ہے۔ شیطان لعین کو خدا کی صفت میں شریک ٹھہرایا ہے، ان باتوں پر علمائے اسلام سے کفر و ارتداد کا حکم پایا ہے، دیکھو کسی نزعی اختلافی مسئلے میں عرب کے کسی مفتی کو ان علمائے کرام سے خلاف ہو تو اس کے متعلق کچھ لکھوائیں۔ اور اس میں گھناؤنی تہمتیں گندے افتراء اپنی طرف سے ملائیں، اور بایں ہمہ حکم من مانتا نہ ملے تو حکم بھی جی سے نکال لیں افتراء کی مشین تو گھر میں چل رہی ہے خانگی سانچے میں ڈھال لیں۔ بس نام کو کہیں بوئے خلاف ملنی چاہیے، پھر کیا ہے ابلیس دے اور ذریت لے، سوچتے سوچتے ایک مسئلہ علم خمس کا ملا جس میں مدینہ طیبہ کے شافعی المذہب مفتی برزنجی صاحب کو شُبہ تھا اور ایک انہیں کو کیا یہ مسئلہ پہلے سے علمائے امت میں مختلف رہا ہے اکثر ظاہرین جانب انکار رہے اور اولیائے عظام اور ان کے غلام علمائے کرام جانب اثبات واقرار رہے، ایسے مسئلے میں کسی طرف تکفیر چہ معنی تضلیل کیسی تفسیق بھی نہیں ہو سکتی۔ **مسلمانو!** مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں۔

ایک ضروریات دین اُن کا منکر بلکہ اُن میں ادنٰی شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ

جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔
دوم ضروریات عقائد اہلسنت، ان کا منکر بدمذہب گمراہ ہوتا ہے۔
سوم وہ مسائل کہ علمائے اہلسنت میں مختلف فیہ ہوں اُن میں کسی طرف تکفیر و تضلیل ممکن نہیں۔
یہ دوسری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے خیال میں کسی قول کو راجح جانے خواہ تحقیقاً یعنی دلیل سے اسے وہی مرجح نظر آیا خواہ تقلید کہ اسے اپنے نزدیک اکثر علماء یا اپنے معتمد علیہم کا قول پایا۔ کبھی ایک ہی مسئلہ کی صورتوں میں یہ تینوں قسمیں موجود ہوجاتی ہیں۔ مثلاً اللہ عزوجل کے لیے ید وعین کا مسئلہ: قال اللہ تعالٰی "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ" [207]۔ (اللہ تعالٰی نے فرمایا: ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ت) وقال تعالٰی: "وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ" [208]۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور اس لیے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو۔ت) ید ہاتھ کو کہتے ہیں، عین آنکھ کو۔ اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ آنکھ ہیں ایسے ہی جسم کے ٹکڑے اللہ عزوجل کے لیے ہیں وہ قطعاً کافر ہے اللہ عزوجل کا ایسے ید و عین سے پاک ہونا ضروریات دین سے ہے، اور جو کہے کہ اس کے ید و عین بھی ہیں تو جسم ہی مگر نہ مثل اجسام، بلکہ مشابہت اجسام سے پاک و منزہ ہیں وہ گمراہ بددین کہ اللہ عزوجل کا جسم و جسمانیات سے مطلقاً پاک و منزہ ہونا ضروریات عقائد اہلسنت و جماعت سے ہے، اور جو کہے کہ اللہ عزوجل کے لیے ید و عین ہیں کہ مطلقاً جسمیت سے بری و مبرا ہیں وہ اس کی صفات قدیمہ ہیں جن کی حقیقت ہم نہیں جانتے نہ اُن میں تاویل کریں وہ قطعاً مسلم سُنّی صحیح العقیدہ ہے اگرچہ یہ عدم تاویل کا مسئلہ اہلسنت کا خلافیہ ہے متاخرین نے تاویل اختیار کی پھر اس سے نہ یہ گمراہ ہوئے کہ وہ کہ اجر اعلی الظاہر بمعنی مذکور کرتے ہیں جس کا حاصل صرف اتنا کہ "اٰمَنَّا بِہٖ ۙ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا" [209]۔ (ہم اس پر ایمان لائے، سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ت)
بعینہٖ یہی حالت مسئلہ علم غیب کی ہے۔ اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں۔
(۱) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے اُس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔
(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔
(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ

---
[207] القرآن الکریم ۴۸/ ۱۰
[208] القرآن الکریم ۲۰/ ۳۹
[209] القرآن الکریم ۳/ ۷

علم اقدس سے ہر گز وسیع تر نہیں۔

(۴) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہر گز ابلیس کے لیے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعًا مشرک کافر ملعون بندہ ابلیس ہے۔

(۵) زید و عمرو ہر بچے پاگل، چوپائے کو علمِ غیب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مماثل کہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریاتِ دین سے ہیں اور اُن کا منکر ان میں ادنٰی شک لانے والا قطعًا کافر، یہ **قسمِ اول** ہوئی۔

(۶) اولیاء کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم فی الدارین کو بھی کچھ علومِ غیب ملتے ہیں مگر بوساطت رسل علیھم الصلٰوۃ والسلام۔ معتزلہ خذلھم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کے لیے **اطلاع غیب** مانتے اور اولیاء کرم رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا علوم غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے گمراہ ومبتدع ہیں۔

(۷) اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصًا سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیھم وسلم کو غیوب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ خمس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزار ہا احادیث متواترۃ المعنٰی کا منکر اور بدمذہب خاسر ہے، یہ **قسم دوم** ہوئی۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعیینِ وقتِ قیامت کا بھی علم ملا۔

(۹) حضور کو بلا استثناء جمیع جزئیات خمس کا علم ہے۔

(۱۰) جملہ مکنونات قلم ومکتوبات لوح بالجملہ روزِ اول سے روزِ آخر تک تمام ماکان ومایکون مندرجہ لوح محفوظ اور اس سے بہت زائد کا عالم ہے جس میں ماورائے قیامت تو جملہ افراد خمس داخل اور دربارہ قیامت اگر ثابت ہو کہ اس کی تعیین وقت بھی درج لوح ہے تو اسے بھی شامل، ورنہ دونوں احتمال حاصل۔

(۱۱) حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حقیقتِ روح کا بھی علم ہے۔

(۱۲) جملہ متشابہات قرآنیہ کا بھی علم ہے، یہ پانچوں مسائل **قسم سوم** سے ہیں کہ ان میں خود علماء وآئمہ اہل سنت مختلف رہے ہیں جس کا بیان بعونہ تعالیٰ عنقریب واضح ہوگا ان میں مثبت و نافی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یا فسق کا بھی حکم نہیں ہو سکتا جب کہ پہلے سات مسئلوں پر ایمان

رکھتا ہو اور ان پانچ کا انکار اُس مرض قلب کی بنا پر نہ ہو جو وہابیہ قاتلہم اللہ تعالٰی کے نجس دلوں کو ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل سے جلتے اور جہاں تک بنے تنقیص و کمی کی راہ چلتے ہیں، فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ولا ھل السنۃ من اللہ احمد رضا امین۔ (ان کے دلوں میں بیماری ہے ان کی بیماری اور بڑھ گئی اور اہل سنت کے لیے اللہ عزوجل کی طرف سے بہترین رضا ہو، آمین! ت)

وہابیہ کی مکّاریاں

اب وہابیہ کی مکاریاں دیکھیے۔

اولاً: انہیں معلوم ہوا کہ سرکار اعظم مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ کو باتباع اہلِ ظاہر بعض مسائل قسم سوم میں خلاف ہے، خبثاء کا اپنا خلاف تو مسائل قسم اول میں تھا انکار ضروریاتِ دیں و توہین حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کرکے خود انہیں مفتی شافعیہ و جملہ مفتیانِ کرام ہر دو حرم محترم کے روشن فتوؤں سے کافر مرتد مستحقِ لعنتِ ابد ٹھہر چکے تھے، جھٹ سب سے ہلکی قسم سوم میں خلاف لاڈالا۔ دو فائدے سوچ کر ایک یہ کہ جب مسئلہ خود اہلسنت کا خلافیہ ہے تو ادھر بھی عباراتِ علماء مل جائیں گی۔ ناواقفوں کے سامنے غُل مچانے کی گنجائش تو ہوگی، دوسرے سب سے بڑا جل یہ کہ مفتی صاحب سے کوئی تحریر ہاتھ آسکے گی جسے بزورِ زبان و زورِ بہتان حسام الحرمین کا معاوضہ ٹھہرا سکیں اور گلے پھاڑ کر چیخنا شروع کیا کہ علمِ غیب میں مناظرہ کرلو۔ یہی کی پھوٹوں سے کہیے کہ مسائل قسم اول تو اصل الاصول مسائل علم غیب ہیں۔ خبیثو! تم ان کے منکر ہو کر باجماع علمائے حرمین شریفین کافر ٹھہر چکے ہو۔ انہیں چھوڑ کر سب سے ہلکے مسائل قسم سوم کی طرف کہاں رہے جاتے ہو جو خود ہم اہلسنت کے خلافیہ ہیں۔ پہلے مسلمان تو ہو لو پھر کسی فرعی مسئلہ کو چھیڑو۔ اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی ملعون معاذ اللہ اللہ عزوجل کے لیے ہمارے ہی سے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، گوشت، پوست، استخواں سے مرکب مانے، اور جب اہل اسلام اس کی تکفیر کریں تو ید و عین میں مسئلہ خلافیہ تاویل و تفویض میں بحث کی آڑ لے، اس سے یہی کہا جائے گا کہ ابلیس کے مسخرے تو تو صراحۃً اُس قدوس متعالی عزجلالہ کو اپنا سا جسم مان کر کافر ہو چکا ہے تجھ سے اور اس مسئلہ خلافیہ اہلسنت سے کیا علاقہ۔ دجّال کے گدھے پہلے آدمی تو بن مسلمان تو ہو۔ پھر تفویض و تاویل پوچھیو، مسلمانو! ان خبثاء کے علمِ غیب رٹنے کا یہ حاصل ہے۔

تعسالھم واضل

اعمالھم (ان پر تباہی پڑے اور اللہ انکے اعمال برباد کرے۔ت)

ثانیًا: پیش خویش یہ منصوبے گانٹھ کر ایک مقہور مخصوم آثم ماثوم عــہ زنگی کافور موسوم کو (کہ مکہ معظّمہ میں بعون اللہ تعالٰی خائب وخاسر و ذلیل و مخصوم ہوچکا تھا یہاں تک کہ علمائے کرام حرم شریف نے اس کا نام ہی بدل کر مخصوم رکھ دیا تھا۔) متعین کیا کہ مکہ معظّمہ میں تو چھل پیچ نہ چلا مجدد دین وملت کے انوار علم نے حرم شریف کے کُوچے کو جگمگادیا ہے یہاں کے علمائے کرام بعون الملک العلام فریب میں نہ آئیں گے سرکار اعظم مدینہ طیبہ میں ہنوز "الدولة المکیة بالمادة الغیبیة (۱۳۲۳ھ)" کا آفتاب طالع نہیں ہوا اور مفتی شافعیہ کو خمس میں اشتباہ ہے ہی وہاں جل کھیلیں، مخصوم ماثوم ہے، ذی ہوش سمجھا کہ اس قدر سے اپنی جگری چہیتوں کفر وارتداد کی مصیبت بیتوں کے اندرونی گہرے زخم جانکاہ کا کیا مرہم ہوگا کہ مسئلہ خود اہلسنت کا خلافیہ ہے۔بڑھ سے بڑھ اتنا ہوگا کہ مفتی صاحب اپنا قول مختار لکھ دیں اور دوسرے قول کو خلافِ تحقیق بتائیں، یہ تو آئمہ وعلماء میں صحابہ کرام کے وقت سے آج تک برابر ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا اس سے کیا کام چلے گا، لہٰذا اس میں یہ نمک مرچ ملائے گئے کہ اعلٰیحضرت مجدد دین وملت نے اپنے رسالہ میں علم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سواعلومِ ذات و صفات الٰہی کے جملہ معلوماتِ الٰہیہ غیر متناہیہ بالفعل کو بتفصیل تام محیط ٹھہرایا اور اس احاطہ میں علم الٰہی وعلم نبوی میں صرف قدم وحدوث کا فرق بتایا ہے۔

مفتریوں پر کمالِ قہرِ الٰہی کا ثمرہ کہ یہ من گھڑت باتیں رسالہ اعلٰیحضرت کی طرف نسبت کیں جس میں صراحۃً ان اباطیل کا روشن رد ہے جس کا ذکر بعونہ تعالٰی عنقریب آتا ہے رسالے میں اگر ان باتوں کی نسبت ہاں ونہ، کچھ نہ ہوتا تو ان کا اس کی طرف منسوب کرنا سخت خبیث افتراء تھا نہ کہ رسالے میں بتصریح نام روشن وواضح طور پر جن باتوں کا رد ہوا انہیں کو اس کی طرف نسبت کر دیا جائے اس کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ کوئی معلون کہے قرآن عظیم میں عیسٰی مسیح کو خدا لکھا ہے "اِنَّ اللّٰہَ هُوَالْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ" [210]۔(بے شک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ت) اس سے یہی کہا جائے گا کہ او ملعون مجنون ابلیس کے مفتون سوجھ کر قرآن عظیم میں ایسا فرمایا ہے یا اس کا رد ارشاد ہوا ہے کہ:

عــہ: ماثوم مجرم سزایافتہ کہ خدائے کیفر کردارش بکنارش نہاد ۱۲۔

[210] القرآن الکریم ۵ /۱۷

"لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ"[211]۔	بے شک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں تم فرمادو کہ کسی کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح ابن مریم اور انکی ماں اور تمام اہل زمین کو فنا کردینا چاہیے۔

اعلیحضرت نے یہ مبارک رسالہ مکہ معظمہ میں تصنیف فرمایا اکابر علمائے مکہ نے خواہش کرکے اس کی نقلیں لیں اس رسالہ کی قسم اول جناب مفتی برزنجی صاحب نے پڑھوا کر سنی حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ زنہار معقول و مقبول نہیں کہ معاذاللہ خود حضرت ممدوح ایسے اخبث انجس افترائے ملعون تراشیں یا اُن کا تراشا روا رکھیں بلکہ ضرور ضرور ان دل کے اندھوں نے اس مقدس مفتی کی ظاہری نابینائی سے فائدہ اٹھایا اور کوئی نہ کوئی کارروائی دھوکے فریب یا تحریف تصحیف کی عمل میں لائی گئی۔

"اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ"[212]۔ (افتراء وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ت) اپنے پرانوں

"الْمُرْجِفُوْنَ فِى الْمَدِيْنَةِ"[213]۔ (مدینہ میں جھوٹ اڑانے والوں۔ت) کا ترکہ پایا

"وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۟"[214]۔ (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت)

ثالثًا: خبثاء نے کھایا بھی اور کال بھی نہ کٹا: مفتی صاحب نے ان افترائی اقوال پر بھی اتنا ہی حکم دیا کہ غلط اور تفسیر قرآن پر بے دلیل جرات ہے اشقیاء کے طائفہ بھر کی چھاتیاں پھٹ گئیں کہ ہائے ہائے رسول کے شہر میں خدا کا قہر سر پر اوڑھا اور کچھ کام نہ چلا۔اب رامپور، بریلی، دیوبند، تھانہ بھون، انبیٹھ گنگوہ، دہلی، پنجاب وغیرہا کے سب پنج غیب جڑجڑا کر کمیٹیاں ہوئیں اور رائے پاس ہولی کہ ابلیسی مسخرو! تم اور غم کرو۔ارے افترا کی مشین تو تمہارے گھر چل رہی ہے۔ مجددِ ملت پر افترا جوڑے تھے حضرت مفی صاحب پر جوڑتے ہوئے کیوں مرے جاتے ہو، بنا بر آں پہلے افتراء میں وہ جو علوم ذات و صفاتِ الٰہی کا استثناء رکھا تھا اپنے ہی چھپے ہوئے رسالے غایۃ المامول سے اسے بھی اڑادیا جناب منور علی رامپوری اینڈ کو جو اس رسالہ غایۃ المامول کے لانے والے چھاپنے والے ہیں مسلمان سب سے پہلے انہیں کی دن دہاڑے چوری اور سرزوری ملاحظہ فرمائیں۔رسالے کے صفحہ ۳ پر مفتی صاحب

---

[211] القرآن الکریم ۵ / ۱۷

[212] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

[213] القرآن الکریم ۳۳/ ۶۰

[214] القرآن الکریم ۲۶ / ۲۲۷

کی طرف منسوب عبارت تو یہ چھاپی:

ذهب فیها ای صلی الله تعالٰی علیه وسلم علمه محیط بکل شیئ حتی المغیبات الخمس وانه لا یستثنٰی من ذلك الا العلم المتعلق بذات الله تعالٰی وصفاته۔	اس کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم ہر شے کو محیط ہے حتی کہ مغیبات خمسہ کو بھی، اور وہ اللہ تعالٰی کی ذات و صفات سے متعلق علم کے سوا کسی علم کو اس سے مستثنٰی نہیں کرتا۔ (ت)

جس میں علم متعلق بذاتِ الٰہی و صفاتِ الٰہی کا صریح استثناء موجود ہے اور اس عبارت کے منگھڑت خلاصہ کا ترجمہ آخر کتاب میں یوں چھاپا کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم بھی ایسا ہی محیط ہے جیسے اللہ تعالٰی کا اور آپ کے علم اور اللہ تعالٰی کے علم میں کوئی فرق نہیں سوائے حدوث و قدم کے"۔

ملاحظہ ہو کہ وہ علم ذات و صفات کا استثناء یک لخت اڑ گیا۔ اور بلا استثناء جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو علم نبوی محیط ماننے کا بہتان جڑ گیا۔ بیجا بددین لوگ اکثر افتراء گانٹھا کرتے ہیں اس کا کچھ گلہ نہیں مگر۔ ع

چہ دلاور است دُزدے کہ بکف چراغ دارد

(چور کتنا دلیر ہے کہ ہاتھ میں چراغ رکھتا ہے۔ ت)

کا سماں اور ہی مزہ رکھتا ہے، جس کتاب میں تحریف کریں اسی کے ساتھ اسی کی پشت پر چھاپ دیں اور پھر سرِ بازار مسلمانوں کو آنکھیں دکھائیں۔ تف تف تف سے کیا ہوتا ہے جب خدا کی لعنت ہی کا خوف نہیں پھرا، پھر اس چالبازی کی کیا شکایت کہ مفتی صاحب کی طرف عبارت تو یہ منسوب کی "العلنی علی رسالة ذهب فیها"، جس کا صاف مفاد یہ کہ یہ مضمون اس رسالہ کا ہے، حالانکہ رسالہ میں اس کا صاف رَد لکھا ہے، اور باطنی طائفہ نجدیت کے امام [ع] معصوم سفلی آسمان کذب و افتراء کے بدر منور اس کا ترجمہ یوں گانٹھتے ہیں "اپنے دوسرے رسالہ علم غیب کی مجھ کو خبر دی اور اس کا یہ مدعا بیان کیا۔" یعنی یہ مدعا ربانی بیان میں تھا نہ کہ رسالہ میں۔

تاکہ کوئی رسالہ کا تاپانچہ دے کر جھوٹ بکنے والا لوٹ دے کر مفتری رسالہ میں یہ قول لکھا ہے یا اس کا رَد کیا ہے۔ پھر اس ننھی سی کتر بیونت کا کیا گلہ کہ مفتی صاحب کی طرف عبارت تو یہ منسوب کی "فلم ال جهدا فی بیان ان الآیة المذکورة لا تدل علی مدعاه دلالة قطعیة"

[ع]: اسماعیل دہلوی کی صراط مستقیم میں۔

جس کا صاف ترجمہ یہ ہے کہ میں نے اپنے چلتی اس بیان میں کمی نہ کی کہ آیت ان کے دعوی پر ایسی دلالت نہیں کرتی جو یقینی قطعی ہو۔اب قصر وہابیت کے منور محل کا چمکتا ترجمہ سنئے۔آیت مذکورہ تمہارے دعوی کی دلیل نہیں ہو سکتی۔کہاں نفی تیقن کہ یقینی طور پر اثبات نہیں اور کہاں استحالہ کی دلیل ہو ہی نہیں سکتی دو سطر کے ترجمہ میں یہ ڈھٹائیاں اور واں گھائیاں یہ دلربائیاں اور پھر دین و دیانت کا دعوی پر قرار۔ع

چوں وضوئے محکم بی بی تمیز (بی بی تمیز کے محکم مضبوط وضو کی طرح۔ت)

پھر یہ شرمیلی جھانولی تو خاص انعام دینے کے قابل کہ اسی صفحہ ۳ عبارت مفتی صاحب میں قادیانی، پھر طائفہ امیریہ امیر حسن سہسوانی، پھر طائفہ نذیریہ نذیر حسین دہلوی، پھر طائفہ قاسمیہ قاسم نانوتوی، پھر رشید احمد گنگوہی، پھر اشرف علی تھانوی، یہ سارے کے سارے نام بنام مذکور تھے اور ان سب پر جب کہ وہ اقوال ان کے ہوں احکام کفر وضلال مسطور تھے، تنِ وہابیت کی منور جان جو سرمائی نظروں سے اس کے ترجمہ پر آئیں تو یوں جھلک دے کر الوپ ہو جائیں کہ ہندوستان میں کچھ لوگ گمراہ اور اہلِ کفر ہیں جو ایسا ایسا کہتے ہیں منجملہ ان کے غلام احمد قادیانی وغیرہ وغیرہ ملاحظہ ہو اپنے پانچوں کو کیا وغیرہ وغیرہ کے پردے میں بٹھایا، وغیرہ کی خاک ڈال کر بلی کی طرح چھپایا ہے غرض ؎

عیّار ہو مکّار ہو جو آج ہو تم ہو
بندے ہو مگر خوفِ خدا نہیں رکھتے

ارے بیباک! کیا کہنا ہے تیری اس وغیرہ کا
یہی پردہ ہے سارے ایر غیرا نتھّو خیرا کا

بریلی کے وہابیہ بھی انہیں حضرت کی چال پر پھول کر اپنی بتیاں والی تحریر سر بازار تشہیر کرا بیٹھے۔مسلمانوں نے پانسو روپے انعام کا اشتہار دیا اگر ایک ہفتہ میں اپنے افتراؤں کا ثبوت دے دیں۔معیاد گزری اور اس سے دو چند زمانہ گزرا، اور پھر سہ چند تک نوبت پہنچی مگر کسی مفتری کذب کے لب نہ کھلے "فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵۸﴾ "[215]۔تو ہوش اڑ گئے کافر کے، اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو۔ت) بیس ۲۰ روز بعد بعض بے حیا پردہ نشینوں نے کسی اپنے سعید کی فرضی آڑ سے دیوبندی کمیٹیوں کا نتیجہ چھاپا۔پہلے دو اندھیر تھے تو اس میں افترا بر افترا، افترا بر افترا کے ڈھیر تھے اور واقعی کوئی

---

[215] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۸

ملعون طائفہ اپنے لعنتی افتراؤں کا ثبوت کہاں سے لائے سوا اس کے کہ لعنتوں پر لعنت، غضبوں پر غضب اوڑھے، اس پر مسلمانوں نے العذاب البئیس علی انجس حلائل ابلیس ان پر نازل کیا اور تین ہزار روپے کا اعلان دیا اور ان کی مہلت تین ہفتے کر دی اور برسم شہادت ان کے الفاظ کی ٹوکری در بھنگی وغیرہ سب کے ظاہر پیر تھانوی صاحب کے سر دھر دی، اگرچہ برسوں کا تجربہ شاہد ہے کہ وہ تین توڑے دیکھ کر بھی لب نہ عــہ کھولیں گے۔ اُن کی مہر دہن جب ٹوٹے کہ کچھ گنجائش سوجھے، خیر ایک تدبیر تو کفر پارٹی کی یہ تھی۔ دوسری تدبیر لعنتِ تحمیر اشد ملعونی کی بولتی تصویر فلک شیطنت کی بدر منیر ابلیس لعین کی بڑی ہمشیر اللہ و رسول پر حملہ کے لیے کفر پارٹی کی ننگی شمشیر، یعنی رسالہ ملعون و شقی ظلماً مسمّٰی سیف النقی۔ اس خبیثہ ملعونہ رسالہ نے وہ طرز اختیار کی کہ وہابیہ خذلھم اللہ تعالٰی پر سے ۳۵ برس کا قرضہ ایک دم میں اُتروادے،

آستانہ علویہ رضویہ سے پینتس سال کامل ہوئے کہ وہابیہ کار داشاعت پارہا ہے اور آج تک بفضل وھاب جل وعلا لاجواب رہا ہے۔ کسی گنگوہی، نانوتوی، انبٹھی، تھانوی، دیوبندی، دہلوی، امرتسری کو تاب نہ ہوئی کہ ایک حرف کا جواب لکھیں اور جب مطالبہ جواب کتب کا نام آیا ہے، متکلمین طائفہ نے جو مناظرہ رٹ رہے ہیں وہ وہ چک پھیریاں لیں، وہ وہ اڑان گھاٹیاں دکھائیں جن کا بیان رسالہ الاستمتاع بذوات القناع سے ظاہر شریفہ ظریفہ رشیدہ رسیدہ نے اپنے اقبال وسیع سے ان کے ادبار پر وضیق کو ایسی فراخی حوصلہ کی لے سکھائی ہے کہ چاہیں تو ایک ایک منٹ میں اپنے خصموں کی ایک ایک کتاب کا جواب لکھ دیں۔ اور وہ بھی بے مثل ولاجواب لکھ دیں یعنی خصم کا جو قول چاہیں نقل کریں اور اس کے مخالف جتنی عبارات چاہیں خصم کے آباء واجداد و مشائخ کی طرف سے گھڑلیں اور ان کی تصانیف کے نام بھی تراش لیں، ان کے مطبع بھی اپنے افترائی سانچے میں ڈھال لیں اور سر بازار بکمال حیا آنکھیں دکھانے کو ہو جائیں کہ تم تو کہتے ہو اور تمہارے والد ماجد اس کے خلاف فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں، تمہارے جد امجد کا فلاں کتاب میں یہ ارشاد ہے۔ فلاں مشائخ کرام فلاں فلاں کتاب میں یوں فرماگئے ہیں ان کتابوں کے یہ یہ نام ہیں، فلاں فلاں مطبع میں چھپی، ان کے فلاں فلاں صفحہ پر یہ عبارات ہیں، کہیے اس سے بڑھ کر پکا اور کامل ثبوت اور کیا ہوگا۔ اور بعنایتِ الٰہی حقیقت دیکھئے تو ان کتابوں کا اصلاً کہیں روئے زمین پر نام ونشان نہیں، نری من گھڑت خیالی تراشیدہ خوابہائے پریشان جن کی تعبیر فقط اتنی کہ "لَعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی

عــہ: یہی واقع ہوا دس ۱۰ برس سے زیادہ گزرے تھانوی صاحب خاموش باختہ ہوش۔

الْكٰذِبِيْنَ ۝ "[216]۔ (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت، ت)

مثلاً (۱) صفحہ ۳ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلدین اعلٰیحضرت کے والد ماجد اقدس حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں قدس سرہ العزیز کے نام سے گھڑی اور بکمال بے حیائی کہہ دیا کہ مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۱۵۔

(۲) صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب بنام ہدایۃ الاسلام اعلٰیحضرت اعلٰیحضرت کے جدِّ امجد حضور پُر نور سیدنا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نام سے تراشی اور بکمال ملعونی کہہ دیا کہ مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۳۰۔

(۳) صفحہ ۱۱ اور صفحہ ۲۰ پر ہدایۃ البریہ مطبوعہ صبح صادق کے علاوہ ایک ہدایۃ البریہ مطبوعہ لاہور اعلٰیحضرت کے والد روح اللہ روحہ کے نام سے گھڑی اور اپنی تراشیدہ عبارتیں اس کی طرف منسوب کردیں کہ صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں، صفحہ ۴۱ میں فرماتے ہیں اور سب محض بناوٹ۔

(۴) صفحہ ۱۱ پر ایک کتاب بنام خزینۃ الاولیاء حضور اقدس انور حضرت سیدنا شاہ حمزہ مارہروی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نام اقدس سے گھڑی اور بکمالِ شقاوت کہہ دیا کہ مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵۔

(۵) صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلدین اعلٰیحضرت کے جدّ امجد نور اللہ تعالٰی مرقدہ کے نام سے گھڑی اور بکمال شیطنت کہہ دیا مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۲۔

(۶) صفحہ ۲۱ پر حضرت اقدس حضور سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ملفوظات دل سے گھڑے اور بکمال اہلبیت کہہ دیا کہ مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۷ اور خبیثہ شقیہ نے جو عبارت جی سے گھڑی وہ ہوتی تومکتوب ہوتی نہ کہ ملفوظ اور اس کے اخیر میں دستخط بھی گھڑلیے کتبہ شاہ حمزہ مارہروی عفی عنہ اللہ کی مہر کا اثر کہ اندھی خبیثہ کو ملفوظ ومکتوب کا فرق تک معلوم نہیں اور دل سے گھڑنت کو آندھی۔ ع

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

ع قدم فسق پیشتر بہتر

(۷) خبیثہ ملعونہ نے صفحہ ۱۴ پر ایک کتاب بنام مراۃ الحقیقۃ حضور انور واکرم غوث دوعالم

---

[216] القرآن الکریم ۳/ ۶۱

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مہر انور سے گھڑی اور بکمال بے ایمانی کہہ دیا کہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۔

(۸) صفحہ ۲۰ پر اعلیحضرت کے والد ماجد عطر اللہ مرقدہ، کی مہر مبارک بھی دل سے گھڑلی،اور اس کی یہ صورت بنائی۔

حالانکہ حضرت والا کی مہرِ اقدس یہ تھی جو بکثرت کتب پر طبع ہوئی ہے۔

(۹) حضرت اعلیٰ قدس سرہ، کی وفات شریف ۱۲۹۷ھ میں واقع ہوئی خبیثہ نے مہر کا سَن ۱۳۰۱ لکھا یعنی وصال شریف کے چار برس بعد مہر کندہ ہوئی۔ سچ ہے جب لعنتِ الٰہی کا استحقاق آتا ہے،آنکھ ،کان، دل سب پٹ ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) تقویت الایمان پر سے اعتراضات بزورِ زبان اٹھانے کو صفحہ ۲۸ پر ایک تقویت الایمان مطبوعہ مصطفائی گڑھی،اور اس سے وہ عبارتیں نقل کردی جس کا دنیا بھر کی کسی تقویت الایمان میں نشان نہیں۔

جب حالت یہ ہے تو اپنی طرف کی فرضی خیالی تصانیف گھڑ دینے کی کیا شکایت۔ محمد نقی اجمیری جو کوئی شخص اس کا مصنّف ٹھہرایا ہے، غالبًا یہ بھی خیالی گھڑا یا کم از کم اسی فرضی ہے۔ایک بزرگوار نے پہلے ایک اسی رنگ کا رسالہ حمایتِ اعلیحضرت میں لکھ کر یہاں چھاپنے کو بھیجا تھا جس میں مخالفانِ حضرت والا کے کلام ایسے ہی فرضی نقل کیے تھے۔الحمد للہ اہل سنت ایسی ملعون باتیں کب پسند کریں یہاں سے دھتکار دیا تو مخالف ہو کر دامن وہابیوں کا پکڑا اور ان کو یہ رسالہ سیف النقی بھیجا، جھوٹے معبود کے پجاری تو ایسوں کے بھوکے ہی تھے۔"**باسم المعبود الکذاب اللئیم**" کہہ کر قبول کرلیا اور اعلان چھاپا کہ بندہ کی معرفت یہ رسالہ اشرف علی وغیرہ بزرگان کی جملہ تصانیف مل سکتی ہیں۔راقم اصغر حسین مدرسہ دیوبند۔

مسلمان اپنی ہی عادت پر قیاس کرتا ہے، گمان تھا کہ وہ حضرات بیحیا سے بے حیا ہوں،

پھر بھی ایسی ہی سخت سے سخت ناپاک ترخبیث گندی گھناؤنی ابلیسی ملعون تحریر کا نام لیتے کچھ تو شرمائیں گے جس کی کمال بے حیائیوں ڈھٹائیوں کی نظیر جہان بھر میں کہیں نہ پائیں گے۔ مگر واضح ہوا کہ وہاں بعضبِ الٰہی ایک حمام میں سب ننگے ہیں، مدرسہ دیوبند سے اس کی اشاعت تو دیکھ ہی چکے، اب در بھنگی صاحب کی حیاء ملاحظہ ہو، ۱۴ ربیع الاخر شریف کو جناب تھانوی صاحب سے رجسٹری شدہ نوٹس میں استفسار فرمایا تھا کہ کیا آپ مناظرہ کو آمادہ ہوئے ہیں۔ کیا آپ نے در بھنگی صاحب کو اپنا وکیل مطلق کیا ہے۔ آج سوا مہینہ گزرا تھانوی صاحب کو تو حسب عادت جو سونگھ جاتا تھا سونگھ گیا یا دماغ شریف سونٹھ کی ناس سے اونگھتا ہی رہتا ہے اور بھی اونگھ گیا۔ مگر ۳۰ ربیع الاخر شریف کو در بھنگی جی اچھلے، اور اپنی ہی خصلت و نسبت کے موافق بہت کچھ کلمات ناپاک اور غلیظ اپنے دہن شریف سے اگلے اور ایک دو ورقہ اپنے نصیبوں کی طرح سیاہ فرمایا جس کا حاصل صرف اس قدر کہ ہاں ہم تھانوی صاحب کے وکیل ہیں، کیا ہم نہیں کہتے کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں ہم نے معززوں کے سامنے کہہ دیا ہے کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ ہاں ہاں اے لو، خدا کی قسم ہم تھانوی کے وکیل ہیں تھانوی جی سے کیوں پوچھو کہ تم نے وکیل کیا یا نہیں، ہم جو کہہ رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ اچھا تھانوی جی نہیں بولتے کہ ہم ان کے وکیل ہیں تو ان کے نہ بولنے سے کیا یہ مِٹ جائے گا کہ ہم تھانوی کے بول ہیں، ہم خود تو بول رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں تو گنگوہی کی آنکھوں کی قسم ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ مسلمانو! خدارا انصاف یہ صورتیں مناظرہ کرنے کی ہیں۔ اللہ ورسول (جل وعلا، وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی جیسی عزت ان کی نگاہوں مین ہے طشت از بام ہے اسی پر تو عرب وعجم میں حل وحرم میں ان پر لعنتوں کا لام ہے۔ ہاں بعض دنیاوی عزتوں کا بھاری بوجھ پڑا کہ دفع الوقعتی کو در بھنگی صاحب مغالطہ دہی کے لیے اپنے منہ آپ جناب تھانوی صاحب کے وکیل بن بیٹھے۔ اوّل روز سے تھانوی صاحب پر تمام رسائل واعلانات میں یہی تقاضا سوار تھا کہ خود مناظرہ میں آتے ہول کھاتے ہو، کھاؤ اپنے مہر ودستخط سے کسی کو وکیل بناؤ، بارے اب خدا خدا کرکے وکالت کی بِھنک سُنی تو اس کی تحقیقات حرام ہے۔ خود ساختہ وکیل صاحب کا جبروتی حکم ہے کہ جناب تھانوی صاحب کی مہر کیسی، دستخط کہاں کے۔ ان سے پوچھنا ہی بے ضابطہ ہے۔ ہم خود ہی جو کہہ رہے ہیں کہ ہم تھانوی کے وکیل ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہے۔ تھانوی کو رجسٹری شدہ نوٹس پہنچا جس میں وکیل کرنے نہ کرنے کو ان سے پوچھا وہ نہ بولے، لاکھ نہ بولیں، ان کے نہ بولنے سے کیا ہوا، بس اتنا ہی، نہ کہ یہ سمجھا گیا کہ انہوں نے ہم در بھنگی صاحب کو وکیل ہرگز نہ کیا۔ پھر اس سے کیا ہوتا ہے ہم خود جو فرما رہے ہیں کہ ہاں ہم کو تھانوی جی نے وکیل کیا ہے۔ اس میں ہماری

ہاں کے آگے تھانوی جی کے نائے نوئے یا ہائے ہوئے یا ٹال مٹول یا اول فول یا قول فعل کسی حرکت کا اصلاً اعتبار ہی کیا ہے، آپ نے نہیں سُنا کہ ع

گھر سے آیا ہے معتبر نائی

مسلمانو! نہ فقط مسلمانوں، جہان بھر کے ذرا سی بھی عقل و تمیز رکھنے والو! کبھی اس مزہ کی وکالت کہیں سنی ہے، گویا اس پیرانہ سالہ میں دیو بندیوں نے گھیر گھار کر دو گز اٹیا کیا سر پر لپیٹ دی۔ گورنمنٹ گنگوہیت نے در بھنگی صاحب کے بیر سڑی کا بِلّا لگا دیا کہ موکل کے انکار اقرار کی کچھ حاجت نہیں فقط ان کا فرمانا کافی ہے، یا وہ تمام دیوبندیوں خواہ خواص تھانوی صاحب کے گھر کی عام مختاری کا ڈپلومہ ان کے پرو دینا تھا جس کے بعد تو وکیل کی نسبت دریافت کرنا ہی بے ضابطگی ہے۔

مسلمانو! کیا وکالت یونہی ثابت ہوتی ہے، کیا اس سے در بھنگی صاحب کی محض جھوٹی وکالت کا ہوائی ببولا نہ پھوٹ گیا۔ جناب تھانوی صاحب نے دبی زبان بھی اتنی ہانک نہ دی کہ میں نے وکیل تو کیا ہے، کیا ایسے ہی منہ مناظرہ کرنے کے ہوتے ہیں۔ اللہ اللہ جناب تھانوی صاحب کی یہ گریز، یہ فرار، یہ ہول، یہ خوف، یہ صموت اور اس پر اذناب کی یہ حالتیں، اور پھر مناظرہ کا نام بدنام، ارے نامردی تو خدا نے دی ہے، مار مار تو کیے جاؤ ازلی نصیبو انہیں حالتوں پر عظمائے اسلام کو لکھتے ہو کہ خدا نے جو ذلت اور رسوائی آخری عمر میں آپ کی گردن کا طوق بنادیا ہے کیا ان ناپاک چالوں اور بے شرمی کے حیلوں سے ٹال سکتے ہیں۔

"ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡكَنَةُ" (ان پر مقرر کر دی گئی خواری اور ناداری۔ت) کے مصداق ہو کر عزت کی طلب فضول اور عبث ہے۔

ارے منافقو! تمہارے اگلے تو اس سے بھی بڑھ کر کہہ گئے تھے کہ:

"لَئِنۡ رَّجَعۡنَاۤ اِلَى الۡمَدِيۡنَةِ لَيُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡهَا الۡاَذَلَّ ؕ" [217]۔	اگر ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اُسے جو نہایت ذلت والا ہے۔(ت)

اس پر قرآن عظیم نے کیا جواب دیا:

"وَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ وَلِرَسُوۡلِهٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَلٰـكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ‏" [218]۔	عزت تو اللہ ورسول اور مسلمانوں کے لیے ہے مگر منافقین کو خبر نہیں۔

[217] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

[218] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

وہ ملاعنہ ہمیشہ الٰہی عزت کو ذلت ہی تعبیر کرتے یا اندھے ابلیس کی اندھی نسلوں کو عزت کی ذلت نہیں سوجھتی، اسی پر تو قرآن عظیم نے فرمایا:

"قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۞ "[219]۔	خدا انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

یہی ترکہ اگر آپ نے پایا کیا جائے شکایت ہے، واقعی جن کو اللہ تعالٰی اوندھا کیے ان کی اوندھی اوندھی مت میں اس سے بڑھ کر ناپاک چال اور بے شرمی کا حیلہ کیا ہے کہ زید سے پوچھا جائے عمرو جو اپنے آپ کو تیرا وکیل بتاتا ہے کیا تو نے اسے وکیل کیا ہے اور کمال پاک چال اور بڑی شرمیلی حیلہ گری کیا ہے یہ کہ ۳۵ سال ضربیں کھا کر بعض دنیاوی رئیسوں کے دباؤ سے جب دم پر بنے تو ایک بے معنی خود وکیل بنے، جب فرضی موکل صاحب سے تصدیق طلب ہو کہ کیا آپ نے اسے وکیل کیا تو پھر یا مظہر العجائب جواب مع مجیب غائب۔ بس اور تو کیا کہوں اور اس سے بہتر کہہ بھی کیا سکوں جو قرآن عظیم فرما چکا کہ:

"قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۞ "[220]۔	خدا انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

خیر یہ تو مناظرہ دہلی کا خاتمہ تھا جو تھانوی صاحب کی کمال دہشت خواری بے تکان فراری یا در بھنگی بولوں میں اُن کی آخری عمر کی سخت ذلت وخواری پر ہوا۔ اور ہونا ہی چاہیے تھا کہ قرآن پاک فرما چکا تھا:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۞ "[221]۔	بے شک اللہ تعالٰی فاسقوں کو راہ نہیں دیتا (ت)

اور صاف ارشاد فرمایا

"قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۞ "[222]۔	خدا انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

یہاں کہنا یہ ہے کہ رسالہ ملعونہ خبیثہ مذکورہ کے کوتک آپ ملاحظہ فرما چکے اور حاشا وہ اس کے چہارم کوتک بھی نہیں۔ خیال تھا کہ دیوبندی مدرسہ سے اگرچہ اس کی اشاعت کا اعلان ہے مگر کوئی دیوبندی مُلّا نا ایسی ناپاک ملعونہ کو اپنی کہتے کچھ تو لے جائے گا۔ لیکن یہ خیال غلط نکلا۔ اب یہی در بھنگی صاحب، نہیں نہیں بلکہ کچھ دنوں کے لیے ان کے منہ یہی تھانوی صاحب، ہاں ہاں یہی سارے کے سارے دیوبندیوں کے مشکل کشا، مناظر، بیرسٹر، پلیڈر، حاویٔ جملہ اصول و نظائر اپنے اُسی خواری نامہ ۳۰ ربیع الآخر میں فرماتے ہیں، تحریر میں بھی اب آپ کی حقیقت دیکھنی ہے، سیف النقی اور

---

[219] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

[220] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

[221] القرآن الکریم ۶۳/ ۶

[222] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

دین کا ڈنکا تو طبع ہو چکا ہے۔ملاحظہ سے گزرا ہوگا،الشاب الثاقب اور رجوم بھی طبع ہونے والا ہے،وہ دیکھئے کس فخر کے ساتھ اس ملعونہ کا نام لیا ہے۔اللہ اللہ مسلمانوں،نہ صرف مسلمانوں،دنیا بھر کے عاقلوں سے پوچھ دیکھو کہ کبھی کسی بیجیا سے بیجیا ناپاک،گھناؤنی سے گھناؤنی،بے باک سے بے باک،پاجی،کمینی،گندی قوم نے اپنے خصم کے مقابل بے دھڑک ایسی حرکات کیں۔آنکھیں میچ کر گندا منہ پھاڑ کر ان پر فخر کیے۔انہیں سرِ بازار شائع کیا اور ان پر افتخار ہی نہیں۔بلکہ سُنتے ہیں کہ ان میں کوئی نئی نویلی،حیادار،شرمیلی،بانکی،نکیلی،میٹھی،رسیلی،اچپل،البیلی،چنچل،انیلی،اجودھیا باشی آنکھ یہ تان لیتی اُپجی ہے۔ع

ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہاں کی گھونگھٹ

اس فاحشہ آنکھ نے کوئی نیا غمزہ تراشا اور اس کا نام شہابِ ثاقب رکھا ہے کہ خود اسی کے شیطانی بے حیائی پر شہاب ثاقب ہے اس میں وہ حیا پر یدہ گیسو بریدہ افتخار سے استناد،استناد سے اعتماد تک بڑھی ہے،کہیں تو اسی ملعونہ بظلم مسمّات سیف النقی کا آنچل پکڑ کے سندلائی اور اس کا بھی سہارا چھوڑ خود اپنی طرف سے وہی بے سُری گائی وہ تازہ غمزہ پاروں تک پہنچا توان شاء اللہ العزیز اس کی جدا خبر لی جائے گی۔

مسلمانو! بلکہ ہر مذہب کے عاقلو،کیا ایسوں سے کسی مخاطبہ کا محل رہ گیا کیا اُن کا عجز لاکھوں آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوگیا۔بد نصیبوں میں کچھ بھی سکت ہوتی تو ایسی ناپاک حرکت جس کی نظیر آریوں،پادریوں ہندوؤں،بت پرستوں کسی میں نہ ملے ہر گز اختیار نہ کی جاتی۔

ارے دم ہے کسی تھانوی،دربھنگی،سرہنگی،سربھنگی،انبٹھی،دیوبندی،نانوتوی،گنگوہی،امرتسری،دہلوی،جنگلی کو ہی میں کہ اُن من گھڑت کتابوں،اُن کے صفحہ،اُن کی عبارتوں کا ثبوت دے اور نہ دے سکے تو کسی علمی بحث یا انسانی بات میں کسی عاقل کے لگنے کے قابل اپنا منہ بنا سکے۔

اسی کو تک پہ یہ لپکا کہ کوئی منہ لگے تیرے

جو تجھ سے بڑھ کے گندا ہو وہ پاجی منہ لگے تیرے

بھلا یہ تو اصغر حسین جی دیوبندی و مرتضٰی حسن جی دربھنگی و حسین احمد جی اجودھیا باشی کے تانگے تھے خود پرانے جہان دیدہ گرم و سرد چشیدہ عالیجناب تھانوی صاحب کا چرچہ ملاحظہ ہو۔

ارے بے دم ہے کسی وہابی بے دم میں

اسی ذی العقدہ ۲۸ھ کی ۲۰ تاریخ کو اعلٰیحضرت مجددِ دین وملت نے "تھانوی صاحب کا چرخہ "کے نام ایک مفاوضہ عالیہ مسمّٰی بنام تاریخی ابحاث اخیرہ(۱۳۲۸ھ)امضا فرمایا جس کے تذکارات نمبر ۹ میں ارشاد ہو!"یہ مانا کہ جب جواب بن ہی نہ پڑے تو کیا کیجئے کس گھر سے دیجئے مگر والا جنابا! ایسی ایسی صورتوں

میں انصاف یہ تھا کہ اپنے اتباع کا منہ بند کرتے معاملہ دین میں ایسی ناگفتنی حرکات پر انہیں لجاتے شرماتے، اگر جناب کی سے ترغیب نہ تھی تو کم از کم آپ کے سکوت نے انہیں شہ دی یہاں تک کہ انہوں نے سیف النقی جیسی تحریر شائع کی جس کی نظیر آج تک کسی آریہ یا پادری سے بھی بن نہ پڑی"۔

پھر استفسارات میں فرمایا:

(۷) آخر آپ بھی اللہ واحد قہار جل وعلا کا نام تو لیتے ہیں اسی واحد قہار جبار کی شہادت سے بتایئے کہ یہ حرکات جو آپ کے یہاں کے علمائے مناظرین کررہے ہیں صاف صریح اُن کے عجز کامل اور نہایت گندے جملہ بزدل کی دلیل روشن ہیں یا نہیں۔

(۸) جو حضرات ایسی حرکات اور اتنی بے تکلفی اختیار کریں، چھپوائیں، بیچیں، بانٹیں، شائع وآشکار کریں، پیش کریں، حوالہ دیں، افتخار کریں، امورِ مذکورہ کو رواہ رکھیں، ترک انسداد وانکار کریں کسی غافل کے نزدیک لائق خطاب ٹھہراسکتے ہیں یا صاف ظاہر ہوگیا کہ مناظرہ آخر ہوگیا۔

(۹) اُسی واحد قہار جل جلالہ کی شہادت سے یہ بھی بتادیجئے کہ وہ رسالہ ملعونہ جو خاص جناب کے مدرسہ دیوبند سے اشاعت ہورہا ہے اس اشاعت کی آپ کو اطلاع تو ظاہر مگر اس میں آپ کے مشورے آپ کی شرکت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کی رضا ور غبت ہے یا نہیں، نہیں تو آپ کو سکوت اور اس سکوت کا محصل اجازت ہے یا نہیں۔ الخ۔

تھانوی صاحب حسبِ عادت خاموش وخود فراموش، غرض بات وہی ہے کہ ایک حمام میں سب ننگے۔ ع

بے حیا باش آنچہ خواہی کُن

(بے حیا ہوجا پھر جو چاہے کر۔ ت)

خیر ایسوں کے منہ کہاں تک لگیں اصل بات جس پر اس تمہید کا آغاز تھا عرض کریں کہ اللہ عزوجل جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے ان کا قدم ثبات جادہ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر ذریتِ شیطان وسوسے ڈالے تو اس پر اعتماد نہیں کرتے پھر جب امرِ حق جھلک دکھاتا ہے معًا ہوشیار ہوجاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اس کی تصدیق والا حضرت بالا درجت معلٰی برکت حضرت سید حسین حیدر میاں صاحب قبلہ حسینی زیدی واسطی مارہری دامت برکاتہم کا واقعہ نفیسہ ہے حضرت والا اجلہ سادات عظام و صاحبزادگان سرکار مارہرہ مطہرہ وتلامذہ اعلیحضرت تاج الفحول محب الرسول مولٰینا مولوی حافظ حاجی شاہ محمد عبدالقادر صاحب قادری عثمانی بدایونی قدس سرہ الشریف سے ہیں لکھنؤ اپنے بعض اعزہ کے

معالجہ کو تشریف لائے تھے، شیاطین غراب خوارِ دیوبندیہ کی غرابیں تو ہندوستان میں برساتی حشرات الارض کی طرح پھیلی ہیں حضرت جھوائی ٹولہ میں فروکش تھے دروازہ کے قریب ایک شب کچھ دیوبندی غرابوں کا آپس میں یہ ذکر کرتے سنا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علمِ غیب کے قائل ہوگئے ہیں اور یہ عقیدہ کفر کا ہے، اور حسبِ عادت افتراء و تہمت بک رہے تھے حضرت کو بہت ناگوار گزرا۔ مگر اللہ اکبر ادھر رب عزوجل کا ارشاد کہ:

"اِنۡ جَآءَ کُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡا"[223]۔	جب کوئی فاسق تمہارے پاس کچھ خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرلو۔

ادھر حضرت میں دینِ متین کی حرارت، صبح ہی اعلیٰحضرت مجدد المائۃ الحاضرہ کے نام والا نامہ تحریر فرمایا جس کے ہاشمی تیور یہاں تک تھے کہ بہر نوع مجھ کو اپنی تسکین کی ضرورت ہے اگر آپ سے ممکن ہو تو فرمادیجئے۔ حتی کہ ارشاد فرمایا تھا۔ اگر اس میرے عریضہ کا جواب شافی آپ نہ دیں گے تو یہ عقیدہ علم غیب کا مجھ کو اپنا تبدیل کرنا پڑے گا۔

اعلیٰحضرت مجدد دین وملت نے فوراً یہ خط جو اس وقت بنام **خالص الاعتقاد** آپ کے پیش نظر ہے حضرتِ والا کو رجسٹری بھیجا اور اس سے کے ساتھ انباء المصطفی و حسام الحرمین و تمہید ایمان و بطش غیب و ظفر الدین الطیب وغیرہا بھی ارسال کیے۔

الحمدللہ کہ اسی آیۃ کریمہ کا ظہور ہوا کہ "**تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا ھُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ**"[224]۔

تقوٰی والوں پر شیطان کچھ وسوسہ ڈالے تو وہ معًا ہوشیار ہوجاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

اس خط و رسائل کو تمام وکمال تین ہفتہ میں ملاحظہ فرما کر حضرت والا نے یہ دو گرامی نامے اعلیٰحضرت کو ارسال فرمائے۔

نامہ اوّل:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط وبہ نستعین ونصلی ونسلم علٰی نبیہ الکریم ط

حضرت مولٰینا وبالفضل اولٰنا دام ظلہم وبرکاتہم وعمرہم۔

از حقر سید حسین حیدر بعد تسلیم نیاز عرض خدمت عالی اینکہ نوازش نامہ عالی عرض دار لایا۔

عـــہ: مراد آباد کی طبع دوم کا بہت ناقص چھپا تھا کہ پڑھنے میں دقت تھی ۱۲۔

---

[223] القرآن الکریم ۴۹/ ۶

[224] القرآن الکریم ۷/ ۲۰۱

معزز فرمایا او تعالٰی ذاتِ والا کو بایں تجدید و تاسیس دین متین سلامت رکھے اس صدی کے مجدد اللہ تعالٰی نے ہمارے سب کے واسطے ذاتِ عالی کو بھیجا ہے رسائل عنایت فرمودہ جناب میں نے حرف بحرف پڑھے اور تمام دن انہیں کے مطالعہ میں گزرتا ہے اگرچہ اس مسئلہ میں جو کچھ میں نے وقتاً فوقتاً آپ کی زبان سے سنا تھا اسی حبلِ متین کو مضبوط پکڑے ہوئے تھا اب اس تقریر والا نے تو میرے اس عقیدہ کو ایسا فولاد کردیا ہے کہ جس کا بیان نہیں، فتوی انباء المصطفٰی نے بوجہ اپنی طبع عـــہ کے مجھ کو کوئی فائدہ نہیں دیا اور نہ اس تحریر کے بعد مجھ کو حاجت رہی، نسخہ "تمہید ایمان" کو دیکھ کر میں اپنی مسرت کا حال کیا عرض کروں علمائے حرمین شریفین نے جو کچھ تحریر فرمایا وہ مشتے نمونہ خروار ہے اور میرا یہی عقیدہ ہے اخوت اسلامی و رشتہ خاندانی سے قطع نظر کرکے ابتداء سے میرا یہی عقیدہ ہے کہ اب ہندوستان و عرب میں آپ کا مثل نہیں ہے اور یہ امر بلا مبالغہ میرے دل میں راسخ ہوگیا ہے وہ لوگ جن سے اس بات میں مجھ سے گفتگو ہوئی تھی ابھی تک مجھ کو نہیں ملے ہیں اب وہ ملیں تو رسالہ حرمین طیبین دکھاؤں اور جواب لُوں میں ے دیوانِ نعمت برادرم حسن رضا خان صاحب مرحوم کو لکھا مرحوم مجھ سے وعدہ فرماگئے تھے کہ بعد طبع تجھ کو ضرور بھیجوں گا اللہ تعالٰی ان کو اپنی آغوش رحمت میں رکھے مورخہ ۷ ربیع الثانی یوم دوشنبہ رسائل مطبوعہ جدید مجھ کو ضرور مع دیوان بھیج دیں آج کل انہیں سے دل بہلتا ہے مکرر وہی مطالعہ میں رہتے ہیں اللہ تعالٰی آپ کو زندہ وسلامت رکھے زیادہ نیاز فقط، احقر سید حسین حیدر راز لکھنؤ جھوائی ٹولہ، مکان حکیم حسن رضا مرحوم۔

اس مدت میں رسائل کین کش پنجہ پیچ و بارش سنگی و پیکان جانگداز بھی بفضلہٖ تعالٰی تیار ہوگئے کہ حسب الحاکم مع دیوان نعت شریف مصنف حضرت مولٰنا مولوی حاجی حسن رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ روانہ خدمت حضرت والا کیے گئے ادھر اس مدت میں حضرت والا کو وہ مخالفین بھی مل گئے جن کو یہ الٰہی تلواریں دکھا کر حضرت نے پسپا کیا، اور یہ دوسرا نامہ نامی احضا فرمایا:

نامہ دوم

حضرت مولٰنا و بالفضل والمجد اولٰنا مد ظلہم وبرکاتہم علٰی سائر المسلمین، بعد تسلیم نیاز آنکہ پولندہ دیوان نعت شریف مع رسائل عطیہ حضور پہنچے اللہ آپکو زندہ رکھے جن لوگوں سے میری گفتگو ہوئی تھی وہ انہیں مرضی حسن در بھنگی کے اتباع میں ہیں بارش سنگی واشتہارات میں نے سب سنائے۔

عـــہ: مرادآباد کی طبع دوم کا بہت ناقص چھپا تھا کہ پڑھنے میں دقت تھی ۱۲

اس پر بڑا تعجب ظاہر کیا، میں نے کہا کہ مولٰنا صاحب نے مناظرہ سے انکار نہ فرمایا، بلکہ ان شرائط پر مباحثہ و مناظرہ تمام طائفہ سے فرمایا، اشتہارات وغیرہ دیکھ کر کہا کہ یہ اُن تک پہنچے نہیں ورنہ وہ ایسے نہ تھے کہ رسالہ کا جواب فوری نہ دیتے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو پرانا منجھا ہوا سچ ہے کہ ڈاک لُٹ گئی۔ اُس پر کہا کہ اب ہم تحریر کرتے ہیں رسائل کا نام وغیرہ جو جواب آئے گا۔ آپ عــہ کو مطلع کریں گے۔ پھر کہا کہ مولوی صاحب کو لازم نہ تھا کہ علمائے دین کی تکفیر کرتے قلم ان کا بہت تیز ہے۔ میں نے کہا کہ یہ قوم اعداء اللہ پر جہاد کے لیے پیدا ہوئی ہے۔ اب تلوار نہیں رہی تو خدائے تعالیٰ نے وہی کاٹ چھانٹ ان کے قلم کو عطا فرمادی ہے۔ اثنائے ذکر میں یہ بھی کہا کہ مولوی رشید احمد صاحب کے ایک شاگرد کے مقابلہ میں مولوی صاحب کا سارا عرب دشمن ہوگیا اگر وہاں سے چلے نہ آتے تو بڑی مشکل پڑتی۔ میں نے کہا یہ ہی ایک فقرہ آپ نے سچ فرمایا ہے آپ کے مضمون کی شہادت جو علماءِ حرمین نے دی ہے وہ میرے پاس ہے اسے دیکھ لیجئے کیسا بڑا لکھا مگر اس طرح کا کوئی فقرہ آپ نکال لائیں تو میں مانوں، عبارات میں نے پڑھنا شروع کیں۔ اور اُن حیاداروں کا رنگ متغیر ہونا شروع ہوا میں لاحول پڑھ کر اٹھ کھڑا ہوا فقط ۲۹۔۴۔۱

مسلمانو! حضرات کی عیاریاں مکاریاں حیاداریاں ملاحظہ کیں حضرت والا سید صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی طرح جس بندہ کو خدا عقل و ایمان وانصاف دے گا وہ ان مکاروں ابلیس شعاروں پر لاحول ہی پڑھ کر اٹھے گا۔

اب بعونہ تعالیٰ خالص الاعتقاد مطالعہ کیجئے اور اپنے ایمان ویقین و محبت وغلامی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تازگی دیجئے۔

والحمدللہ رب العٰلمین وافضل الصلوۃ واکمل السلام علٰی سیدنا و مولٰنا واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین امین

سید عبدالرحمٰن غفرلہ

عــــہ: اب تک ان صاحبوں نے بھی کروٹ نہ لی تو وہ سب کو ایک ہی مرض الموت لاحق ہے ۱۲۔

رسالہ

خالصُ الاعتقاد ۱۳۲۸ھ

(اعتقادِ خالص)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلّ علٰی رسولہ الکریم ط

بشرف ملاحظہ عالیہ حضرت والا درجیت، بالا منزلت، عظیم البرکتہ حضرت مولٰنا مولوی سید حسین حیدر میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العلیہ، بعد تسلیم وآداب خادمانہ عارض۔

(۱) حضرت والا کو معلوم ہوگا کہ وہابیۂ گنگوہ دیوبند و نانوتہ و تھانہ بھون و دہلی و سہسوان خذلہم اللہ تعالٰی نے اللہ عزوعلا و حضور پر نور سیّد الانبیاء وعلیہم افضل الصلٰوۃ والثناء کی شان میں کیا کیا کلماتِ ملعونہ

نوٹ: یہ کتاب حضرت گرامی مرتبت سید حسین حیدر میاں صاحب مارہروی علیہ الرحمہ کے ان خطوط کے جواب میں بطور مراسلہ لکھی گئی جو موصوف نے بعض دیابنہ کی الزام تراشیوں سے پیدا شدہ صورتِ حال پر پریشان ہو کر تحقیق کے لیے مصنف علیہ الرحمۃ کو تحریر فرمائے تھے اور وہ خطوط چند صفحات قبل رسالہ کی تمہید میں مذکور ہیں۔

بکے، لکھے اور چھاپے، جن پر عامہ علماء عرب و ہند نے ان کی تکفیر کی، کتاب حسام الحرمین مع تمہید ایمان وخلاصہ فوائد فتاوٰی حاضرِ خدمت ہیں۔زیادہ نہ ہو تو صرف دو رسالے اولین تمہیدِ ایمان وخلاصہ فوائد کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمالیں کہ حق آفتاب سے زیادہ واضح ہے۔

(۲) اس کتابِ مستطاب کی اشاعت پر خدا اور رسول (جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے بدگویوں کی جو حالتِ اضطراب و پیچ وتاب ہے، بیان سے باہر ہے۔دو سال سے اسی کتاب کی طبع کے بعد چیختے چلاتے اور طرح طرح کے غل مچاتے، پرچوں، اخباروں میں گالیوں کے انبار لگاتے، سَو سَو پہلو بدلتے، اِدھر اُدھر پلٹے کھاتے ہیں مگر اصل مبحث کا جواب دینا درکنار، اس کا نام لیے ہول کھاتے ہیں، بدگویوں میں مرتضی حسن چاندپوری دیوبندی اور ان کے یار غار ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد صرف اسی لیے غلم چانے، بحثیں بدلنے، گالیاں چھاپنے کے لیے منتخب کیے گئے ہیں جن کے غل پر پانچ پانچ رسالے میرے احباب کے ان کو پہنچے ہوئے ہیں ان سب کو بھی جواب غائب اور چیخ بدستور، یہ تمام حال حضرت والا کو ملاحظہ رسالہ ظفر الدین الجید وظفر الدین الطیب واشتہار ضروری نوٹس واشتہار نیازمانہ کے ملاحظہ سے واضح ہوگا۔سب مرسل خدمت ہیں، اور زیادہ تفصیل احباب فقیر کے رسالہ کین کش پنجہ پیچ ورسالہ بارش سنگی ورسالہ پیکان جانگداز کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی۔یہ سب زیر طبع ہیں، بعد طبع بعونہ تعالٰی ان سے کہہ دوں گا کہ ارسالِ خدمت اقدس کریں۔

(۳) اب چند امور ضروری مختصراً عرض کروں کہ بعونہ تعالٰی اظہارِ حق وابطالِ باطل کو بس ہوں۔

امر اوّل

وہابیہ کی افترا پردازیاں

ان چالوں کے علاوہ خدا اور سول جل وعلا وصلی الہ تعالٰی علیہ وسلم کے بدگویوں نے ادھر یہ مکر گانٹھا کہ کسی طرح معارضہ بالقلب کیجئے یعنی ادھر بھی کوئی بات ایسی نسبت کریں جس پر معاذ اللہ حکم کفر یا ضلال لگا سکیں۔

اس کے لیے مسئلہ غیب میں افترا چھانٹنے شروع کیے۔

(۱) کبھی یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم، ذاتی، بے اعطائے الٰہی مانتا ہے۔

(۲) کبھی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم، علمِ الٰہی سے مساوی جانتا ہے صرف قدم و

حدوث کا فرق کرتا ہے۔

(۳) کبھی یہ کہ باستثناء ذات و صفاتِ الٰہی باقی تمام معلوماتِ الٰہیہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم محیط بتاتا ہے۔

(۴) کبھی یہ کہ امورِ غیر متناہیہ بالفعل کو حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم بتفصیل تمام حاوی ٹھہراتا ہے۔

حالانکہ واحد قہار یہ دیکھ رہا ہے کہ یہ سب ان اشقیاء کا افترا ہے۔

سچے ہیں تو بتائیں کہ ان میں سے کون سا جملہ فقیر کے کس رسالے، کس فتوے، کس تحریر میں ہے؟

"قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ" [225] "فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ" [226] "اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ" [227]۔	تم فرماؤ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ (ت) تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ (ت) جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔ (ت)

یہی بیانات لوگوں کے سامنے بیان کرکے ان کو پریشان کرتے ہیں ان کا پریشان ہونا حق بجانب ہے اس پر اگر کوئی عالم مخالفت کرے تو ضرور اسے لائق و مناسب ہے۔ مفتریانِ کذّاب اگر ان کلمات کا خود مجھ سے استفتاء کرتے تو سب سے پہلے ان باطل باتوں کا رَدّ و ابطال میں کرتا۔ فقیر نے مکہ معظّمہ میں جو رسالہ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ اس باب میں تصنیف کیا جس کی متعدد نقول علماء کرام مکہ نے لیں اس میں ان تمام خرافات کا رَد صریح موجود ہے۔ ان اباطیل کل یا بعض پر جو عالم مخالفت کرے یا رَد لکھے وہ رَد لکھے وہ رَدّ و خلافت حقیقۃً انہیں ملعون افتراؤں پر عائد ہوگا۔ نہ اس پر جو ان اکاذیب سے بحمد اللہ ایسا بری ہے جیسے وہ مفتریانِ کذاب دین و حیا سے۔

"وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ" [228]۔	اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

[225] القرآن الکریم ۲ /۱۱۱

[226] القرآن الکریم ۲۴ /۱۳

[227] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

[228] القرآن الکریم ۲۶ /۲۲۷

حضرت والا کو حق سبحانہ، وتعالیٰ شفائے کامل و عاجل عطافرمائے۔ اگر براہِ کرم قدیم ولطفِ عمیم یہاں تشریف فرما ہو کر خادم نوازی کریں تو اصل رسالہ جس پر مولانا تاج الدین الیاس و مولانا عثمان بن عبدالسلام مفتیانِ مدینہ منورہ کی اصل تقریظات اُن کی مُہری دستخطی موجود ہیں، نظرِ انور سے گزاروں گا۔

فی الحال اُس کی دو چار عبارات عرض کرتا ہوں جن سے روشن ہو جائے گا کہ مفتریوں کے افتراء کس درجہ باطل و پادر ہوا ہیں، جس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی ید باطن کہے اہلسنت کا مذہب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرا اور صدیقہ طاہرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر بہتان اٹھانا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین، میرے رسالہ کی نظر اول میں ہے۔

(۱) العلم ذاتی مختص بالمولیٰ سبحٰنه وتعالیٰ لایمکن لغیرہ ومن اثبت شیئامنه ولوادنیٰ من اَدنیٰ من ذرة لاحد من العٰلمین فقد کفر واشرك[229]۔	علمِ ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لیے محال ہے، جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرّہ سے کمتر غیر خدا کے لیے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔

(۲) اُسی میں ہے:

اللاتناھی الکمی مخصوص بعلوم اللہ تعالیٰ[230]۔	غیر متناہی بالفعل کو شامل ہونا صرف علمِ الٰہی کے لیے ہے۔

(۳) اُسی میں ہے:

احاطة احد من الخلق بمعلومات اللہ تعالیٰ علیٰ جھة التفصیل التام محال شرعا وعقلا بل لوجمع علوم جمیعا العٰلمین اولًا واُخرًا الماکانت له نسبة ما اصلا الی علوم اللہ سبحٰنه وتعالیٰ حتی کنسبة حصة من الف الف حصص قطرة الیٰ الف الف بحر[231]۔	کسی مخلوق کا معلوماتِ الٰہیہ کو بتفصیل تام محیط ہو جانا شرع سے بھی محال ہے، اور عقل سے بھی، بلکہ اگر تمام اہلِ عالم اگلے پچھلوں سب کے جملہ علوم جمع کیے جائیں تو اُن کو علومِ الٰہیہ سے وہ نسبت نہ ہوگی جو ایک بُوند کے دس لاکھ حصوں سے ایک حصے کو دس لاکھ سمندروں سے۔

[229] الدولة المکیة النظر الاول مطبع اہلسنت بریلی ص۶
[230] الدولة المکیة النظر الاول مطبع اہلسنت بریلی ص۶
[231] الدولة المکیة النظر الاول مطبع اہلسنت بریلی ص۶

(۴)اُسی کی نظر ثانی میں ہے:

زهر وبهر ممّا تقرر ان شبهة مساواة علوم المخلوقين طرا اجمعين بعلم ربنا الله العٰلمين ما كانت لتخطر ببال المسلمين[232]۔	ہماری تقریر سے روشن و تاباں ہوگیا کہ تمام مخلوق کے جملہ علوم مل کر بھی علمِ الٰہی سے مساوی ہونے کا شبہہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ گزرے۔

(۵)اسی میں ہے:

قد اقمنا الدلائل القاهرة على ان احاطة علم المخلوق بجميع المعلومات ا لالٰيهة محال قطعًا، عقلًا وسمعًا[233]۔	ہم قاہر دلیلیں قائم کرچکے کہ علم مخلوق کا جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو محیط ہونا ہونا عقل و شرع دونوں کی رو سے یقینًا محال ہے۔

(۶)اسی کی نظر ثالث میں ہے:

العلم الذاتی والمطلق والمحيط التفصيلی مختص باللّٰه تعالٰی وما للعباد الا مطلق العلم العطائی[234]۔	علم ذاتی اور بالاستیعاب محیط تفصیلی یہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں بندوں کے لیے صرف ایک گُونہ علم بعطائے الٰہی ہے۔

(۷)اسی کی نظر خامس میں ہے:

لا نقول بمساواة علم اللّٰه تعالٰی ولا بحصوله بالاستقلال ولا نثبت بعطاء اللّٰه تعالٰی ايضًا الا البعض[235]۔	ہم نے علمِ الٰہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لیے علم بالذات جانیں، اور عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔

میرا مختصر فتوٰی ابناء المصطفٰی بمبئی مراد آباد میں تین بار ۱۳۱۸ھ سے ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر شائع ہوا، ایک نسخہ اسی کا کہ رسالہ الکلمۃ العلیا ف کے ساتھ مطبوع ہوا مرسل خدمت ہے، اس سے بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کرے مفتری کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب۔

[232] الدولۃ المکیہ النظر الثانی مطبعہ اہلِ سنت بریلی ص ۱۵

[233] الدولۃ المکیہ النظر الثانی مطبعہ اہلِ سنت بریلی ص ۱۶

[234] الدولۃ المکیہ النظر الثالث مطبعہ اہلِ سنت بریلی ص ۱۹

[235] الدولۃ المکیہ النظر الخامس مطبعہ اہلِ سنت بریلی ص ۲۸

ف: الکلمۃ العلیا مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ

امر دوم
بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور آیاتِ نفی کی مراد

انہیں عبارات سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ علمِ غیب کا خاصہ حضرتِ عزت ہونا بے شک حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے:

"قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ"[236]۔	تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عزوجل کے لیے ثابت اور اس سے مخصوص ہیں۔ علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو۔ علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف ہو، اللہ عزوجل کے لیے ہو ہی نہیں سکتا، اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے، اور اللہ عزوجل کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو ملنا بھی قطعًا حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے۔

(۱) "وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۪"[237]۔	اللہ اس لیے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔

(۲) اور فرماتا ہے:

"عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ"[238]۔	اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) اور فرماتا ہے:

"وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ﴿۲۴﴾ۚ"[239]۔	یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

(۴) اور فرماتا ہے:

"ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ"[240]۔	اے نبی! یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

---
[236] القرآن الکریم ۲۷/ ۶۵
[237] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۹
[238] القرآن الکریم ۷۲/ ۲۶،۲۷
[239] القرآن الکریم ۸۱/ ۲۴
[240] القرآن الکریم ۱۲/ ۱۰۲

(۵) حتی کہ مسلمانوں کو فرماتا ہے:

"یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ"[241]۔	غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شیئ کا اصلاً علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر ممکن، لاجرم تفسیر کبیر میں ہے۔

(۶) لایمتنع ان تقول نعلم من الغیب مالنا علیہ دلیل[242]۔	یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس میں ہمارے لیے دلیل ہے۔

(۷) نسیم الریاض میں ہے:

لم یکلفنا اللہ الایمان بالغیب الّاوقد فتح لنا باب غیبہ[243]۔	ہمیں اللہ تعالٰی نے ایمان بالغیب کا جبھی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا ہے۔

فقیر نے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے کہا تھا یہ ائمہ، علماء جو اپنے لیے مان رہے ہیں معلوم نہیں کہ مخالفین ان پر کون سا حکم جڑیں۔

(۸و۹) امام شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں:

للمجتھدین القدم الراسخ فی علوم الغیب[244]۔	علم غیب میں ائمہ مجتہدین کے لیے مضبوط قدم ہے۔

(۱۰و۱۱) مولٰنا علی قاری (کہ مخالفین براہِ نافہمی اس مسئلہ میں ان سے سند لاتے ہیں) مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں کتاب عقائد تالیف حضرت شیخ ابوعبداللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں:

نعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانیۃ فیعلم الغیب[245]۔	ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقیِ مقامات پا کر صفتِ روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علمِ غیب حاصل ہوتا ہے۔

(۱۲) یہی علی قاری مرقاۃ میں اُسی کتاب سے ناقل:

---

[241] القرآن الکریم ۲/ ۳

[242] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۲/ ۳ المطبعۃ البہیۃ المصریہ مصر ۲/ ۲۸

[243] نسیم الریاض فصل و من ذلك ما اطلع علیہ من الغیوب مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۳/ ۱۵۱

[244] الیواقیت والجواھر البحث التاسع والاربعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۸۰

[245] مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۲۸

یطلع العبد علٰی حقائق الاشیاء ویتجلّی لہ الغیب و غیب الغیب[246]۔	نورِ ایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائق اشیاء پر مطلع ہوتا ہے اور اس پر غیب نہ صرف غیب بلکہ غیب کا غیب روشن ہو جاتا ہے۔

(۱۳) یہی علی قاری اسی مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

الناس ینقسم الٰی فطن یدرك الغائب کالمشاھد وھم الانبیاء والٰی من الغالب علیھم متابعۃ الحس و متابعۃ الوھم فقط وھم اکثر الخلائق فلا بدّلھم من معلم یکشف لھم المغیبات وما ھو الا النبی المبعوث لھذا الامر[247]۔	آدمی دو قسم کے ہوتی ہیں،ایک وہ زیرک کہ غیب کہ مشاہد کی طرح جانتے ہیں اور یہ انبیاء ہیں،دوسرے وہ جن پر صرف حس و وہم کی پیروی غالب ہے اکثر مخلوق اسی قسم کی ہے۔تو ان کو ایک بتانے والے کی ضرورت ہے جو ان پر غیبوں کو کھول دے اور وہ بتانے والا نہیں مگر نبی کہ خود اس کام کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

(۱۴و۱۵) یہی علی قاری شرح فقہ اکبر میں حضرت ابو سلیمان دارانی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ناقل:

الفراسۃ مکاشفۃ النفس ومعاینۃ الغیب وھی من مقامات الایمان[248]۔	فراستِ مومن(جس کا ذکر حدیث میں ارشاد ہوا ہے)وہ رُوح کا کشف اور غیب کا معائینہ ہے۔اور یہ ایمان کے مقاموں میں سے ایک مقام ہے۔

(۱۶و۱۷) امام ابن حجر مکّی کتاب الاعلام،پھر علامہ شامی سل الحسام میں فرماتے ہیں:

الخواص یجوزان ان یعلموا الغیب فی قضیۃ او قضایا کما وقع لکثیر منھم واشتھر[249]۔	جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقعے یا وقائع میں علم غیب ملے جیسا کہ ان میں بہت کے لیے واقع ہو کر مشتہر ہوا۔

(۱۸و۱۹) تفسیر معالم وتفسیر خازن میں زیر قولہ تعالٰی: "وَمَاهُوَعَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۚ۝"[250]۔ہے۔

یقول انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے نبی صلی اللہ تعالٰی

---

[246] مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۱۹

[247] مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۲۰

[248] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر خوارق العادات الخ مصطفی البابی مصر ص ۸۰

[249] الاعلام بقواطع الاسلام مکتبۃ الحقیقۃ بشارع دار الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۵۹،سل الحسام رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۲/ ۳۱۱

[250] القرآن الکریم ۸۱/ ۲۴

یأتیہ علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم بل یعلّمکم [251]۔	علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔

(۲۰) تفسیر بیضاوی زیرِ قولہ تعالٰی: "وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾" [252] ہے۔

ای مما یختص بنا ولا یعلم الابتوفیقنا وھو علم الغیوب [253]۔	یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے وہ علم کہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم نہیں ہوتا وہ علمِ غیب ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔

(۲۱) تفسیر ابن جریر میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے۔

قال انّك لن تستطیع معی صبرا، وکان رجلا یعلم علم الغیب قد علم ذٰلك [254]۔	حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے موسٰی علیہ السلام سے کہا: آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ خضر علمِ غیب جانتے تھے انہیں علم غیب دیا گیا تھا۔

(۲۲) اُسی میں ہے عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا:

لم تحط من علم الغیب بما اعلم [255]۔	جو علم غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اُسے محیط نہیں۔

(۲۳) امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

النبوۃ التی ھی الاطلاع علی الغیب [256]۔	نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ علم غیب جاننا۔

(۲۴) اُسی میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسم مبارک نبی کے بیان میں فرمایا:

النبوۃ ماخوذۃ من النباء وھو الخبر ای ان اللہ تعالٰی اطلعہ علی غیبہ [257]۔	حضور کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔

[251] معالم التنزیل تحت آیۃ ۸۱/۲۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۴۲۲، لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) ۴/۳۹۹

[252] القرآن لکریم ۱۸/۶۵

[253] انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیۃ ۱۸/۶۵ دار الفکر بیروت ۳/۵۱۰

[254] جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیۃ ۱۸/ ۶۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵/۳۲۳

[255] جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیۃ ۱۸/۶۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵/۳۲۳

[256] المواھب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/۴۷

[257] المواھب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/۴۵و۴۶

(۲۵) اُسی میں ہے:

قد اشتهر وانتشر امره صلی الله تعالٰی علیه وسلم بین اصحابه بالاطلاع علی الغیوب [258]۔	بے شک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے۔

(۲۶) اُسی کی شرح زرقانی میں ہے:

اصحابه صلی الله تعالٰی علیه وسلم جازمون باطلاعه علی الغیب [259]۔	صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔

(۲۷) علی قاری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

علمه صلی الله تعالٰی علیه وسلم حاو لفنون العلم (الٰی ان قال) ومنها علمه بالامور الغیبیة [260]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم اقسام علم کو حاوی ہے غیبوں کا علم بھی علمِ حضور کی شاخوں سے ایک شاخ ہے۔

(۲۸) تفسیر امام طبری اور تفسیر درمنثور میں بروایت ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم وغیرہا ائمہ محدثین سیدنا امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے:

انه قال فی قوله تعالٰی ولئن سألتهم لیقولن انما کنّا نخوض ونلعب قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذا وکذا وما یدریه بالغیب [261]۔	انہوں نے فرمایا اللہ کے قول ولئن سألتھم الخ کی تفسیر میں کہ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہم سے بیان کرتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں فلاں وادی میں ہے بھلا وہ غیب کی باتیں کیا جانیں۔ (ت)

یعنی کسی کا ناقہ گم ہوگیا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فلاں جنگل میں ہے ایک منافق

---

[258] المواہب اللدنیۃ المقصد الثامن الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۵۵۴

[259] شرح الزرقانی علی المواہب الدنیۃ الفصل الثالث دار المعرفۃ بیروت ۷ /۲۰۰

[260] الزبدۃ العمدۃ شرح البردۃ تحت شعر و واقفون لدیہ عند حدّھم جمعیۃ علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۵۷

[261] جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیۃ ۹ /۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰ /۱۹۶، الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ وغیرہ تحت آیۃ ۹ /۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴ /۲۱۰

بولا محمد غیب کیا جانیں اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیتِ کریمہ اتاری کہ ان سے فرمادیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے ایمان کے بعد۔

حضرت ملاحظہ فرمائیں کہ یہ آیت مخالفین پر کیسی آفت ہے۔

وہابیہ پر غضبوں کی ترقیاں

[1] **پہلا غضب:** ان پر ائمہ کے اقوال تھے کہ دریا سے قطرہ عرض کیے ان پر تو یہیں تک تھا کہ یہ سب ائمہ دین ان مخالفینِ دین کے مذہب پر معاذاللہ کافر ومشرک ٹھہرتے ہیں۔

[2] **دوسرا غضب:** اس سے زیادہ آفت اُس حدیث ابن عباس میں تھی کہ معاذ اللہ عبداللہ ابن عباس خضر علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے علمِ غیب بتا کر کافر قرار پاتے ہیں۔

[3] **تیسرا غضب:** اُس سے عظیم تر اشد آفت مواہب شریف اور زرقانی کی عبارات میں تھی کہ نہ صرف عبداللہ ابن عباس بلکہ عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علمِ غیب پر ایمان لا کر وہابیہ کے دھرم میں کافر ہوئے جاتے ہیں۔

[4] **چوتھا غضب:** اس سے سخت تر ہولناک آفت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی دوسری حدیث میں تھی کہ سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام نبی ہیں خود اپنے لیے علمِ غیب بتا کر معاذاللہ (حاکم بدہن وہابیہ) کافر ٹھہرتے ہیں۔

[5] **پانچواں غضب:** اُس سے بھی انتہا درجہ کی حد سے گزری ہوئی آفت کہ سیدنا موسٰی کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کہ اجماعًا قطعًا، یقینا، ایمانًا اللہ کے رسول و نبی اور اولوا العزم من الرسل سے ہیں وہابیہ کی تکفیر سے کہاں بچتے ہیں۔

خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے خود ان سے کہا کہ مجھے علمِ غیب ہے جو آپ کو نہیں، اور موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس پر کچھ انکار نہ فرمایا۔ کیا اس پر ایک وہابی نہ کہے گا کہ افسوس ایک ناؤ کا تختہ توڑ دینے یا گرتی دیوار بے اُجرت سیدھی کردینے پر وہ اعتراض کہ باوصفِ وعدہ صبر نہ ہوسکا اور وہابی شریعت کی رُو سے منہ بھر کلمہ کفر سُنا اور شربت کا گھونٹ پی کر چپ رہے۔

خیر، ان سب آفتوں کا وہابیہ کے پاس تین کہاوتوں سے علاج تھا۔

موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت خضر کے لیے علم غیب تسلیم کیا تو وہابیہ کہہ سکتے تھے کہ موسٰی بددین خود مایاں بددین خود، حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے لیے علم غیب بتایا تو وہ اس شیطانی مثل کی آڑ لے سکتے تھے

کہ ناؤ کس نے ڈبوئی، خواجہ خصر نے۔

ابن عباس وصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے علم غیب جانا تو کسی دہن دریدہ وہابی کو کہتے کیا لگتا کہ:

پیراں نمی پرند مریداں مے پرانند

(پیر نہیں اُڑتے بلکہ مرید انہیں اڑاتے ہیں۔ت)

لعنۃ اللہ علی الظلمین (ظالموں پر اللہ تعالٰی کی لعنت، ت)

مگر چھٹا غضب: دُھر کی قیامت تو خود اللہ واحد قہار نے ڈھادی، پورا قہر اس آیہ کریمہ اور اس کی شانِ نزول نے توڑا۔ یہاں اللہ عزوجل یہ حکم لگارہا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی غیب دانی سے منکر ہو وہ کافر ہے، وہ اللہ ورسول سے ٹھٹھا کرتا ہے، وہ کلمہ گوئی کرکے مرتد ہوتا ہے، افسوس کہ یہاں اس چوتھی مثل کے سوا کچھ گنجائش نہیں کہ ؎

ماز یاران چشم یاری داشتیم خود غلط بود آنچہ ماپندا شتیم

(ہم نے دوستوں سے دوستی کی امید رکھی تھی جو کچھ ہم نے گمان کیا وہ خود غلط تھا۔ت)

بھلا جس خدا کی توحید بنی رکھنے کے لیے نبی سے بگاڑی، رسولوں سے بگاڑی، سب کے علم پر دولتی جھاڑی، غضب ہے وہی خدا وہابیہ کو چھوڑ کر رسول کا ہوجائے، الٹا وہابیہ پر حکم کفر لگائے، سچ ہے اب کسی سے دوستی کا دھرم نہ رہا، معلوم نہیں کہ اب مخالفین اپنے سرگروہوں کا فتوٰی مانتے ہیں یا اللہ واحد قہار کا، ولا حول ولاقوۃ الا باللہ (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بُلندی وعظمت والے خدا کی طرف سے، ت)

امر سوم

ذاتی وعطائی کی جانب علم کا انقسام اور علماء کی تصریحات

مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل کریمہ کی دشمنی نے اندھا بہرا کردیا، انہیں حق نہیں سوجھتا مگر تھوڑی سی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں۔

علم یقیناً اُن صفات میں سے ہے کہ غیر خدا کو بعطائے خدا مل سکتا ہے، توذاتی وعطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یونہی محیط وغیر محیط کی تقسیم بدیہی، ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے

قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی وعلم محیط حقیقی۔
تو آیاتِ واحادیث واقوال علماء جن میں دوسرے کے لیے اثباتِ علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعًا یہی قسمیں مراد ہیں۔ فقہا کہ حکمِ تکفیر کرتے ہیں انہیں قسموں پر حکم لگاتے ہیں کہ آخر مبنائے تکفیر یہی تو ہے کہ خدا کی صفتِ خاصہ دُوسرے کے لیے ثابت کی۔ اب یہ دیکھ لیجئے کہ خدا کے لیے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی، حاشاللہ علم عطائی خدا کے ساتھ ہونا درکنار خدا کے لیے محال قطعی ہے کہ دوسرے کے دیئے سے اسے علم حاصل ہو پھر خدا کے لیے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط، حاشاللہ علم محیط خدا کے لیے محال قطعی ہے جس میں بعض معلومات مجہول رہیں، تو علمِ عطائی غیر محیط حقیقی غیر خدا کے لیے ثابت کرنا خدا کی صفتِ خاصہ ثابت کرنا کیونکر ہوا۔ تکفیر فقہاء اگر اس طرف ناظر ہو تو معنی یہ ٹھہریں گے کہ دیکھو تم غیر خدا کے لیے وہ صفت ثابت کرتے ہو جو زنہار خدا کی صفت نہیں ہو سکتی لہٰذا کافر ہو یعنی وہ صفت غیر کے لیے ثابت کرنی چاہیے تھی جو خاص خدا کی صفت ہے، کیا کوئی احمق ایسا اخبث جنون گوارا کر سکتا ہے۔ **ولٰکن النجدیۃ قوم لایعقلون** (لیکن نجدی بے عقل قوم ہے۔ ت)

(۲۹و۳۰) امام ابن حجر مکی فتاوٰی حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

وما ذکرناہ فی الاٰیۃ صرح بہ النووی رحمۃ اللہ تعالٰی فی فتاواہ فقال معناھا لایعلم ذٰلك استقلالًا وعلم احاطۃ بکل المعلومات الاّ اللہ تعالٰی[262]۔	یعنی ہم نے جو آیاتِ کی تفسیر کی امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تصریح کی، فرماتے ہیں آیت کے معنٰی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا کو ہے جو بذاتِ خود ہو اور جمیع معلومات کو محیط ہو۔

(۳۱) نیز شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں:

انہ تعالٰی اختص بہ لکن من حیث الاحاطۃ فلا ینافی ذٰلك اطلاع اللہ تعالٰی لبعض خواصہ علٰی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیھن خمس لا یعلمھن الا اللہ[263]۔	غیب اللہ کے لیے خاص ہے مگر بمعنی احاطہ تو اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالٰی نے اپنے بعض خاصوں کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

[262] فتاوٰی حدیثیہ مطلب فی حکم ماذا قال فلان یعلم الغیب مصطفی البابی مصر ص ۲۲۸

[263] افضل القراء القراء ام القرٰی تحت شعر لك ذات العلوم الخ مجمع الثقافی ابوظبی ۴۴ ۔ ۱۴۳

(۳۲) تفسیر کبیر میں ہے:

قوله ولا اعلم الغیب یدل علی اعترافه بانه غیر عالم بکل المعلومات[264]۔	یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ کو ارشاد ہوا تم فرمادو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا علم جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو حاوی نہیں۔

(۳۳و۳۴) امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔

(هذه المعجزة) فی اطلاعه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم علی الغیب (المعلومة علی القطع) بحیث لایمکن انکارها اوالتردد فیها لا حدٍ من العقلاء (لکثرة رواتها واتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب) وهذا لاینافی الاٰیات الدالة علی انه لایعلم الغیب الا اللہ و قوله ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمه من غیرواسطة واما اطلاعه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم علیه باعلام اللہ تعالٰی له فامر متحقق بقوله تعالٰی فلایظهر علٰی غیبه احدًا الّا من ارتضٰی من رسول[265]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقینًا ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردّد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کرلیتا، اس لیے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالٰی کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے، کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

(۳۵) تفسیر نیشاپوری میں ہے:

لا اعلم الغیب فیه دلالة علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمه الّا اللہ[266]۔	آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذاتِ خود ہو وہ خدا کے ساتھ خاص ہے۔

---

[264] مفاتیح الغیب

[265] نسیم الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض ومن ذٰلك ما اطلع علیه من الغیوب مرکز اہلسنت برکات رضا ۳/ ۱۵۰

[266] غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آیة ۶/ ۵۰ مصطفی البابی مصر ۶/ ۱۱۰

(۳۶) تفسیر انموذج جلیل میں ہے:

معناہ لایعلم الغیب بلادلیل الا اللہ اوبلا تعلیم الا اللہ اوجمیع الغیب الا اللہ[267]۔	آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلادلیل و بلا تعلیم جاننا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالٰی کے ساتھ خاص ہے۔

(۳۷) جامع الفصولین میں ہے:

یجاب بانه یمکن التوفیق بان المنفی هو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام اوالمنفی هو المجزوم به لا المظنون ویؤیده قوله تعالٰی اتجعل فیها من یفسد فیها الأیة لانّه غیب اخبر به الملئکة ظنا منهم اوباعلام الحق فینبغی ان یکفر لوادعاہ مستقلًا لا لو اخبربه باعلام فی نومه اویقظته بنوع من الکشف اذلامنافاۃ بینه وبین الأیة لما مرّمن التوفیق[268]۔	(یعنی فقہانے دعوی علم غیب پر حکم کفر کیا اور حدیثوں اور آئمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں موجود ہیں جن کاانکار نہیں ہوسکتا) اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ فقہاء نے اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لیے بذاتِ خود علم غیب مانا جائے، خداکے بتائے سے علم غیب کی نفی نہ کی، یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی، اوراس کی تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے، فرشتوں نے عرض کیا تُو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جواس میں فساد وخونریزی کریں گے۔ ملائکہ غیب کی خبر بولے مگر ظنًّا یا خداکے بتائے سے، تو تکفیر اس پر چاہیے کہ کوئی بے خداکے بتائے سے، تو تکفیر اس پر چاہیے کہ کوئی بے خداکے بتائے علمِ غیب ملنے کا دعوی کرے نہ یوں کہ براہِ کشف جاگتے یا سوتے میں خداکے بتائے سے، ایسا علمِ غیب آیت کے کچھ منافی نہیں۔

(۳۸و۳۹) ردالمحتار میں امام صاحبِ ہدایہ کی مختارات النوازل سے ہے:

لوادعٰی علم الغیب بنفسه	اگر بذاتِ خود علم غیب حاصل کرلینے کا دعوی

[267]

[268] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلامی کتب خانہ کراچی ۳۰۲/۲

یکفر [269]۔	کرے تو کافر ہے۔

(۴۰ تا ۴۴) اسی میں ہے:

قال فی التتار خانیة وفی الحجة ذکر فی الملتقط انه لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالٰی عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الامن ارتضی من رسول اھ قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات وردوا علی المعتزلة المستدلین بهذه الاٰیة علی نفیها [270]۔	تاتارخانیہ میں ہے کہ فتاوی حجہ میں ہے، ملتقط میں فرمایا: کہ جس نے اللہ و رسول کو گواہ کرکے نکاح کیا کافر نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اشیاء نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح مبارک پر عرض کی جاتی ہیں اور بے شک رسولوں کو بعض علم غیب ہے، اللہ تعالٰی فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو علامہ شامی نے فرمایا کہ بلکہ ائمہ اہلسنت نے کتبِ عقائد میں فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے ائمہ نے اس کا رَد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

(۴۵) تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان میں ہے:

لم ینف الاالدرایة من قبل نفسه وما نفی الدرایة من جهة الوحی [271]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی ذات سے جاننے کی نفی فرمائی ہے خدا کے بتائے سے جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔

(۴۶و۴۷) تفسیر جمل شرح جلالین و تفسیر خازن میں ہے:

المعنی لا اعلم الغیب الا ان	آیت میں جو ارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا۔

[269] ردالمحتار کتاب الجهاد باب المرتد داراحیاء التراث العربی بیروت ۳ /۲۹۷

[270] ردالمحتار کتاب النکاح قبیل فصل فی المحرمات داراحیاء التراث العربی بیروت ۲ /۲۷۶

[271] غرائب القرآن (تفسیر النیساپوری) تحت آیة ۴۶ /۹ مصطفی البابی مصر ۲۶/۸

یطلعنی اللہ تعالٰی علیہ [272]۔	اس کے معنٰی یہ ہیں کہ میں بے خدا کے بتائے نہیں جانتا۔

(۴۸) تفسیر البیضاوی میں ہے:

لااعلم الغیب مالم یوح الی ولم ینصب علیہ دلیل [273]۔	آیت کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی وحی یا کوئی دلیل قائم نہ ہو مجھے بذاتِ خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔

(۴۹) تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے:

وعندہ مفاتیح الغیب وجہ اختصاصھا بہ تعالٰی انہ لا یعلمھا کماھی ابتداءً الّاھو [274]۔	یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اُس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا اس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

(۵۰) تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے:

(قل لا اقول لکم) لم یقل لیس عندی خزائن اللہ لیعلم ان خزائن اللہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وماھیاتھا عندہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باستجابۃ دعاءہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی قولہ ارنا الاشیاء کماھی ولکنہ یکلم الناس علی قدر عقولھم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقول لکم ھذا مع انہ قال صلی اللہ تعالٰی علیہ	یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی! فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالٰی کے خزانے ہیں، یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں، تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے انکی سمجھ کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں، تمام اشیاء کی حقیقت وماہیت کا علم حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی پھر فرمایا:

[272] لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت الآیۃ ۷ /۱۸۸، ۲/ ۲۸۰ والفتوحات (تفسیر الجمل) ۳/ ۱۵۸

[273] انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیۃ ۶/ ۵۰ دار الفکر بیروت ۲/ ۴۱۰

[274] عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی تحت آیتہ ۶/ ۵۸ دار اصادر بیروت ۴/ ۷۳

وسلم علمت ماکان وما سیکون اھ مختصرًا[275]۔	میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے، ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے انتہی۔

الحمدللہ اس آیہ کریمہ کی فرمادو میں غیب نہیں جانتا ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے، نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔

دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جاننے کی نفی ہے نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم غیب نہیں۔

اب بحمد اللہ تعالٰی سب سے لطیف تر یہ تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے، اس لیے کہ اے کافرو! تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا ہے۔ والحمدللہ رب العلمین۔

امر چہارم
علمِ غیب سے متعلق اجماعی مسائل

یہاں تک جو کچھ معروض ہوا جمہور ائمہ دین کا متفق علیہ ہے۔

(۱) بلاشبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے اور منکر کافر۔

(۲) بلاشبہ غیر خدا کا علم معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں ہوسکتا، مساوی درکنار تمام اولین وآخرین وانبیاء ومرسلین وملائکہ و مقربین سب کے علوم مل کر علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑویں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں، اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے بخلاف علوم الٰہیہ کو غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں۔ اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش و فرش شرق و غرب و جملہ کائنات از روزِ اول تا روز آخر کو محیط ہوجائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش و فرش دو ۲ حدیں

---

[275] غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آلایۃ ۶/ ۵۰ مصطفٰی البابی مصر ۷/ ۱۱۲

ہیں۔ روزِ اول و روزِ آخر دو ۲ حدیں ہیں۔ اور جو کچھ دو ۲ حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔
بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علوم خلق کو علم الٰہی سے اصلاً نسبت ہونیہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذاللہ تو ہم مساوات۔

(۳) یوں ہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے سے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو کثیر و وافر غیبوں کا علم ہے یہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہو کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی کا منکر ہے۔

(۴) اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حصہ تمام انبیاء و تمام جہان سے اتم و اعظم ہے، اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے، مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا مگر وہابیہ کو محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی عظمت کس دل سے گوارا ہو۔ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ۔

(۱) حضور کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں[276]۔

(۲) وہ اور تو اور اپنے خاتمے کا بھی نہ جانتے تھے[277]۔ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ:

(۳) خدا کے بتائے سے بھی اگر بعض مغیبات کا علم ان کے لیے مانے جب بھی شرک ہے[278]۔

(۴) اس پر قہر یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہ مانیں اور ابلیس لعین کے لیے تمام زمین کا علم محیط حاصل جانیں[279]۔

(۵) اس پر عذر کہ ابلیس کی وسعتِ علم نص سے ثابت ہے، فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے[280]۔

(۶) پھر ستم، قہر یہ کہ جو کچھ ابلیس کے لیے خود ثابت مانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[276] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساواقع ڈھور ص۵۱

[277] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساواقع ڈھور ص۵۱

[278] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساواقع ڈھور ص۵۱

[279] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساواقع ڈھور ص۵۱

[280] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساواقع ڈھور ص۵۱

کے لیے اس کے ماننے پر جھٹ حکم شرک جڑ دیا یعنی خاص صفت ابلیس کے لیے تو ثابت ہے وہ تو خدا کا شریک ہے، مگر حضور کے لیے ثابت کرو تو مشرک ہو۔

(۷) اس پر بعض غالی اور بڑھے اور صاف کہہ دیا کہ جیسا علم غیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے[281]۔ **انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون** (بے شک ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اُسی کی طرف پھرنا ہے۔ت)

اصل بحث ان کلماتِ ملعونہ کی ہے، خبثاء کا واکاٹ کہ (پینترا بدل کر) اس سے بچتے اور علم کے خاص وغیر خاص ہونے کی بحث بے علاقہ لے دوڑتے ہیں کہ علمِ غیب کو آیات واحادیث نے خاص بخدا بتایا۔ فقہاء نے دوسرے کے لیے اس کے اثبات کو کفر کہا ہے، اس کا جواب تو اوپر معروض ہو چکا کہ خدا کے ساتھ خاص وہی علم ذاتی و محیط حقیقی ہے غیر کے لیے اسی کے اثبات کو فقہاء کفر کہتے ہیں۔

علمِ عطائی غیر محیط حقیقی خدا کے لیے ہو ہی نہیں سکتا نہ کہ معاذ اللہ اس کی صفت خاصہ ہو یہ علم ہم نے نہ غیر خدا کے لیے مانا، نہ وہ نصوص واقوال ہم پر وارد۔ مگر ان حضرات سے پوچھیے کہ آیات واحادیث حصر واقوال فقہاء علم عطائی غیر محیط حقیقی کو بھی شامل ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو تمہارا کتنا جنون ہے کہ انہیں ہم پر پیش کرتے ہو ان کو ہمارے دعوے سے کیا منافات ہوئی اور اگر اسے بھی شامل ہیں تو اب بتائیے کہ گنگوہی صاحب آپ ابلیس کے لیے جو علمِ محیط زمین اور تھانوی صاحب آپ ہر پاگل ہر چوپائے کے لیے جو علمِ غیب کے قائل ہیں آیا ان کے لیے علم ذاتی حقیقی مانتے ہیں یا اس کا غیر، بر تقدیر اول قطعًا کافر ہو، بر تقدیر ثانی بھی خود تمہارے ہی منہ سے وہ آیات وہ احادیث واقوالِ فقہاء تم پر وارد۔ اور تم اپنے ہی پیش کردہ دلائل سے خود کافر و مرتد۔

اب کہیے، مفر کدھر؟

ہاں مفر وہی ہے کہ ابلیس اور پاگل اور چوپائے سب تو علم غیب رکھتے ہیں، آیاتِ واحادیث واقوالِ فقہاء ان کے لیے نہیں، وہ تو صرف محمد رسول کی نفی علم کے لیے ہیں۔ **الالعنۃ اللّٰہ علی الظّٰلمین** (خبردار! ظالموں پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہے۔ت)

---

[281] تغییر العنوان مع حفظ الایمان دریبہ کلاں دہلی بھارت، ص ۱۷

امر پنجم
علمِ غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عرفاء

فضلِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے منکروں کو جہنم جانے دیجئے۔ تتمہ کلام استماع فرمایئے، ان تمام اجماعات کے بعد ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مولٰی عزوجل نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عطا فرمائے آیا وہ روزِ اوّل سے یومِ آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں جیسا کہ عموم آیات واحادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے۔

بہت اہلِ ظاہر جناب خصوص گئے ہیں، کسی نے کہا متشابہات کا، کسی نے کہا خمس کا، کسی نے کہا ساعت کا، اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماء ظاہر نے آیات واحادیث کو ان کے عموم پر رکھا ماکان ومایکون بمعنی مذکور میں ازانجا کہ غایت میں دخول وخروج دونوں محتمل ہیں، ساعت داخل ہو یا نہیں بہرحال یہ مجموعہ بھی علومِ الٰہیہ سے ایک بعض خفیف بلکہ انباء المصطفٰی حاضر ہے۔

میں نے قصیدہ بردہ شریف اور اس کی شرح ملا علی قاری سے ثابت کیا ہے کہ علم الٰہی تو علم الٰہی جو غیر متناہی در غیر متناہی ہے، یہ مجموعہ ماکان کا علم علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سمندر سے ایک لہر ہے، پھر علم الٰہی غیر متناہی کے آگے اس کی کیا گنتی، اللہ کی قدر نہ جاننے والے اسی کو معاذ اللہ علم الٰہی سے مساوات ٹھہراتے ہیں، "وَمَاقَدَرُوااللہَ حَقَّ قَدْرِہٖٓ"[282]۔(اللہ کی ویسی قدر نہ کی جیسی قدر کرنے کا حق ہے۔ت) اور واقعی جب ان کے امام الطائفہ کے نزدیک ایک پیڑ کے پتے گن دینے پر خدائی آگئی تو ماکان ومایکون تو بڑی چیز ہے۔ خیر انہیں جانے دیجئے یہ خاص مسئلہ جس طرح ہمارے علماء اہلسنت میں دائر ہے مسائل خلافیہ اشاعرہ وماتریدیہ کے مثل ہے کہ اصلاً محل لوم نہیں۔

ہاں ہمارا مختار قولِ اخیر ہے جو عام عرفائے کرام وبکثرت اعلام کا مسلک ہے، اس بارے میں بعض آیات واحادیث واقوال ائمہ حضرات کو فقیر کے رسالہ انباء المصطفٰی میں ملیں گے۔ اور اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر وماکان ومایکون وغیرہ رسائل فقیر میں بحمد اللہ تعالٰی کثیر ووافر ہیں۔

[282] القرآن الکریم ۶/ ۹۱

اور اقوال اولیائے کرام و علمائے عظام کی کثرت تو اس درجہ ہے کہ ان کے شمار کو ایک دفتر عظیم درکار، یہاں بطورِ نمونہ صرف بعض اشاراتائمہ پر اقتصار، وماتوفیقی الا باللہ العزیز الغفار، حدیث صحیح جامع ترمذی جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

تجلّٰی کل شیئ وعرفتُ [283]۔	ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔

اور فرمایا:

علمت مافی السمٰوٰتِ ومافی الارض [284]۔	میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔

(۵۱) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمینہا بود عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزئی و کُلّی واحاطہ آں [285]۔	"میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا اس حدیث میں تمام علوم جزی و کلی کے حاصل ہونے اور ان کے احاطہ کرنے کا بیان ہے۔(ت)

(۵۲) امام محمد بوصیری قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔

فان من جودك الدنیا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم [286]۔	یارسول اللہ ! دنیا وآخرت دونوں حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کا علم (جس میں تمام ماکان و مایکون ہے) حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔

(۵۳) علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

کون علمهما من علومه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان علومه تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق و	لوح و قلم کا علم علومِ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایک ٹکڑا اس لیے ہے کہ حضور کے علم متعدد انواع ہیں کلیات، جزئیات، حقائق

[283] جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورۃ ص حدیث ۳۲۴۶ دار الفکر بیروت ۵ /۱۶۰

[284] جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورۃ ص حدیث ۳۲۴۴ دار الفکر بیروت ۵ /۱۵۹

[285] اشعۃ اللمعات کتاب الصلوۃ باب المساجد مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۳۳۳

[286] مجموع المتون متن قصیدۃ البردۃ الشئون الدینیۃ دولۃ قطر ص ۱۰

دقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات و علمهما یکون سطرا من سطور علمه ونهرًا من بحور علمه ثم مع هذا هو من برکة وجوده صلی الله تعالٰی علیه وسلم[287]۔	دقائق، عوارف اور معارف کہ ذاتِ وصفاتِ الٰہی سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کا علم تو حضور کے مکتوب علم سے ایک سطر اور اس کے سمندروں سے ایک نہر ہے پھر بایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت وجود سے تو ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۵۴) ام القرٰی شریف میں ہے:

وسع العٰلمین علمًا وحلمًا[288]۔	حضور کا علم وحلم تمام جہان کو محیط ہے۔

(۵۵) امام ابن حجر مکی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

لان الله تعالٰی اطلعه علی العالم فعلم علم الاولین والاخرین ماکان ومایکون[289]۔	اس لیے کہ اللہ تعالٰی نے حضور کو تمام عالم پر اطلاع دی، تو سب اولین وآخرین کا علم حضور کو ملا جو ہو گزرا اور جو ہونے والا ہے سب جان لیا۔

(۵۶و۵۷) نسیم الریاض میں ہے:

ذکر العراقی فی شرح المهذب انه صلی الله تعالٰی علیه و سلم عرضت علیه الخلائق من لدن اٰدم علیه الصلوة والسلام الی قیام الساعة فعرفهم کلّهم کما علم اٰدم الاسماء[290]۔	امام عراقی شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کی تمام مخلوقات الٰہی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر عرض کی گئیں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سب کو پہچان لیا جس طرح آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام نام تعلیم ہوئے تھے۔

(۵۸) اسی لیے امام بوصیری مدحیہ ہمزیہ میں عرض کرتے ہیں:

---

[287] الزبدة العمدة فی شرح البردة ناشر جمعیة علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۱۱۷

[288] مجموع المتون متن قصیدة الهمزیه فی مدح خیر البریة الشؤن الدینیة دولته قطر ص ۱۸

[289] افضل القرا القراء ام القرٰی

[290] نسیم الریاض الباب الثالث فصل فیما ورد من ذکر مکانته مرکز اہلسنت برکاتِ رضا گجرات الہند ۲/ ۲۰۸

لك ذات العلوم من عالم الغیب　　　ومنها لاٰدم الاسماء [291]

عالم غیب سے حضور کے لیے علوم کی ذات ہے اور آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے نام۔

(۵۹و۶۰) امام ابن حاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

قد قال علماؤنا رحمهم الله تعالٰی ان الزائر یشعر نفسه بانه واقف بین یدیه صلی الله تعالٰی علیه وسلم کما هو فی حیاته اذلافرق بین موته وحیاته صلی الله تعالٰی علیه وسلم اعنی فی مشاهدته لامته و معرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذٰلك عنده جلی لاخفاء فیه [292]۔	بے شک ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ زائر اپنے نفس کو آگاہ کردے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے جیسا کہ حضور کی حیاتِ ظاہر میں، اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل کے خطروں کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب حضور پر روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

(۶۱) نیز مواہب شریف میں ہے:

لاشك ان الله تعالٰی قد اطلعه علی ازید من ذٰلك والقی علیه علوم الاولین والاخرین [293]۔	کچھ شک نہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالٰی نے اس سے بھی زائد حضور کو علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القافرمایا۔

(۶۲تا۶۴) امام قاضی پھر علامہ قاری پھر علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر امام سیوطی میں لکھتے ہیں:

النفوس القدسیة اذاتجردت	پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا

[291] مجموع المتون متن قصیدۃ الهمزیه الشئون الدینیة دولة قطر ص ۱۱

[292] المدخل لابن الحاج فصل فی الکلام علی زیارۃ سید المرسلین دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۵۲، المواهب اللدنیة المقصد العاشر الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۵۸۰

[293] المواهب اللدنیة المقصد الثامن الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۵۶۰

عن العلائق البدنیۃ اتصلت بالملاء الاعلٰی ولم یبق لھا حجاب فتری و تسمع الکل کالمشاھد [294]۔	ہوتی ہیں، ملاء اعلٰی سے مل جاتی ہیں اور ان کے لیے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں موجود ہیں۔

(۶۵) ملا علی قاری شریف شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

ان روح النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام [295]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح کریم تمام جہان میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔

(۶۶) مدارج النبوۃ شریف میں ہے:

ہر چہ در دنیا است از زمانِ آدم تا اوان نفخۂ اولٰی بروے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منکشف ساختند تاہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم کرد و یارانِ خود را نیز از بعضے ازاں احوال خبر داد [296]۔	جو کچھ دنیا میں ہے آدمی علیہ السلام کے زمانے سے نفخۂ اُولٰی تک حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر منکشف کر دیا ہے یہاں تک کہ تمام احوال آپ کو اول سے آخر تک معلوم ہوگئے ان میں سے کچھ اپنے دوستوں کو بھی بتا دیئے۔

(۶۷) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ:

وھو بالکل شیئ علیم و وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دانا ست بر ہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار بجمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ، علیہ من الصلوات افضلھا و من التحیات اتمّھا و اکملھا [297]۔	وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام چیزوں کو جانتے ہیں، اللہ کی شانوں اور اس کے احکام اور صفات کے احکام اور اسماء و افعال و آثار ہیں، اور تمام علوم ظاہر و باطن، اول و آخر کا احاطہ کرلیا اور فوق کل ذی علم علیم کا مصداق ہوگئے، ان پر اللہ کی بہترین رحمتیں ہوں اور اتم و اکمل تحیات ہوں۔

---

[294] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث حیثما کنتم فصلوا علی الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۵۰۲

[295] شرح الشفاء للملاّ علی قاری فصل فی المواطن التی تستحب فیھا الصلوۃ والسلام دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۱۸

[296] مدارج النبوۃ باب پنجم، وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۴۴

[297] مدارج النبوۃ مقدمۃ الکتاب مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲و۳

(۶۸) شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

افاض علیّ من جنابه المقدس صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم کیفیة ترقی العبد من حیّزه الی حیّز القدس فیتجلّی له حینئذٍ کل شیئ کما اخبر عن هذا المشهد فی قصة المعراج المنامی[298]۔	مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ سے فائض ہوا کہ بندہ کیونکر اپنی جگہ سے مقامِ مقدس تک ترقی کرتا ہے کہ ہر شے اس پر روشن ہوجاتی ہے جیسا کہ قصّہ معراج کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس مقام سے خبر دی۔

(۶۹) نیز اسی میں ہے:

العارف ینجذب الی حیّز الحق فیصی عبداللہ فتجلّی له کل شیئ[299]۔	عارف مقامِ حق تک کھنچ کر بارگاہِ قرب میں ہوتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہوجاتی ہے۔

(۷۰) اُسی میں ولی فرد کے خصائص سے لکھا ہے کہ وہ تمام نشأۃ عنصری جسمانی پر مستولی ہوتا ہے، پھر لکھا کہ یہ استیلاء انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں تو ظاہر ہے۔

واما فی غیر هم فمناصب وراثة الانبیاء کالمجددیة و القطبیعة وظهور اٰثار ها واحکامها والبلوغ الی حقیقة کل علم وحال[300]۔	رہے غیر انبیاء، ان میں وراثت کے منصب ہیں جیسے مجدد و قطب ہونا۔ ان کے آثار و احکام کا ظاہر ہونا اور علم و حال کی حقیقت کو پہنچ جانا۔

(۷۱) اسی میں تقریر مذکور و تفصیل دقائق فرد کے بعد ہے:

بعد ذٰلك کله جبلت نفسه نفسًا قدسیة لایشغلها شان عن شان ولایاتی علیه حال من الاحوال الی التجرد الی النطقة الکلیة الا وهو خبیر	اور اس سب کے بعد بات یہ ہے کہ مرد کا نفس اصل خلقت میں نفس قدسی بنایا جاتا ہے اسے ایک بات دوسری سے مشغول نہیں کرتی (یعنی یہ نہیں ہوتا کہ ایک دھیان میں اور طرف کا خیال نہ رہے بلکہ ہر جانب اس کی نگاہ ایک سی رہتی ہے)

[298] فیوض الحرمین مشہد اللہ تعالٰی مخلوق کی طرف کتاب نازل کرنے کے وقت کہا کرتا ہے، محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۱۶۹

[299] فیوض الحرمین مشھد قدَم صدقِ عندربھم کی تفسیر محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۱۷۵

[300] فیوض الحرمین مشھد مشھد آخر یعنی دقائق اور ان کے اثرات محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۲۸۰ و ۲۸۱

بہا الاٰن وانما الاٰتی تفصیل لاجمال[301]۔	اور اب سے لے کر اس وقت تک کہ وہ سب سے جدا ہو کر مرکز عالم سے جا ملے یعنی وقتِ وفات تک جو کچھ حال اس پر آنے والا ہے اس سب کی اس وقت اسے خبر ہے، وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہی ہوگا۔

(۷۲) امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:

ھذا مع انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان لایکتب ولکنہ اوتی علم کل شیئ حتی قدوردت اٰثار بمعرفتہ حروف الخط وحسن تصویرھا کقولہ لا تمدوا بسم اللہ الرحمن الرحیم رواہ ابن شعبان من طریق ابن عباس وقولہ الحدیث الاخر الذی روی عن معٰویۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ کان یکتب بین یدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لہ الق الدواۃ و حرّف القلم واقم الباء وفرق السین ولا تعور المیم و حسن اللہ و مدّ الرحمن وجود الرحیم[302]۔	یعنی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکھتے نہ تھے مگر حضور کو ہر چیز کا علم عطا ہوا تھا یہاں تک کہ بے شک حدیثیں آتی ہیں کہ حضور کتابت کے حروف پہچانتے تھے اور یہ کہ کس طرح لکھے جائیں تو خوبصورت ہوں گے، جیسے ایک حدیث ابن شعبان نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ کشش سے نہ لکھو (سین میں دندانے ہوں نِری کشش نہ ہو) دوسری حدیث (مسند الفردوس) میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہوئی کہ یہ حضور کے سامنے لکھ رہے تھے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ دوات میں صوف ڈالو اور قلم پر ترچھا قط دو اور بسم اللہ کی ب کھڑی لکھو اور اس کے دندانے جدا رکھو اور میم اندھا نہ کرو (اس کے چشمہ کی سفیدی کھلی رہے) اور لفظ اللہ خوبصورت لکھو اور لفظ رحمٰن میں کشش ہو (رحمن یا رحمن یا رحمن یا رحمن) اور لفظ رحیم اچھا لکھو۔

(۷۳ و ۷۴) امام شعرانی قدس سرہ کتاب الجواہر والدرر نیز کتاب درۃ الغواص میں سید علی خواص

[301] فیوض الحرمین مشہد آخر ا یعنی دقائق اوران کے اثرات محمد سعید اینڈ سنز کراچی ۸۶۔۲۸۵

[302] الشفاء بحقوق المصطفٰی فصل ومن معجزاتہ الباہرۃ المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۱/ ۲۹۸و۲۹۹

رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ناقل:

محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فھو الاول والاخر و الظاھر والباطن و قد ولج حین اسرٰی بہ عالم الاسماء الذی اولھا مرکز الارض واخرھا السماء الدنیا بجمیع احکامھا و تعلقا تھا ثم ولج البرزخ الی انتھائہ وھو السماء السابعۃ ثم ولج علم العرش الی مالا نھایۃ الیہ. وانفتح فی برزخیتہ تصور العوالم الالٰھیۃ والکونیۃ اھ ملتقطًا۔[303]	محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہی اول وآخر وظاہر و باطن ہیں وہ شب معراج مرکز زمین سے آسمان تک تشریف لے گئے اور اس عالم کے جملہ احکام اور تعلقات جان لیے پھر آسمان سے عرش اور عرش سے لاانتہا تک اور حضور کے برزخ میں تمام عالم علوی و سفلی کی صورتیں منکشف ہوگئیں۔

(۷۵) تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ: "وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ"[304]۔ (اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ت) فرمایا:

الاطلاع علی اثار حکمۃ اللہ تعالٰی فی کل واحد من مخلوقات ھذا العالم بحسب اجناسھا وانواعھا و اصنافھا واشخاصھا و احوالھا مما لا یحصل الا للا کابر من الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام ولھذا المعنی کان رسولنا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول فی دعاء اللھم ارنا الاشیاء کما ھی[305]۔	اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صنفوں اور شخصوں اور جرموں ہر ہر مخلوق میں حکمت الٰہیہ کے آثار پر انہیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاء ہیں علیہم الصلوۃ والسلام اسی لیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی! ہم کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں دکھادے اھ۔

اقول: یہاں مقصود اس قدر ہے کہ ان امام اہلسنت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اس عالم کی تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس، نوع، صنف، شخص۔ جسم اور ان سب میں اللہ کی حکمتیں بالتفصیل

---

[303] الجواہر والدرر علی ھامش الابریز مصطفی البابی مصر ص ۲۱۱ تا ۲۱۳

[304] القرآن الکریم ۶/ ۷۵

[305] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۶/ ۷۵ المطبعۃ البہیتہ المصریۃ مصر ۱۳/ ۴۵

جانتے ہیں، وہابیہ کے نزدیک کافر و مشرک ہونے کو یہی بہت ہے، بلکہ ان کے نزدیک امام ممدوح کو کافر و مشرک سے بہت بڑھ کر کہنا چاہیے۔

گنگوہی صاحب نے صرف اتنی بات کو کہ دنیا میں جہاں کہیں مجلس میلاد ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اطلاع ہو جائے، زمین کا علم محیط مانا اور صاف حکم شرک جڑ دیا کہ شرک نہیں تو کون سا حصّہ ایمان کا ہے[306]۔

تو امام کہ صرف زمین درکنار، زمین و آسمان و فرش و عرش و تمام عالم کے جملہ اجناس و انواع و اصناف و اشخاص و اجرام کو نہ صرف حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلکہ وہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا بھی علم محیط مانتے ہیں گنگوہی دھرم میں ان کو تو کئی لاکھ درجے ڈبل کافر ہونا چاہیے والعیاذ باللہ تعالٰی ورنہ اصل بات یہ ہے کہ اصالۃً علوم غیب اور ان کے عطا و نیابت سے ان کے خدام اکابر اولیائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو بھی ایک ایک ذرہ عالم کا تفصیلی علم عطا ہونا ہرگز ممنوع نہیں بلکہ بتصریح اولیاء واقع ہے، جیسا کہ عنقریب آتا ہے وللہ الحمد۔

(۷۶) یہی مضمون شریف تفسیر نیشاپوری میں بایں عبارت ہے:

الاطلاع علٰی تفاصیل اٰثار حکمۃ اللہ تعالٰی فی کل احد من مخلوقات ھذہ العوالم بحسب اجناسھا وانواعھا واصنافھا واشخاصھا واعوارضھا ولواحقھا کما ھی لاتحصل الا لاکابر الانبیاء و لھذا قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی دعائہ ارنی الاشیاء کماھی[307]۔	ان عالموں کی مخلوقات میں سے ہر ایک کے تمام آثار حکمت الٰہیہ پر انکی جنسوں، نوعوں، قسموں اور فردوں، نیز عوارض و لواحق حقیقہ پر مطلع ہونا اکابر انبیاء کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا میں عرض کیا کہ مجھے اشیاء کی حقیقتیں دکھا۔ (ت)

اس میں اٰثار حکمۃ اللہ کے ساتھ تفاصیل زائد ہے۔ ھذاالعالم کی جگہ ھٰذہ العوالم ہے کہ نظر تفصیلی پر زیادہ دلالت کرتا ہے اور اجناس و انواع و اصناف و اشخاص کے ساتھ عوارض و لواحق بھی مذکور ہے کہ احاطہ جملہ جواہر و اعراض میں تصریح تر ہو، اگرچہ اجناس عالم

[306] البراہین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساواقع ڈھور ص ۵۱

[307] غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) آیۃ ۶ /۷۵ مصطفی البابی مصر ۷ /۱۴۱

میں عوارض بھی داخل تھے پھر ان کے ساتھ کما ھی کا لفظ اور زیادہ ہے کہ صحت علم غیر مشوب بالخطاء والوھم (غلطی اور وہم کی آلائش سے پاک۔ت) کی تاکید ہو۔ فجزاھم اللہ تعالٰی خیر جزا آمین۔

(۷۷) نیشا پوری میں زیر آیۃ کریمہ "وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا ﴿ؕ۴۱﴾" [308] (اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔ت) فرمایا:

لانّ روحه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم شاھد علٰی جمیع الارواح والقلوب والنفوس لقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اول ما خلق اللہ روحی [309]۔	یہ جو رب عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح انور تمام جہان میں ہر ایک کی روح، ہر ایک کے دل، ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے۔ (کوئی روح، کوئی دل، کوئی نفس ان کی نظر کرم سے اوجھل نہیں جب تو سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے) اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے میری روح کریم کو پیدا کیا (تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا)

(۷۸) حافظ الحدیث سیدی احمد سلجماسی قدس سرہ، اپنے شیخ کریم حضرت سیدی عبدالعزیز بن مسعود دباغ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کتاب مستطاب ابریز میں روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے آیہ کریمہ "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا" [310]۔ (اور اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ت) کے متعلق فرمایا:

المراد بالاسماء الاسماء العالیة لا الاسماء النازلة فان کل مخلوق له اسم عالٍ واسم نازل، فالاسم النازل ھو الذی یشعر بالمسمّٰی فی الجملة والاسم العالی ھو الذی	اس کلام نورانی واعلام ربانی ایمان افروز، کفران سوز کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کے دو نام ہیں علوی و سفلی، سفلی نام تو صرف مسمّٰی سے ایک گونہ آگاہی دیتا ہے۔ اور علوی نام سنتے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے

[308] القرآن الکریم ۴/ ۴۱

[309] غرائب القرآن

[310] القرآن الکریم ۲/ ۳۱

یشعر باصل المسّٰی ومن ایّ شیئ ھو و بفائدۃ المسمّٰی ولای شیئ یصلح الفاس من سائر ما یستعمل فیہ وکیفیۃ صنعۃ الحداد لہ فیعلم من مجرد سماع لفظہ وھذہ العلوم والمعارف المتعلقۃ بالفاس وھکذا کل مخلوق، والمراد بقولہ تعالٰی الاسماء کلھا الاسماء التی یطیقھا ادم ویحتاج الیھا سائر البشر اولھم بھا تعلق وھی من کل مخلوق تحت العرش الٰی ماتحت الارض فیدخل فی ذلك الجنۃ والنار والسمٰوٰت السبع وما فیھن وما بینھن وما بین السماء والارض وما فی الارض من البراری والقفار والا ودیۃ والبحار و الاشجار فکل مخلوق فی ذلك ناطق اوجامد الّا و آدم یعرف من اسمہ تلك الامور الثّلثۃ اصلہ وفائدتہ و کیفیۃ ترتیبہ ووضع شکلہ فیعلم من اسم الجنۃ من این خلقت ولایّ شیئ خلقت وترتیب مراتبھا وجمیع ما فیھا من الحور وعدد من یسکنھا بعد البعث ویعلم من لفظ النار مثل ذلك ویعلم من لفظ السماء مثل ذلك ولایّ شیئ کانت الاولٰی فی محلھا و الثانیۃ وھکذا فی کل سماء ویعلم من لفظ الملئکۃ من ای شیئ خلقوا ولایّ شیئ خلقوا وکیفیۃ خلقھم وترتیب مراتبھم وبایّ شیئ استحق

کہ مسمّٰی کی حقیقت وماہیت کیا ہے اور کیونکر پیدا ہوا اور کاہے سے بنا اور کس لیے بنا، آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام اشیاء کے یہ علوی نام تعلیم فرمائے گئے جس سے انہوں نے حسبِ طاقت و حاجتِ بشری تمام اشیاء جان لیں اور یہ زیر عرش سے زیر فرش تک کی تمام چیزیں ہیں جس میں جنت و دوزخ و ہفت آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اور جنگل اور صحرا اور نالے اور دریا اور درخت وغیرہ جو کچھ زمین میں ہے غرض یہ تمام مخلوقات ناطق و غیر ناطق ان کے صرف نام سننے سے آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو معلوم ہوگیا کہ عرش سے فرش تک ہر شے کی حقیقت یہ ہے اور فائدہ یہ ہے اور اس ترتیب سے اس شکل پر ہے۔ جنت کا نام سنتے ہی انہوں نے جان لیا کہ کہاں سے بنی اور کس لیے بنی اور اس کے مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور جس قدر اس میں حوریں ہیں اور قیامت کے بعد اتنے لوگ اس میں آجائیں گے اسی طرح نار (دوزخ) یوں ہی آسمان، اور یہ کہ پہلا آسمان وہاں کیوں ہوا اور دوسرا دوسری جگہ کیوں ہوا، اسی طرح ملائکہ کا لفظ سننے سے انہوں نے جان لیا کہ کاہے سے بنے اور کیونکر بنے اور ان کے مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور کس لیے یہ فرشتہ اس مقام کا مستحق ہوا اور دسرا دوسرے کا۔ اسی طرح عرش سے زیرِ زمین تک ہر فرشتے کا حال، اور یہ

هذا الملك هذا المقام واستحق غيره مقامًا اخر وهكذا فی كل ملك فی العرش الی ماتحت العرض فهٰذه علوم ادم واولاده من الانبياء عليهم الصلوة و السلام والاولياء الكمل رضی الله تعالٰی عنهم اجمعين، و انما خص اُدم بالذكر لانه اوّل من علم هٰذه العلوم و من علمها من اولاده فانما علمها بعده وليس المراد انه لايعلمها الا اُدم وانما خصصناها بما يحتاج اليه وذريته وبما يحتاج اليه وذريته و بما يطيقونه لئلا يلزم من عدم التخصيص الا حاطة بمعلومات الله تعالٰی وانما قال تنزلت اشارة الی الفرق بين علم النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم بهذه العلوم و بين علم اُدم وغيره من الانبياء عليهم الصلوة بها فانهم اذا توجهوا اليها يحصل لهم شبه مقام عن مشاهدة الحق سبحانه وتعالٰی واذا توجهوا نحو مشاهدة الحق سبحانه وتعالٰی حصل لهم شبه النوم عن هذه العلوم ،ونبينا صلی الله تعالٰی عليه وسلم لقوته لا يشغله هذا عن هذا فهواذا توجه نحوالحق سبحانه و تعالٰی حصلت له المشاهدة التامة وحصل له مع ذلك مشاهدة هذه العلوم وغيرهما مما لايطلق واذا توجه نحوهذه العلوم حصلت له مع حصول هذه المشاهدة فی الحق	تمام علوم صرف آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو نہیں بلکہ ہر نبی اور ہر ولی کامل کو عطا ہوئے ہیں، علیہم الصلوۃ والسلام،آدم کا نام خاص اس لیے لیا کہ انکو یہ علوم پہلے ملے، پھر فرمایا کہ ہم نے بقدر طاقت وحاجت کی قید لگا کر صرف عرش تا فرش کی تمام اشیاء کا احاطہ اس لیے رکھا کہ جملہ معلوماتِ الٰہیہ کا احاطہ نہ لازم آئے اور ان علوم میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں یہ فرق ہے کہ اور جب ان علوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کو مشاہدہ حضرت عزت جلالہ، سے ایک گونہ غفلت سی ہو جاتی ہے اور جب مشاہدہ حق کی طرف توجہ فرمائیں تو ان علوم کی طرف سے ایک نیند سی آجاتی ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان کی کمال قوت کے سبب ایک علم دوسرے علم سے مشغول نہیں کرتا، وہ عین مشاہدہ حق کے وقت ان تمام علوم اور ان کے سوا اور علموں کو جانتے ہیں جن کی طاقت کسی میں نہیں اور ان علوم کی طرف عین توجہ میں مشاہدہ حق فرماتے ہیں اور ان کو نہ مشاہدہ حق، مشاہدہ خلق سے پردہ ہو نہ مشاہدہ خلق مشاہدہ حق سے، پاکی وبُلندی اسے جس نے ان کو یہ علوم اور یہ قوتیں بخشیں صلی اللہ

سبحٰنہ و تعالٰی فلا تحجبہ مشاھدۃ الحق عن مشاھدۃ الخلق ولا مشاھدۃ الخلق عن مشاھدۃ الحق سبحٰنہ وتعالٰی[311]۔	تعالٰی علیہ وسلم۔

کیوں وہابیو! ہے کچھ دم؟ ہاں ہاں تقویۃ الایمان وبراہین قاطعہ کی شرک دانی لے کر دوڑیو، مشرک مشرک کی تسبیح بھانیو، کل قیامت کو کھل جائے گا کہ مشرک، کافر، مرتد خاسر کون تھا، "سَیَعۡلَمُوۡنَ غَدًا مَّنِ الۡکَذَّابُ الۡاَشِرُ ﴿۲۶﴾"[312]۔ (بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑھا جھوٹا اترونا۔ ت)

اشر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) اشر قولی کہ زبان سے بک بک کرے۔

(۲) اشر فعلی کہ زبان سے چپ اور خباثت سے باز آئے۔

وہابیہ اشر قولی واشر فعلی دونوں ہیں۔ "قٰتَلَہُمُ اللّٰہُ ۚ۫ اَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۳۰﴾"[313]۔ (اللہ انہیں مارے کیا اوندھے جاتے ہیں)

حضرت سیدّی شاہ عبدالعزیز قدسنا اللہ بسرہ العزیز، اجلّہ اکابر اولیاء عظام واعاظم سادات کرام سے ہیں، بدلگام وہابیہ سے کچھ تعجب نہیں کہ ان کی شان کریم میں حسب عادت لئیم گستاخی وزبان درازی کریں، لہٰذا مناسب کہ اس پاک، مبارک، لاڈلے بیٹے کی تائید میں اس کے مہربان باپ، مسلمانوں کے مولٰی، اللہ واحد قہار کے غالب شیر، سیدنا امیر المومنین مولٰی علی مشکل کشا حاجت روا، کافر کُش، مومن پناہ کرم کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کے بعض ارشادات ذکر کروں کہ سگانِ زرد کے برادر شغال اس اسدِ ذوالجلال کی بو سونگھ کر بھاگیں، اور شرک شرک بکنے والے منہ میں قہر کے پتھر ہوں، اور پتھروں سے آگیں۔

(۷۹) ابن النجار ابوالمعتمر مسلم بن اوس وجاریہ بن قدامہ سعدی سے راوی کہ امیر المومنین ابوالائمۃ الطاہرین سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

سلونی قبل ان تفقدونی فانّی لا اُسأل عن شیئ دون العرش الّا	مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ کہ عرش کے نیچے جس کسی چیز کو مجھ سے پوچھا جائے میں

[311] الابریز الباب السابع دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۸۲ و ۳۸۳

[312] القرآن الکریم ۵۴/ ۲۶

[313] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

اخبرت عنه[314]۔	بتادوں گا۔

عرش کے نیچے کُرسی، ہفت آسمان، ہفت زمین اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جو کچھ ہے تحت الثّرٰی تک سب داخل ہے، مولٰی علی فرماتے ہیں کہ اس سب کو میرا علم محیط ہے ان میں جو شَے مجھ سے پوچھو میں بتادوں گا، رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

(۸۰) امام ابن الانباری کتاب المصاحف میں اور امام ابو عمر بن عبدالبر کتاب العلم میں ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال شهدت علی بن ابی طالب یخطب فقال فی خطبته سلونی فواللہ لاتسألونی عن شیئ الی یوم القیٰمة الاّ حدثتکم به[315]۔	میں مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ، کے خطبہ میں حاضر تھا امیر المومنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا مجھ سے دریافت کرو خدا کی قسم قیامت تک جو چیز ہونے والی ہے مجھ سے پوچھو میں بتادوں گا۔

امیر المومنین فرماتے ہیں: کہ میرا علم قیامت تک کی تمام کائنات کو حاوی ہے، یہ دونوں حدیثیں امامِ جلیل، جلال الملۃ والدین سیوطی نے جامع کبیر میں ذکر فرمائیں۔

(۸۱ تا ۸۴) ابن قتیبہ پھر ابن خلکان پھر امام دمیری پھر علامہ زرقانی شرح مواہب اللدنیا میں فرماتے ہیں:

الجفر جلد کتبه جعفر الصادق کتب فیه لاهل البیت کل مایحتاجون الٰی علمه و کل مایکون الٰی یوم القیٰمة[316]۔	جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لیے جس چیز کے علم کی انہیں حاجت پڑے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرمادے۔

(۸۵) علامہ سید شریف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شرح مواقف میں فرماتے ہیں:

الجفر والجامعة کتابان لعلی رضی اللہ تعالٰی	یعنی جفر و جامعہ امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم

[314]

[315] جامع بیان العلم وفضلہ باب فی ابتداء العالم جلساء بالفائدۃ و قولہ سلونی دار الفکر بیروت ۱/ ۱۳۸

[316] حیوۃ الحیوان الکبرٰی تحت لفظ الجفرۃ مصطفٰی البابی مصر ۱/ ۲۷۹، وفیات الاعیان ترجمہ عبدالمومن صاحب المغرب ۴۰۸ دار الثقافت بیروت ۳/ ۲۴۰

عنه قد ذکر فیهما علی طریقة علم الحروف الحوادث التی تحدث الی انقراض العالم وکانت الائمة المعروفون من اولاده یعرفونهما ویحکمون بهما وفی کتاب قبول العهد الذی کتبه علی بن موسٰی رضی الله تعالٰی عنهما الی المامون انك قد عرفت من حقوقنا ما لم یعرفه اباؤك فقبلت منك عهدك الا ان الجفر والجامعة یدلان علی انه لایتم ولمشائخ المغاربة نصیب من علم الحروف ینتسبون فیه الی اهل البیت ورأیت انا بالشام نظما اشیر فیه بالرموز الی احوال ملوك مصر وسمعت انه مستخرج من ذینك الکتابین اھ[317]۔	کی دو[۲] کتابیں ہیں بے شک امیر المومنین نے ان دونوں میں علم الحروف کی روش پر ختم دنیا تک جتنے وقائع ہونے والے ہیں سب ذکر فرمادیئے ہیں اور ان کی اولاد امجاد سے ائمہ مشہورین رضی اللہ تعالٰی عنہم اُن کتابوں کے رموز پہچانتے اور ان سے احکام لگاتے تھے۔اور مامون رشید نے جب حضرت امام علی رضا ابن امام موسٰی کاظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو اپنے بعد ولیعہد کیا اور خلافت نامہ لکھ دیا امام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کے قبول میں فرمان بنام مامون رشید تحریر فرمایا اس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے حق پہنچانے جو تمہارے باپ دادا نے نہ پہچانے اس لیے میں تمہاری ولی عہدی قبول کرتا ہوں۔مگر جفر وجامعہ بتارہی ہیں کہ یہ کام پورا نہ ہوگا۔(چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی میں شہادت پائی) اور مشائخ مغرب اس علم سے حصہ اور اس میں اہل بیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اپنے انتساب کا سلسلہ رکھتے ہیں،اور میں نے ملک شام میں ایک نظم دیکھی جس میں شاہانِ مصر کے احوال کی طرف رمزوں میں اشارہ کیا ہے میں نے سنا کہ وہ احکام انہی دونوں کتابوں سے نکالے ہیں۔انتہٰی

اس علم علوی شریف مبارک کی بحث اور اس کے حکم شرعی کی جلیل تحقیق بحمد للہ تعالٰی فقیر کے رسالہ **مجتلی العروس و مراد النفوس**[۱۳۲۸ھ] میں ہے جو اس کے غیر میں نہ ملے گی۔

(۸۶) حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

وعزة ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح	عزت الٰہی کی قسم بے شک سب سعید و شقی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ

[317] شرح مواقف النوع الثانی المقصد الثانی منشورات شریف الرضی قم ایران ۶ /۲۲

المحفوظ[318]۔	میں ہے۔

(۸۷)اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ:

لولالجام الشریعة علٰی لسانی لاخبرتکم بماتاکلون و ماتدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کالقواریر یرٰی مافی بواطنکم وظواھرکم[319]۔	اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں اندوختہ کرکے رکھتے ہو تم میرے سامنے شیشہ کی مانند ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں۔

(۸۸)اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ:

قلبی مطلع علٰی اسرار الخلیفة ناظرا لی وجوہ القلوب قد صفاہ الحق عن دنس رویةسواہ حتّٰی صار لوحًا ینقل الیه مافی اللوح المحفوظ وسلم علیه ازمة امور اھل زمانه وصرفه فی عطائھم ومنعھم[320]۔	میرا دل اسرارِ مخلوقات پر مطلع ہے سب دلوں کو دیکھ رہا ہے اللہ تعالٰی نے اسے روایت ماسوا کے میل سے صاف کردیا کہ ایک لوح ہوگیا جس کی طرف وہ منتقل ہوتا ہے، جو لوح محفوظ میں لکھا ہے۔(اللہ تعالٰی نے) تمام اہل زمانہ کے کاموں کی باگیں اسے سپرد فرمائیں اور اجازت فرمائی کہ جسے چاہیں عطا کریں، جسے چاہیں منع فرمادیں۔

(۸۹و۹۰و۹۱)والحمدللہ رب العالمین یہ اور ان کے مثل اور کلمات قدسیہ اجلہ اکابر ائمہ مثل امام اوحد سیّدی نور الحق والدین ابوالحسن علی شطنوفی صاحب کتاب بہجۃ الاسرار وامام اجل سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی صاحبِ خلاصۃ المفاخر وغیرہما نے حضور سے بہ اسانیدِ صحیحہ روایت فرمائے، اور علی قاری وغیرہ علماء نے نزہتہ الخاطر وغیرہا کتب مناقب شریفہ میں ذکر کیے۔

(۹۲)عارف کبیر احد الاقطاب الاربعہ سیدنا حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ ترقیات کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

[318] بہجۃ الاسرار ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسہ محدثابنعمة ربہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۵۰

[319] بہجۃ الاسرار ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسہ محدثابنعمة ربہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۵۵

[320] بہجۃ الاسرار ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسہ محدثابنعمة ربہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۵۰

اطلعہ علٰی غیبہ حتی لا تنبت شجرۃ ولا تخضر ورقۃ الابنظرہ[321]۔	اللہ تعالٰی اسے اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے یہاں تک کہ کوئی پیڑ نہیں اُگتا اور کوئی پتہ نہیں ہریاتا مگر اس کی نظر کے سامنے۔

(۹۳) عارف باللہ حضرت سیدی رسلان دمشقی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

العارف من جعل اللہ تعالٰی فی قلبہ لوحًا منقوشًا باسرار الموجودات و بامدادہ بانوار حق الیقین یدرك حقائق تلك السطور علی اختلاف اطوار ھا و یدرك اسرار الافعال فلا تتحرك حرکۃ ظاھرۃً ولا باطنۃ فی الملك والملکوت الا ویکشف اللہ تعالٰی عن بصیرۃ ایمانہ و عین عیانہ فیشھدھا علمًا وکشفًا[322]۔	عارف وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالٰی نے ایک لوح رکھی ہے کہ جملہ اسرار موجودات اس میں منقوش ہیں اور حق الیقین کے نوروں سے اسے مدد دی کہ وہ ان لکھی ہوئی چیزوں کی حقیقتیں خوب جانتا ہے باآنکہ انکے طور کس قدر مختلف ہیں اور افعال کے راز جانتا ہے تو ظاہری یا باطنی کوئی جنبش ملک یا ملکوت میں واقع نہیں ہوتی، مگر یہ کہ اللہ تعالٰی اس کے ایمان کی نگاہ اور اس کے معاینہ کی آنکھ کھول دیتا ہے تو عارف اسے دیکھتا ہے اور اپنے علم و کشف سے جانتا ہے۔

(۹۴) (مذکورہ بالا) یہ دونوں کلام کریم سیّدی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے طبقاتِ کبرٰی میں نقل کیے۔

(۹۵) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام حضرت عزیزان رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے:

زمین در نظر ایں طائفہ چو سفرہ ایست[323]۔	اس گروہ کی نظر میں زمین دستر خوان کی طرح ہے۔ (ت)

(۹۶) حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبندی رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ کلامِ پاک نقل کرکے فرماتے:

ومامی گوئیم چوں روئے ناخنے ست ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست[324]۔	ہم کہتے ہیں کہ ناخن کی سطح کی طرح ہے، کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔

[321] قول سیّد احمد رفاعی

[322] الطبقات الکبرٰی ترجمہ ۲۷۴ رسلان الدمشقی دار الفکر بیروت ص ۲۱۴

[323] نفحات الانس ترجمہ خواجہ بہاءُ الحق والدّین النقشبندی انتشارات کتاب فروشی ص ۳۸۷

[324] نفحات الانس ترجمہ خواجہ بہاءُ الحق والدّین النقشبندی انتشارات کتاب فروشی ص ۸۸۔۳۸۷

گنگوہی صاحب! اب اپنے شیطانی شرک براہین کی خبر لیجئے۔

(۹۷) یہ دونوں ارشاد مبارک حضرت مولٰینا جامی قدس سرہ السامی نے نفحات الانس میں ذکر کیے۔

(۹۸) امامِ اجل سیّدی علی وفا رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لیس الرجل من یقیدہ العرش وما حواہ من الافلاك والجنّة والنّار، وانما الرجل من نفذ بصرہ الی خارج ھذاالوجود کله وھناك یعرف قدر عظمة موجوہ سبحٰنه وتعالٰی[325]۔	مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے آسمان وجنت و نار یہی چیزیں محدود مقید کرلیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجدِ عالم سبحٰنہ وتعالٰی کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

(۹۹) یہ پاکیزہ کلام کتاب الیواقیت والجواھر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا۔

(۱۰۰) ابریز شریف میں ہے:

سمعته رضی اللہ تعالٰی عنه احیانا یقول ما السمٰوٰت السبع والارضون السبع فی نظر العبد المؤمن الا کحلقة ملقاۃ فی فلاۃ من الارض[326]۔	یعنی میں نے حضرت سید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بارہا سنا کہ فرماتے ساتویں آسمان اور ساتویں زمینیں مومن کامل کی وسعتِ نگاہ میں ایسے ہیں جیسے ایک میدانِ لق ودق میں ایک چھلا پڑا ہوا۔

(۱۰۱) امام شعرانی کتاب الجواہر میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

الکامل قلبه مراۃ للوجود العلوی و السفلی کله علی التفصیل[327]۔	کامل کا دل تمام عالم علوی وسفلی کا بروجہ تفصیل آئینہ ہے۔

(۱۰۲) امام رازی تفسیر کبیر میں رَدِ معتزلہ کے لیے حقیقتِ کرامات اولیاء پر دلائل قائم کرنے میں فرماتے ہیں:

الحجة السادسة لا شك انّ المتولی للافعال ھوالروح لاالبدن ولھذا نری ان کل من کان اکثر علمًا باحوال عالم الغیب	یعنی اہل سنت کی چھٹی دلیل یہ ہے کہ بلاشبہہ افعال کی متولی تو روح ہے نہ کہ بدن، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جسے احوال عالم غیب کا علم زیادہ ہے اس کا

[325] الیواقیت والجواھر البحث الرابع والثلاثون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۷۰

[326] الابریز الباب السادس مصطفی البابی مصر ص ۲۴۲

[327] الجواھر والدرر علی ھامش الابریز الباب السادس مصطفی البابی مصر ص ۲۲۳

کان اقوٰی قلبًا ولھذا قال علی کرم اللہ تعالٰی وجھه و اللہ ماقلعت باب خیبر بقوۃ جسدانیة ولکن بقوۃ ربانیة وکذٰلك العبداذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ تعالٰی کنت له سمعًا وبصرًا فاذا صار نور اجلال اللہ تعالٰی سمعًا له سمع القریب و البعید واذاصارذٰلك النور بصرًا له رأی القریب و البعید واذا صارذٰلك النوریدا له قدر علی التصرف فی الصعب والسھل والبعید والقریب[328]۔	دل زیادہ زبردست ہوتا ہے، والہذا مولیٰ علی نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ اکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے، اسی طرح بندہ جب ہمیشہ طاعت میں لگا رہتا ہے تو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کی نسبت رب عزوجل فرماتا ہے کہ وہاں میں خود اس کے کان آنکھ ہوجاتا ہوں تو جب اجلالِ الٰہی کا نور اس کا کان ہوجاتا ہے بندہ نزدیک، دور سب سنتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ ہوجاتا ہے بندہ نزدیک و دور، سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کا ہاتھ ہوجاتا ہے بندہ سہل و دشوار ونزدیک و دور میں تصرفات کرتا ہے۔

(۱۰۳) حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلوی دفتر ثالث مثنوی شریف میں موزہ و عقاب کی حدیث مستطاب میں فرماتے ہیں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

گرچہ ہر غیبے خدامارا نمود — دل دراں لحظہ بخود مشغول بود[329]

(اگرچہ ہر غیب خدا نے ہم کو دکھایا ہے لیکن دل اس وقت اپنی ذات میں مشغول تھا۔ ت)

(۱۰۴) مولانا بحر العلوم ملک العلماء قدس سرہ، شرح میں فرماتے ہیں:

محمد رضا گفتہ اے فکر تن نداشت و از جہت استغراق بعضی مغیبات برانبیاء مستور شوند انتہی، معنی بیت ایں چنیں ست کہ دل بخود مشغول بود کہ دل نفس دل رامشاہدہ می کرد وذات باحدیث جمیع اسماء دردل ست پس بسبب	یعنی محمد رضا کہتا ہے دل کو بدن کی فکر نہ تھی اور استغراق کی وجہ سے بعض غیوب انبیاء سے چھپ جاتے ہیں انتہی، شعر کے معنی یہ ہیں کہ دل ذات دل کا مشاہدہ کررہا تھا اور ذات احدیث تمام اسماء کے ساتھ دل میں ہے، پس اس

[328] مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) تحت آیۃ ۱۸/ ۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۱/ ۷۷

[329] مثنوی معنوی ربودن عقب موزہ رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نورانی کتب خانہ پشاور دفتر سوم ص ۸۱

استغراق دریں مشاہدات توجہ بسوئے اکوان نبود پس بعض اکوان مغفول عنہ ماند وایں وجہ وجیہ است[330]۔	مشاہدہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے توجہ عالم کی طرف نہ تھی اس لیے بعض حالات پوشیدہ رہے یہ بہترین توجیہ ہے۔(ت)

(۱۰۵و۱۰۶و۱۰۷و۱۰۸) امام قرطبی شارح صحیح مسلم، پھر امام عینی بدر محمود، پھر امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری، پھر علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ حدیث و خمس لایعلمھن الا اللہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔

فمن ادعٰی علم شیئ منھا غیر مسند الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان کاذبًا دعواہ[331]۔	یعنی جو کوئی قیامت وغیرہ خمس سے کسی شے کے علم کا اِدعا کرے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کرے کہ حضور کے بتائے سے مجھے یہ علم آیا، وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان پانچوں غیبوں کو جانتے ہیں اور اس میں سے جو چاہیں اپنے جس غلام کو چاہیں بتاسکتے ہیں، اور جو حضور کی تعلیم سے ان کے علم کا دعوی کرے اس کی تکذیب نہ ہوگی۔

(۱۰۹) روض النضیر شرح جامع صغیر امام کبیر جلال الملتہ والدین سیوطی سے اس حدیث کے متعلق ہے۔

اما قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا ھو ففسر بانہ لا یعلمھا احد بذاتہ و من ذاتہ الا ھو لکن قد تعلم باعلام اللہ تعالٰی فان ثمہ من یعلمھا وقد وجدنا ذٰلک لغیر واحد کما راینا جماعتہ	نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ ان پانچویں غیبوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنی ہیں کہ بذاتِ خود اپنی ذات سے انہیں اللہ ہی جانتا ہے مگر خدا کے بتائے سے کبھی ان کو بھی ان کا علم ملتا ہے بے شک یہاں ایسے موجود ہیں جو ان غیبوں کو جانتے ہیں اور ہم نے متعدد اشخاص

330

331 عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ادرۃ طباعۃ المنیریۃ بیروت ۱/ ۲۹۰، ارشاد الساری شرح البخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۱۴۱

علمو امتی یموتون و علموا مافی الارحام حال حمل المرأۃ وقبلہ[332]۔	ان کے جاننے والے پائے ایک جماعت کو ہم نے دیکھا کہ ان کو معلوم تھا کب مریں گے اور انہوں نے عورت کے حمل کے زمانے میں بلکہ حمل سے بھی پہلے جان لیا کہ پیٹ میں کیا ہے۔

(۱۱۰) شیخ محقق قدس سرہ، لمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

المراد لاتعلم بدون تعلیم اللہ تعالٰی منہ[333]۔	مراد یہ ہے کہ قیامت وغیرہ غیب بے خدا کے بتائے معلوم نہیں ہوتے۔

(۱۱۱) علامہ بیجوری شرح بُردہ شریف میں فرماتے ہیں:

لم یخرج صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الدنیا الابعد ان اعلمہ اللہ تعالٰی بھذہٖ الامور ای الخمسہ[334]۔	نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالٰی نے حضور کو ان پانچ غیبوں کا علم دے دیا۔

(۱۱۲) علامہ شنوانی نے جمع النہایۃ میں اسے بطور حدیث بیان کیا کہ:

قدورد ان اللہ تعالٰی لم یخرج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حتی اطلعہ علٰی کل شیئ[335]۔	بے شک وارد ہوا کہ اللہ تعالٰی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا جب تک کہ حضور کو تمام اشیاء کا علم عطا نہ فرمایا۔

(۱۱۳) حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی غوث الزمان سید شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

ھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یخفی علیہ شیئ من الخمس المذکورۃ فی الایۃ لشریفۃ وکیف یخفی علیہ ذٰلك والاقطاب السبعۃ من امتہ	یعنی قیامت کب آئے گی، مینہ کب اور کہاں اور کتنا برسے گا، مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا ہوگا، فلاں کہاں مرے گا، یہ پانچوں غیب جو آیہ کریمہ میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ

---

[332] روض النضیر شرح الجامع الصغیر

[333] لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح تحت حدیث ۳ مکتبۃ المعارف العلمیۃ لاھور ۱/ ۷۳

[334] حاشیۃ الباجوری علی البردۃ تحت البیت فان من جودك الدنیا الخ مصطفی البابی مصر ص ۹۲

[335]

الشریفة یعلمونها وهم دون الغوث فکیف بسید الاولین والآخرین الذی هو سبب کل شیئ و منه کل شیئ[336]۔	تعالٰی علیہ وسلم پر مخفی نہیں، اور کیونکر یہ چیزیں حضور سے پوشیدہ ہیں، حالانکہ حضور کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں اور ان کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے، غوث کا کیا کہنا پھر ان کا کیا پوچھنا۔ جو سب اگلوں پچھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شے انہیں سے ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۱۱۴) نیز ابریز عزیز میں فرمایا:

قلت للشیخ رضی اللہ تعالٰی عنه فان علماء الظاهر من المحدثین وغیرهم اختلفوا فی النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم هل کان یعلم الخمس فقال رضی اللہ تعالٰی عنه کیف یخفی امر الخمس علیه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم والواحد من اهل التصرف من امته الشریفة لایمکنه التصرف الا بمعرفة هذه الخمس[337]۔	یعنی میں نے حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی کہ علماء ظاہر محدثین مسئلہ خمس میں باہم اختلاف رکھتے ہیں، علماء کا ایک گروہ کہتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان کا علم تھا، دوسرا انکار کرتا ہے، اس میں حق کیا ہے؟ فرمایا (جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو پانچویں غیبوں کا علم مانتے ہیں وہ حق پر ہیں) حضور سے یہ غیب کیونکر چھپے رہیں گے حالانکہ حضور کی امت شریفہ میں جو اولیائے کرام اہلِ تصرف ہیں (کہ عالم میں تصرف فرماتے ہیں) وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کا علم مانتے ہیں وہ حق پر ہیں) حضور سے یہ غیب کیونکر چھپے رہیں گے حالانکہ حضور کی امت شریفہ میں جو اولیائے کرام اہلِ تصرف ہیں (کہ عالم میں تصرف فرماتے ہیں) وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کو جان نہ لیں تصرف نہیں کرسکتے۔

(۱۱۵) تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ "عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ"[338] فرمایا:

ای وقت وقوع القیٰمة من غیب	یعنی قیامت کے واقع ہونے کا وقت اس غیب

336

337 الابریز الباب الثانی مصطفی البابی مصر ص۱۶۷و۱۶۸

338 القرآن الکریم ۷۲/ ۲۶

الذی لایظھرہ اللہ لاحد فان قیل فاذا حملتم ذلك علی القیٰمۃ فکیف قال الا من ارتضٰی من رسول مع انه لا یظھر ھذا الغیب لاحد قلنا بل یظھرہ عند قرب القیٰمۃ"[339] (ملخصًا)	میں سے ہے جس کو اللہ تعالٰی کسی پر ظاہر نہیں کرتا اگر کہا جائے کہ جب تم نے آیت کو علمِ قیامت پر محمول کیا تو کیسے اللہ نے فرمایا: الّا من ارتضٰی من رسول باوجودیکہ یہ غیب اللہ کسی پر ظاہر نہیں کرے گا، ہم جواب دیں گے کہ قیامت کے قریب ظاہر کرے گا۔ (ت)

اس نفیس تفسیر نے صاف معنی آیت یہ ٹھہرائے کہ اللہ عالم الغیب ہے، وہ وقتِ قیامت کا علم کسی کو نہیں دیتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۱۱۶) علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرقہ باطلہ معتزلہ **خذلھم اللہ تعالٰی** کے کرامات اولیاء سے انکار اور ان کے شبہات فاسدہ کے ذکر و ابطال میں فرماتے ہیں:

الخامس وھو فی الاخبار عن المغیبات قوله تعالٰی عالم الغیب فلا یظھر علٰی غیبه احدًا الا من ارتضٰی من رسول خص الرسل من بین المرتضین بالاطلاع علی الغیب فلا یطلع غیر ھم وان کانوا اولیاء مرتضین، الجواب ان الغیب ھٰھنا لیس للعموم بل مطلق او معین ھو وقت وقوع القیٰمۃ بقرینۃ السباق ولا یبعد ان یطلع	یعنی معتزلہ کی پانچویں دلیل خاص علم غیب کے بارے میں ہے وہ گمراہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم نہیں ہوسکتا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر مسلط نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو، جب غیب پر اطلاع رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو اولیاء کیونکر غیب جان سکتے ہیں۔ ائمہ اہلسنت [عـــہ] نے جواب دیا کہ یہاں غیب عام نہیں جس کے یہ معنے ہوں کہ کوئی غیب رسولوں کے سوا کسی کو نہیں بتاتا جس سے مطلقًا اولیاء کے علومِ غیب کی نفی

عـــہ: **فائدہ:** اس نفیس عبارت کتاب العقائد اہلسنت سے ثابت ہوا کہ وہابیہ معتزلہ سے بھی بہت خبیث تر ہیں، معتزلہ کو صرف اولیائے کرام کے علومِ غیب میں کلام تھا انبیاء کے لیے مانتے تھے، یہ خبیث خود انبیاء سے منکر ہوگئے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ائمہ اہلسنت انبیاء و اولیاء سب کے لیے مانتے ہیں وللہ الحمد ۱۲ منہ۔

[339] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۷۲/ ۲۶ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۳۰/ ۱۶۸

علیه بعض الرسل من الملئکة او البشر فیصح الاستثناء[340]۔	ہوسکے، بلکہ یہ تو مطلق ہے (یعنی کچھ غیب ایسے ہیں کہ غیر رسول کو نہیں معلوم ہوتے) یا خاص وقت وقوعِ قیامت مراد ہے (کہ خاص اس غیب کی اطلاع رسولوں کے سوا اوروں کو نہیں دیتے) اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں غیب قیامت ہی کا ذکر ہے۔ (تو آیت سے صرف اتنا نکلا کہ بعض غیبوں یا خاص وقت قیامت کی تعیین پر اولیاء کو اطلاع نہیں ہوتی نہ یہ کہ اولیاء کوئی غیب نہیں جانتے، اس پر اگر شبہہ کیجئے کہ اللہ تو رسولوں کا استثناء فرمارہا ہے کہ وہ ان غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں جن کو اور لوگ نہیں جانتے اب اگر اس سے تعین وقت قیامت لیجئے تو رسولوں کا بھی استثناء نہ رہے گا کہ یہ تو اُن کو بھی نہیں بتایا جاتا۔ اس کا جواب یہ فرمایا کہ) ملائکہ یا بشر سے بعض رسولوں کو تعیین وقت قیامت کا علم ملنا کچھ بعید نہیں تو استثناء کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ضرور صحیح ہے۔

(۱۱۷) امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورہ رعد میں فرماتے ہیں:

لایعلم متی تقوم الساعة الا الله الا من ارتضٰی من رسول فانه یطلعه من یشاء من غیبه و الولی التابع له یاخذ عنه[341]۔	کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوا اس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انہیں اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دیتا ہے۔ (یعنی وقتِ قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں۔) رہے اولیاء وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

یہاں اس خاص غیب کے علم میں بھی اولیاء کے لیے راہ رکھی، مگر یوں کہ اصالۃً انبیاء کو ہے اور ان کو ان سے ملتا ہے، اور حق یہی ہے کہ آیہ کریمہ غیر رسل سے علم غیوب میں اصالت کی نفی فرماتی ہے نہ کہ مطلق علم کی۔

(۱۱۸و۱۱۹) علامہ حسن بن علی مدابغی حاشیہ فتح المبین امام ابن حجر مکی اور فاضل ابن عطیہ فتوحات وہبیہ شرح اربعین امام نووی میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علم قیامت عطا ہونے کے باب میں فرماتے ہیں:

الحق کما قال جمع انّ الله سبحٰنه	یعنی حق مذہب وہ ہے جو ایک جماعت علماء نے

[340] شرح المقاصد المبحث الثامن اولی ھوالعارف باللہ تعالٰی دار المعارف النعمانیة لاہور ۲ /۲۰۴و۲۰۵

[341] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الرعد دار الکتاب العربی بیروت ۷ /۱۸۶

وتعالٰی لم یقبض نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حتی اطلعه علی کل ما ابهمه عنه الا انه امر بکتم بعض و الاعلام ببعض[342]۔	فرمایا کہ اللہ عزوجل ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور سے مخفی رہا تھا اس سب کا علم حضور کو عطا فرمادیا، ہاں بعض علوم کی بنسبت حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتائے اور بعض کے بتانے کا حکم کیا۔

(۱۲۰) علامہ عشماوی کتاب مستطاب عجب العجاب شرح صلاۃ سیّدی احمد بدوی کبیر صلی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتے ہیں:

قیل انه صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوتی علمها (ای الخمس) فی اٰخر الامر لکنه امر فیها بالکتمان وھٰذا القیل ھو الصحیح[343]۔	یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو آخر میں ان پانچوں غیبوں کا بھی علم عطا ہوگیا مگر ان کے چھپانے کا حکم تھا، اور یہی قول صحیح ہے۔

تنبیہ جلیل

الحمدللہ یہ بطورِ نمونہ ایک سوبیس ۱۲۰ عبارات قاہرہ میں جن سے وہابیت کی پوچ ذلیل عمارت نہ صرف منہدم ہوئی بلکہ قارون اور اس کے گھر کی طرح بفضلہٖ تعالٰی تحت الثرٰی پہنچتی ہے، اور بحمدہ تعالٰی یہ کل سے جز ہیں، ایسے ہی صدہا نصوص جلیلہ و عظیمہ دیکھنا ہوں تو فقیر کی کتاب مالیئ الجیب بعلوم الغیب ۱۳۱۸ھ ورسالہ اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان ومایکون ۱۳۱۸ھ" ملاحظہ ہوں کہ نصوص کے دریا ہیں چھلکتے، اور حُبِّ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چاند چمکتے اور تعظیم حضور کے سورج دمکتے، اور نور آیمان کے تارے جھلکتے، اور حق کے باغ مہکتے اور ہدایت کے پھول چہکتے اور نجدیت کے کوے سسکتے اور وہابیت کے بوم بلکتے، اور بدبوح گستاخ پھڑکتے۔ والحمدللہ رب العلمین۔

وہابیہ خذلهم اللہ تعالٰی ان نصوص قاہرہ کے مقابل ادھر ادھر سے کچھ عبارات دربارہ تخصیص

عـــہ: صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

342

343 عجب العجاب شرح صلوٰۃ سید احمد کبیر بدوی

غیوب نقل کرلاتے اور بغلیں بجاتے ہیں حالانکہ یہ محض جہالت، کج فہمی بلکہ صریح مکاری اور ہٹ دھرمی ہے انصافاً وہ ہمارے ہی بیان کا دوسرا پہلو دکھاتے ہیں۔

فقیر گزارش کرچکا کہ مسئلہ عموم و خصوص اُن اجماعات بعد کہ امر چہارم میں معروض ہوئے علمائے اہلسنت کا خلافیہ (اختلافی) ہے۔ عامہ اولیاء کرام و بکثرت علمائے عظام جانب تعمیم ہیں اور یہی ظاہر نصوص قرآن عظیم و مفادات احادیث حضور پرنور علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم ہے۔

اور بہت اہل رسوم جانب خصوص گئے، ان میں بھی شاید نرے متقشفوں کا یہ خیال ہو ورنہ ان کے لیے اس پر ایک باعث ہے جس کا بیان مع چند نظائرِ نفسیہ فقیر کے رسالے انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شیئ (۱۳۲۰ھ) میں مشرح ہے تو ایسی عبارات سے ہمیں کیا ضرر، ہم نے کیا دعوی اجماع کیا تھا کہ خلاف دکھاؤ۔

وہاں تم اپنی جہالت سے مدعی اجماع تھے یہاں تک کہ مخالف کی تکفیر کر بیٹھے۔ تو ہر طرح تم پر قہر کی مار ہے ایجابِ جزئی سے موجبہ کلیہ کا ثبوت چاہنا مجنون کا شعار ہے۔

تم دس عبارتیں خصوص میں لاؤ ہم سو نصوص عموم میں دکھائیں گے پھر ظواہر قرآن و حدیث و عامہ اولیائے قدیم و حدیث ہمارے ساتھ ہیں، اور اسی میں ہمارے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی فضیلت کی ترقی اور خود اسی بارے میں ان کا رب فرما چکا کہ "وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾"[344] سکھا دیا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔ جسے اللہ بڑا کہے اسے گھٹائے کیونکر بنے، معہذا اگر بفرض باطل خدا کا فضل عظیم چھوٹا اور مختصر ہی ہو۔ مگر ہم نے ظواہر قرآن و حدیث و تصریحات صدہا ائمہ ظاہر و باطن کے اتباع سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زیادہ رفعت شان چاہ کر اسے بڑا مانا تو بحمد اللہ تعالٰی اللہ کے فضل اور اس کے حبیب کی تعظیم ہی کی۔

اور اگر واقع میں وہ فضلِ الٰہی ویسا ہی بڑا ہے اور تم نے برخلاف ظواہر نصوص قرآن و حدیث اسے ہلکا اور چھوٹا جانا تو تمہارا معاملا معکوس ہوا۔ "فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ"[345]۔ خیال کرلو کہ کون سا فریق زیادہ مستحق امن ہے۔

غرض یہاں چند پریشان عبارات خصوص کا سنانا محض جہل ہے یا سخت مکر، کلام تو اس میں ہے

---

[344] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۳

[345] القرآن الکریم ۶/ ۸۱

کہ تم اقوال عموم بمعنی مر قوم بلکہ اس سے بھی لاکھوں درجے ہلکے پر حکمِ شرک و کفر جڑ رہے ہو۔ گنگوہی جی کی قاطعہ براہین دیکھو۔ صرف اتنی بات کہ جہاں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہو جائے، علمِ محیط زمین ٹھہرا دیا۔ پھر اسے خدا کا خاصہ اور ساتھ ہی اپنے معبود و ابلیس کی صفت بتا کر صاف حکمِ شرک پھٹا دیا اور شرک بھی کیسا جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں پھر عرش تا فرش کا علم تو زمین کے علم محیط سے کروڑ ہا کروڑ درجے بڑا ہے پھر ماکان ومایکون کا تو کیا ہی کہنا ہے۔

اسی طرح اور تعمیمات کہ کلامِ ائمہ دین و علمائے معتمدین میں گزریں۔ اس کا ماننے والا اگر معاذ اللہ ایک حصہ کافر تھا تو ان کا ماننے والا تو پدموں سنکھوں کافروں کے برابر ایک کافر ہوگا۔

یونہی تمہارا امام علیہ ماعلیہ تقویۃ الایمان میں بعطائے الٰہی بھی غیب کی بات کا علم ماننے کو شرک کہہ چکا پھر گنگوہی جی کا شرک تو میلاد مبارک کی اطلاع پر اُچھلا تھا۔ ان امام جی نے ایک پیڑ کے پتے ہی جاننے پر شرک اُگل دیا۔

تمام علماء، اولیاء، صحابہ، انبیاء وہابیوں کی تکفیر کا نشانہ

اب دیکھئے کہ گنگوہی و اسمٰعیل و وہابیہ نے معاذ اللہ کن کن آئمہ، علماء و محدثین و فقہاء و مفسرین و متکلمین و اولیاء وصحابہ و انبیاء علیہم الصلوۃ والثنا کو کافر بنادیا۔

انہیں کو گنئے جن کے اقوال وارشادات اس مختصر میں گزرے۔

(۱) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی　(۲) مولٰنا ملک العلماء بحر العلوم
(۳) علامہ سامی صاحب ردالمحتار　(۴) آئمہ اہلسنت و مصنفانِ عقائد
(۵) شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی　(۶) علامہ شہاب الدین خفاجی
(۷) امام فخر الدین رازی　(۸) علامہ سید شریف جرجانی
(۹) علامہ سعد الدین تفتازانی　(۱۰) علی قاری مکی
(۱۱) امام ابنِ حجر مکی　(۱۲) علامہ محمد زرقانی
(۱۳) علامہ عبدالرؤف مناوی　(۱۴) علامہ احمد قسطلانی
(۱۵) امام قرطبی　(۱۶) امام بدر الدین عینی
(۱۷) امام بغوی (صاحبِ تفسیر معالم)　(۱۸) شیخ علاؤ الدین علی بغدادی (صاحبِ تفسیر خازن)
(۱۹) علامہ بیضاوی　(۲۰) علامہ نظام الدین نیشاپوری (صاحبِ تفسیر غرائب القرآن)

(۲۱)علامہ جمل (شارح جلالین) (۲۲)امام ابوبکر رازی (صاحبِ تفسیر انموذج جلیل)
(۲۳)امام قاضی عیاض (۲۴)امام زین الدین عراقی (استاد امام ابن حجر عسقلانی)
(۲۵)حافظ الحدیث احمد سلجماسی (۲۶)ابن قتیبہ
(۲۷)ابن خلکان (۲۸)امام کمال الدین دمیری
(۲۹)علامہ ابراہیم بیجوری (۲۰)علامہ شنوانی
(۳۱)علامہ مدابغی (۳۲)علامہ ابن عطیہ
(۳۳)علامہ عشماوی (۳۴)امام ناصر الدین سمرقندی (صاحب ملتقط)
(۳۵)علامہ بدر الدین محمود بن اسرائیل (صاحب جامع الفصولین) (۳۶) شیخ عالم بن صاحبِ تاتارخانیہ
(۳۷)امام فقیہہ صاحبِ فتاوٰی حجہ (۳۸)امام عبدالوہاب شعرانی
(۳۹)امام یافعی (۴۰)امام اوحد ابوالحسن شطنوفی
(۴۱)امام ابن حجر مکی (۴۲)امام محمد صاحب مدحیہ بردہ شریف
(۴۳)حضرت مولانا جامی (۴۴)حضرت مولوی معنوی
(۴۵)حضرت سید عبدالعزیز دباغ (۴۶)حضرت سیدی علی خواص
(۴۷)حضرت خواجہ بہاؤالحق والدین (۴۸)حضرت خواجہ عزیزان راتینی
(۴۹)حضرت شیخ اکبر (۵۰)حضرت سیدی علی وفا
(۵۱)حضرت سیّدی رسلان دمشقی (۵۲)حضرت سیدی ابوعبداللہ شیرازی
(۵۳)حضرت سیدی ابوسلیمان درانی (۵۴)حضرت قطبِ کبیر سید احمد رفاعی
(۵۵)حضور قطب الاقطاب سیدنا غوث اعظم (۵۶)حضرت امام علی رضا
(۵۷)حضرت امام جعفر صادق (۵۸)حضرت عالیہ دیگر آئمہ اطہار
(۵۹)امام مجاہد (۶۰)حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس
(۶۱)حضور سیدنا امیر المومنین علی مرتضٰی (۶۲)عامہ صحابہ کرام
(۶۳)حضرت خضر بلکہ (۶۴)حضرت موسٰی بلکہ
(۶۵) (خاک بہ دہن دشمنان) خود حضور سید الانبیاء (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) بلکہ
(۶۶) (لعنۃ اللہ علی الظالمین) خود اللہ رب العالمین

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم "وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾" [346]۔	نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بُلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔ عنقریب ظالم جانیں گے کس لوٹنے کی جگہ لوٹتے ہیں۔ (ت)

یہ گنتی میں تو چھیاسٹھ ہیں اور ان میں آئمہ اہلسنت، مصنفانِ عقائد جن کا حوالہ علامہ شامی نے دیا، اور آئمہ اطہار جن کا حوالہ علامہ سید شریف نے اور تمام صحابہ کرام جن کا حوالہ امام قسطلانی وعلامہ زرقانی نے دیا سب خود جماعتیں ہیں۔

اور ہے یہ کہ جب اللہ و رسول تک نوبت ہے تو اگلے پچھلے جن وانس و مالک تمام مومنین سب ہی وہابیہ کی تکفیر میں آگئے۔

ان بے دینوں کا تماشا دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے بدگویوں کی تکفیر ہوئی اس پر کیا کیا روئے ہیں کہ ہائے سارے جہان کو کافر کہہ دیا۔ (گویا جہان انہیں ڈھائی نفروں سے عبارت ہے) ہائے اسلام کا دائرہ تنگ کردیا (گویا اسلام ان بے دینوں کے قافیہ کا نام ہے ان کا قافیہ تنگ ہوا تو اسلام ہی کا دائرہ تنگ ہوگیا۔

اور خود یہ حالت کہ اشقیاء نہ علماء کو چھوڑیں، نہ اولیاء کو نہ صحابہ کو نہ مصطفٰی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کو نہ جناب کبریا (عزوجلالہ) کو سب پر حکم کفر لگائیں اور خود ہٹے کٹے مسلمانوں کے بچے بنے رہیں "اَلَا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۸﴾" [347] (خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ت) ہاں ہاں وہابیو! گنگوہیو! دیوبندیو! تھانویو دہلویو! امرتسریو! بات کے پکے اور قول کے سچے ہو تو آنکھیں بند کرکے منہ کھول کر صاف کہہ ڈالو کہ ہاں ہاں شاہ ولی اللہ سے لے کر فقہاء محدثین مفسرین، متکلمین اکابر علماء، اکابر علماء، سے لے کر اولیاء اولیاء سے لے کر آئمہ اطہار، آئمہ اطہار سے لے کر انبیاء عظام، انبیاء عظام سے لے کر سید الانبیاء، سید الانبیاء (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) سے لے کر واحد قہار تک تمہارے دھرم میں سب کافر ہیں، اس کی بحث ہے اس میں کلام ہے۔ دو چار، دس بیس عبارات تخصیص دکھانے، کروٹیں بدلنے، کہنے، مکرنے، اڑے اڑے پھرنے سے کام نہیں چلتا۔

---

[346] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[347] القران الکریم ۱۱/ ۱۸

یہ کہنا آسان تھا کہ احمد رضا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم غیب کا قائل ہوگیا اور یہ عقیدہ کفر کا ہے، مگر نہ دیکھا کہ احمد رضا کی جان کن کن پاک دامنوں سے وابستہ ہے، احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد علماء، اولیاء آئمہ صحابہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے اللہ رب العالمین تک مسلسل ملا ہوا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین ع

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ

(اگرچہ ہم چھوٹے ہیں مگر نسبت بُلند ہے۔ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ، پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں، کیا خوب فرمایا ہے:

رومی سخن کفر نگفتست ونگوید، منکر مشوید ش

کافر شود آنکس کہ بانکار برآمد مردود جہاں شد

(رومی نے کفر کی بات نہیں کہی ہے اور نہ کہے گا۔ اس کے منکر مت ہو۔ کافر وہ شخص ہوتا ہے جس نے انکار ظاہر کیا مردود جہاں ہوگیا۔ت)

اب اپنا ہی حال سوجھو کہ تمہاری آگ کا لوکا کہاں تک پہنچا جس نے علماء، اولیاء وائمہ وصحابہ وانبیاء ومصطفٰی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) وحضرت کبریا (جل وعلا) سب پر معاذ اللہ وہی معلون حکم لگادیا اور کافر شود مردود جہاں شد کا تمغہ لیا۔

پھر کیا تمہاری یہ آگ اللہ ورسول (جل وعلا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو ضرر پہنچائے گی؟ حاش للہ بلکہ تمہیں کو جلائے گی، اور بے توبہ مرے تو اِن شاء اللہ القہار ابد الاباد تک "ذق انك انت الاشرف الرشید" (اس کا مزہ چکھ بے شک تو اشرف رشید ہے۔ ت) کا مزہ چکھائے گی۔

پھر بھی ہم کہیں گے انصاف ہی کی۔ تمام آئمہ واولیاء ومحبوبانِ خدا کو تم کافر کہو تو جائے شکایت نہیں، انہوں نے قصور ہی ایسا کیا ہے، ابلیس کی وسعتِ علم مانئی تمہارے کلیجے کا سکھ آنکھوں کی ٹھنڈک ہوئی، براہینِ قاطعہ میں جس کا گیت گایا ہے، انہوں نے یہ تو کہا نہیں، لے کر چلے وسعتِ علم تمہارے دشمن محمد رسول اللہ اور ان کے غلاموں کی، صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہ وسلم پھر ان پر کیوں نہ یہ حکم جڑو کہ کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

یہاں تک تو تم پر آسانی تھی مگر ذرا خدا کی تکفیر ٹیڑھی کھیر ہوگی، کاذب تو کہہ دیا کافر کہتے کچھ تو آنکھ جھپکے گی، اور سب سے بڑھ کر پتھر کے تلے دامن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا معاملہ ہے جسے وہابیہ کے لیے سانپ کے منہ کی چھچھوندر کہیے تو بجا ہے، نہ اگلتی بنتی ہے نہ نگلتے، وہ کہہ کر چل بسے کہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ان کے غلاموں عارفوں پر ہر چیز روشن ہوتی ہے، وہ ہر علم ہر حال کی حقیقت کو پہنچے ہوتے ہیں، وفات تک جو کچھ آنے والا ہے ہر حال کی اس وقت خبر رکھتے ہیں کہاں تو وہ مجالس میلاد پر اطلاع ماننے سے گنگوہی بہادر کا نکھنڈ شرک بلکہ اوندھی سمجھ میں ایک ہی نکاح کی خبر ماننے سے وہ فتاوٰی حنفیہ کی تکفیریں اور کہاں یہ ولی الٰہی بڑے بول جو کھال لگی رکھیں نہ ڈھول۔ اب انہیں کافر نہیں کہے تو غریب سنیوں کی تکفیر کیسے بن پڑے اور وہابیت کی مٹی پلید ہو وہ الگ، اور اگر دل کڑا کرکے ان پر بھی کفر کی جڑ دی تو وہابیت بیچاری کا کٹھم ناٹھ ہوگیا۔ ان کے کافر ہوتے ہی اسمٰعیل جی کہ انہیں کے گیت گائیں، انہیں کو امام و مقتدو پیز و پیشوا و حکیم اُمت و صاحب وحی و عصمت مانیں، کافر در کافر، کافروں کے بچے، کافروں کے چیلے ہوئے اور تم سب کہ اسمٰعیل جی کے شاہ صاحب کے معتقد و مداح بنتے تھے۔ تو ساتھ لگے گیہوں کے گھن تم سب کے سب کافرانِ کہن اللہ اللہ کفر کو بھی تم سے کیا محبت ہے کہ کسی پہلو چلو، کوئی روپ بدلو وہ ہر پھر کر تمہارے ہی گلے کا ہار ہوتا ہے ؎

گر براند نر ود ور برود باز آید　　مگسِ کفر بود خالِ رخ وہابی

(اگر بھگائے تو نہیں جاتی اور اگر جائے تو لوٹ آتی ہی کفر کی مکھی وہابی کے چہرے کا تِل ہے۔ ت)

" كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۟ "[348] وصلی اللہ تعالٰی علیہ سیّدنا ومولٰینا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین، والحمد للہ رب العلمین۔	مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی ہے، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے اور درود نازل فرمائے اللہ تعالٰی ہمارے آقا و مولٰی محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے تمام اصحاب پر، اور سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں جو پروردگار ہے سب جہانوں کا۔ (ت)

فقیر احمد رضا خان قادری عفی عنہ　　از بریلی ۱۴ ربیع الاول شریف روز شنبہ ۱۳۲۸ھ

رسالہ خالص الاعتقاد ختم ہوا۔

---

[348] القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳